हिन्दुस्तानी एकेडेमी, पुस्तकालय

वर्ग संख्या.....

पुस्तक संख्या.....

क्रम संख्या.....

Date of Receipt

شعراء

حسن و عشق کے زمانے دنیا میں ضرور ہوتے ہیں

۱۔ پہلا ناول [illegible]

۲۔ دوسرا ناول [illegible]

۳۔ تیسرا ناول استاد ہسار [illegible]

۴۔ چوتھا ناول کپالا [illegible]

۵۔ پانچواں ناول [illegible]

۶۔ [illegible]

۷۔ [illegible]

۸۔ [illegible]

۹۔ [illegible]

۱۰۔ [illegible]

۱۱۔ [illegible]

۱۲۔ بارھواں ناول سیاسی [illegible]

فسانہ

خیرہ سالہ

اردو زبان میں [illegible] کے بھگدڑ اسکے بے وضاعت [illegible]

اختراعیہ تیز شیونیفنھو ناول میگزین سرع ذنا ونسشان نے ہماری متواتر درخواست اس نئی [illegible]
کی ابتدا کی ہے۔ یوں لوگ ناول لکھنے کو تو لکھتے ہیں۔ مگر فی الحقیقت صفحہ سیاہ کرتے ہیں اور [illegible]
کرتے ہیں نہیں خوبیاں تو درکنار اور نقائص اس کثرت کیساتھ ہوتے ہیں کہ پڑھنے والے کی طبیعت مکدر ہو
جاتی ہے۔ بلاشبہ بنگالیوں نے اس فن میں کمال دکھایا ہے۔ اسی نواسے [illegible]
[illegible] پُرلطف سلسلہ شروع کیا ہے۔ قصہ لکھنا آسان ہے۔ ناول بھی مشکل نہیں۔ مگر جمیع خوبیوں کیساتھ
فسانہ لکھنا کارِ دِگر!

ہماری اس [illegible] سلسلہ میں فسانہ کی تمام خوبیوں کیساتھ [illegible] نکلینگے گو یہ سلسلہ ناول میگزین اور
ناولا [illegible] چھوٹے [illegible] ان سے زیادہ پچاس صفحہ کے
ہونگے مگر نہایت دلچسپ بہت تنش پلاٹ میں [illegible] نہیں بار بار پڑھنے
کو جی چاہیگا۔ فن ناول نویسی کے کمال کا جلوہ فسانہ میں نظر آئیگا۔ رقت کی وہ [illegible]
[illegible] آپ میں بھرتی [illegible] شاعرانہ تشبیہات
کی [illegible] وہ لاطیزی اور بانکپن نظر آئیگا کہ تاوقتیکہ ناول ختم نہ ہو جائے۔
چین نہ آئیگا غرض اسکے صفحات میں ناول نویسی اور انشاپردازی کا [illegible] یہ دعوے
کیساتھ کہتے ہیں کہ اس سے بہتر فسانہ [illegible] تو کیا ہندی۔ انگریزی اور
دیگر زبانوں [illegible] اس سلسلہ کی سال میں [illegible] نکلینگے۔ قیمت
[illegible] ہوا کے نام سے نکلیگا۔

کسقدر دلچسپ حیرت آمیز [illegible] سے مالا مال ہے اس سے بہتر فسانہ آج تک
[illegible] شائع نہیں [illegible] کتابیں [illegible] چھپائی کاغذ
[illegible] نہیں ملیگا۔ اگر آپ [illegible] میں دے
محض برائے نام قیمت [illegible] اٹھائیں [illegible] مستقل خریدار بن جائیں۔
[illegible] چند نمونوں کے مقابلہ میں [illegible] درخواستیں [illegible] آئیں۔

آپ [illegible] پتہ [illegible] سپرنٹنڈنٹ فسانہ دفتر [illegible]

دیباچہ و نذر

بچوں کے جذبات و احساسات کے دلی تخیلات کے عکسی نمونہ ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ابھی اکبر ماں کے پیٹ میں تھا کہ حمیدہ بیگم اپنے پاؤں کے تلوے پر طرح طرح کے نقش و نگار بنانے لگی۔ اس وقت ہمایوں مصیبت میں گرفتار تھا۔ دوست دشمن بنتے جبر خواہوں نے بدخواہی کا بیڑا اٹھایا تھا اس کے ہم مذہب مسلمان [illegible] کے پیاسے ہو رہے تھے۔ یہ جنگل جنگل اور بیابان بیابان مارا مارا پھر رہا تھا۔ ہندو راجپوت اس کی مدد کرنے کے خواہشمند ضرور تھے۔ اور مدد بھی دی تھی۔ مگر وہ غیر کافی ثابت ہوئی۔ کیونکہ یہ لوگ شیر شاہ کے اس رقیب سے ڈرتے تھے۔ جب یہ راجپوتانہ کے ریگستان میں [illegible] ریتلی زمین پر بیٹھی ہوئی اپنے پاؤں میں نقش و نگار بنانے لگی ہمایوں نے سوال کیا یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے جواب دیا میں چاہتی ہوں۔ اس وقت کے ہمارے فال اور خیر و برکت لانیوالے نقش میرے پیدا ہونے والے بچوں کے تلووں میں نظر آئیں۔ اکبر پیدا ہوا۔ ہمایوں نے پیار سے پوچھا کہ کیا بچے کے پاؤں میں وہی نقش ہیں جو تم نے اپنے تلووں میں بنائے تھے۔ جواب دیا گیا۔ ہاں موجود ہیں۔ ہمایوں بہت خوش ہوا۔ اور بچے کے پیدا ہونے کی خوشی میں اس نے چاہا کہ اپنے وفادار ساتھیوں کو انعام و اکرام تقسیم کرے مگر اس کے پاس اس وقت کیا تھا۔ مجبوراً اس نے اپنے تکیے سے ایک قیمتی تاج نکالا۔ مشک کے ٹکڑے ٹکڑے کئے اور تمام ہمراہیوں کے درمیان اسے تقسیم کر دیا۔ حمیدہ نے پوچھا جہاں پناہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ اس نے جواب دیا جس طرح تمہارے نقش و نگار نے [illegible] میرے تقسیم کرنے سے اس کی [illegible] خوشبو تمام دنیا میں پھیل جائے گی۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ اکبر کو یہ دولت [illegible] نصیب ہوئی اور خوشی [illegible] تمام مسلمان بادشاہوں میں [illegible]

کیا سبق اخذ کیے جاسکتے ہیں۔ اگر آدمی ذرا بھی غور کرے تو اس کی سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ بچہ اپنے ماں باپ کے جذبات تخیلات اور عقل سے کام لے کر دنیا میں آتا ہے۔ ماں باپ اگر چاہیں تو بچے کو اپنے سے اچھا بنا سکتے ہیں۔ ان باتوں کا خیال رکھنا بالخصوص بچے کے نیم وا دماغ کے لوگ دیکھ میں بہت جلد سرایت کر جاتے ہیں اور وہ اس کی آئندہ زندگی کا ساتھ دیتے ہیں۔

دنیا میں دو طرح کی اولاد ہوتی ہے ایک جسمانی اور دوسری روحانی پیدائشی طور پر بچے ماں باپ کی جسمانی اولاد ہیں۔ بعد محنت و مشقت کی جسمانی اولاد ہے۔ گود لے لینے سے وہ گود لینے والے کی جسمانی اولاد ہے۔ بچے ہمیشہ اپنے [illegible] علمی اولاد ہے۔ اور کسی مذہبی یا [illegible] کی روحانی اولاد ہے۔

شریمتی [illegible] نے اپنی [illegible] کا مطالعہ کرنے کے بعد ناول لکھا اپنے دلی تخیلات کے بلند پرواز کو [illegible] کے رنگین بال دیے کر خطوط اور مکالموں کی صورت میں دکھاتے ہوئے ان کو [illegible] مجسمہ کر دیا ہے۔ میں نے ناول پڑھا۔ دل کو پسند آیا۔ سچی تصویر [illegible] اور دلی [illegible] اس نظر سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ میں [illegible] علمی یا کاموں یا [illegible] کا فیصلہ خود کریں۔

ناولوں میں یہ ناول لاجواب ہے۔ ہر کاتانی ہندوستان کی کسی علمی زبان میں نہیں ملتا سب [illegible] کی شاگرد ہیں۔ [illegible] اس کا ترجمہ انگریزی ہندی مراٹھی [illegible] زبانوں میں کیا گیا۔ شریمتی نے انگریزوں تک کی زبان سے اس کے بے مثال ہونے کی سند اور یورپین ناول نگاروں کی دنیا میں اعلیٰ درجہ کا امتیاز حاصل کر لیا۔ اخیر کتنی اخترس کا اردو کا رنگ برنگی جامہ پہنانا قرین مصلحت سمجھا۔ اور شریمتی [illegible] کی [illegible] کو اردو لباس پہنا کر [illegible] کو دکھانے کا اہتمام کیا۔ چونکہ کتاب کے دیباچہ کے لئے صرف دو صفحے چھوڑے ہیں۔ مجبوراً دیباچہ اور نذر کو ایک ساتھ ملا کر سب سے پہلے بچہ ماتا جی کے حضور میں [illegible] عقیدت سے

پیشکش کرنے کا فخر حاصل کر رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ وہ مادرانہ محبت کی نظر سے اس بچے کو دیکھ کر خوش ہوں گی۔ اور مجھے بھی [illegible] کر آشیرباد دینگی۔

آج تک دنیا چاہ و نذر کسی نے متوتر کر کے کہیں [illegible] میں نہیں لکھا ہے۔ اس سے [illegible] کی بہت [illegible] ہے۔ اُمید ہے۔ جس طرح میں اسے لکھ کر خوش ہوا ہوں شریمتی [illegible] بچے کو دیکھ کر اسے خوش ہوں گی۔ اور ادل میگزین کے قدردان اسے پڑھ کر خوش ہوں گے۔

[illegible] جشن جہاں آئین باد

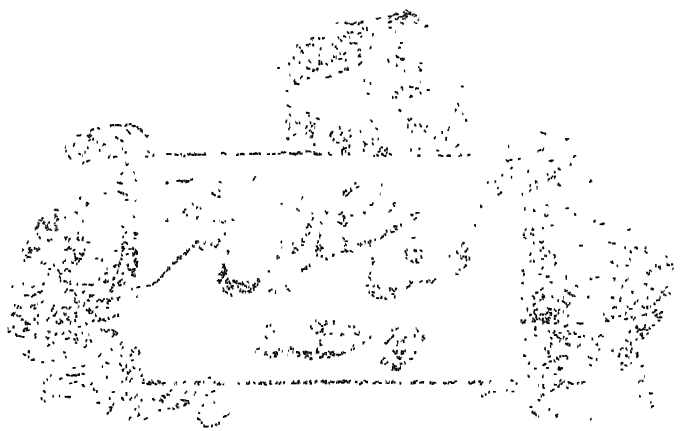

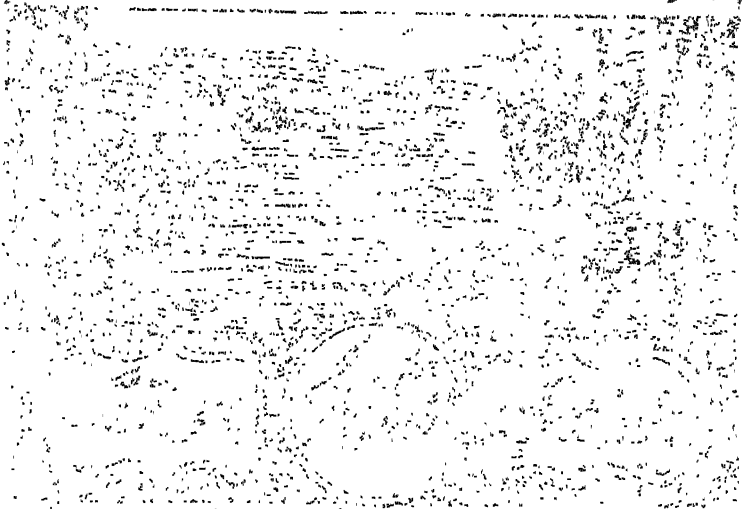

گاؤں کے پاس ہی ایک صاف و شفاف پانی کی [illegible] موسم ہونے [illegible] بہہ گئی تھی۔ تاہم اُس میں بڑی تیزی تھی۔ ندی کے کنارے پر [illegible] باغ تھا جس میں [illegible] پھلوں کے درخت تھے۔ تاڑ وغیرہ کے بلند و بالا درخت اپنا سر [illegible] چپ چاپ کھڑے تھے۔ ہاں کبھی کبھی ہوا کے جھونکوں سے سرسرا اٹھتے تھے۔ [illegible] کا مندر درختوں کی آڑ میں کلیار کی چھپ گیا تھا۔ صرف اُس کے [illegible] سونے کا کلس آفتاب کی سُرخ اور سنہری شعاعوں کی ضیا سے اس پُر امنیت [illegible] تھا۔ جو عموماً دوشیزہ عورتوں کے معصوم چہرے پر جلوہ نما ہوتی ہے۔ تالاب کی پختہ سیڑھیوں پر ایک لڑکی نیچے اُتر رہی تھی۔ اُس کی بغل میں پیتل کا گھڑا اور [illegible] ایک [illegible] سیڑھیوں سے اُتر کر وہ [illegible] طرف بیتابانہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ گویا کہ [illegible] اُس کی آنکھیں کھلی تھیں۔

ذرا دیر تک منتظر رہ کر لڑکی پانی میں داخل ہوئی [illegible] کرنے لگی۔ اتنے میں ایک [illegible] آ گئی پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اور ہنستے ہوئے بولی۔ اُف [illegible]

دوسری لڑکی نے طنز آمیز [illegible] نہیں [illegible]

دیکھو تو ہو رہا ہے کہ ہمارا بھی معلوم ہوتا ہے

پہلی لڑکی آج تمہارے آنے میں دیر ہو گئی اور تم مجھ سے پہلے ہی نہ پہنچ گئیں
دوسری لڑکی کا سبب بتاتی ہوں مگر تم پہلے بتاؤ کہ تم اتنی دیر کیوں ہوئی کیا کچھ ہو گیا
پہلی لڑکی نے مسکرا کر کہا۔ اور کیا سوچ چکی ہو

دوسری لڑکی نے [illegible] تب بھی وہ اپنا کپڑا
دھوتی رہی۔ پھر مجھ کو اس نے [illegible] کہ تمہیں لانا پڑے گا۔
پہلی لڑکی نے کچھ ناراض ہو کر کہا "آہ یہ کیا کرتی ہے"

دوسری نے پیڑا چھوڑ دیا اور غرور سے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا۔
پہلی لڑکی پر بہت افسوس [illegible] جاؤ اتم تو باتوں
[illegible] صاف کہو جو پوچھنا
ہو۔ پوچھو میں بتا دونگی۔

[illegible] ہوں کہ آج اس طرح منہ کیوں بنائے ہو؟
پہلی [illegible] ہے۔ ہاں سے ٹھہرا تو تم جانتی ہو۔ پھر بار بار پوچھ
کر شرمندہ کیوں کرتی ہو۔

[illegible] ہوئی دوسری [illegible] ہے میں نے سمجھا کہ شاید"
[illegible] کہیگا؟

پہلی لڑکی [illegible] کہ دوسری بیچ میں بات کاٹ کر بول اٹھی ہے
[illegible] کہا کریں گی۔

[illegible] بڑی [illegible]
[illegible] چھوکریں [illegible] اور [illegible] ناچ رہی تھیں

ہوا نہ ہو مگر یہ کرتی اتا کا دل ہمیشہ فدائیت سے بھرپور رہتا ہے۔

لڑکی نے شیریں لہجہ میں کہا "کیا بھلا ایسا بھی کہیں کیا جاتا ہے۔ تم تو بڑے گھر کی بیٹی ہو نہیں ہر طرح کا سکھ ہے۔ دھن، دولت، باپ، ماں، بھائی، بہن، تمام اہل کنبہ خوش ہیں ان کی ڈانٹ ڈپٹ تمہیں سہنی نہیں پڑتی تم کیا جانو کہ دکھ کس چڑیا کا نام ہے۔ کیا مصیبت ہے؟"

"کیا مجھے کوئی دکھ ہو ہی نہیں سکتا۔ دنیا میں کیا مفلسی ہی سب سے بڑا دکھ ہے۔"

لڑکی کے یہ بات کہنے کے انداز سے معلوم ہوتا تھا وہ بولی "میں کیسے کہوں۔ اوہ کہہ کر خاموش ہو گئی

"تم نے کہا تھا کہ اگر وہ اور سب تکلیفوں کا علاج آسانی ہو سکتا ہے

دکھ کا، غم کا، دکھ دور ہونا مشکل ہے؟

"میں بڑے گھر کی بیٹی ہوں مجھے تکلیف کیوں ہونے لگی؟"

"تم نے جو کچھ کہا ہے اور جو کچھ تم نے کہا ہے وہ بڑی غلطی ہو

"میرا شادی ارادہ ہے"

"شادی ارادہ کب؟"

"ایک دو مہینے میں ہی ہو جائے گی۔ لیکن کس کے ساتھ یہ مت پوچھنا!"

"تم نے مسکرا کر کہا "مجھے منظور ہے۔ شوبھیتا کے ساتھ نہ؟"

"آپ نے ہمیں بھی بتایا تھا کہ آپ کی شادی ہو گئی تو پھر فدیہ کیا تھی۔ آج اور جگہ شادی ہونے کی بات چیت ہوئی تھی۔

لڑکی چونک پڑی "کیا کہہ رہی ہو تم۔ میں کہہ رہی ہوں کہ شوبھیتا کے سوا اور کسی سے شادی ہی نہ کروں گی۔ پھر یہ کیا ہوا؟ کیا تمہارے والدین کی رائے وہاں شادی کرنے کی نہیں ہے؟"

"کہنے لگی کہ وہاں شادی کرنے کا تو کبھی ذکر بھی نہیں آیا۔ ان بیچاروں

لڑکی نے کہا "معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے ہی دل سے بیسی باتیں کہتی ہو۔ تم کیسی سمجھ گئی ہو

بھون اکر کہا "کیا کہہ رہی ہو تم"

کملا جی شرم کرتے کرتے تو میرا مرتی جب ... تو کیسے نہ کہوں۔
... کملا ... یہی تو سوچتی ہوں مگر ایسا کرنے سے پیشتر انکا دل بھی ٹٹول لینا چاہئے جن کے دل کی تھاہ لینی بہت ضروری ہے۔ ان کے دل کو تھاہ کیسے ملے گی؟
کملا کے منہ کی طرف دیکھتی ہوئی ستی متعجب ہو کر بولی "کس کے دل کا ... ہے
وشنو پیشاد کے ... حوصلہ ہے۔ ایسی شرم کی بات تمہارے ...
کملا نے حیرت آمیز لہجے میں کہا "اس کے سوا دوسری تدبیر ... معلوم ہوتا ہے تم نے ابتک کوئی کتاب نہیں پڑھی؟"
... کہا "رامائن تو برابر پڑھتی ہوں۔"
کملا نے ہنسی ہنس کر کہا "بس رامائن میں ہی دنیا بھر کے علوم ... گئے ... ہے
... بھرتی میری طرف آ گئی۔ اگر پسند کرو تو میں نہایت عمدہ عمدہ کتابیں
پڑھنے کے لئے ... میرے پاس بہت
ستی تھوڑی دیر چپ رہی۔ وہ سمجھ گئی ... میں کیا فرق ہے۔ بڑا ... کر کے
اس نے کہا ...
"کتابیں دو گی ...
"یہ بھی نہیں کہہ سکتی ... تو ضرور ہی آؤں گی۔"
"تمہاری ماں ... پڑھی ہیں؟"
"معلوم نہیں۔ اب چلتی ہوں۔ راستے میں بہت لوگ آتے جاتے ہیں۔"
"... کیسے چلے؟"
"... ہے تو ابھی ...
... ہے۔"

کملا منہ پھلا کر بولی "ہوگی تو ۲ برس چھوٹی ہوگی"

"تمکو ایسی باتیں نہ کہو۔ وہ میری نسبت بہت کچھ برداشت کر [illegible] شرارتوں کو نظر انداز کرتی ہے۔ [illegible] ہے چاچی کی ایک جھک کا کچھ جواب نہیں [illegible] کا حکم مانتی ہے۔ اس کا ایک حصہ بھی مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ غریب کی لڑکی ہے۔ اس وجہ سے اس کے گنوں پر تم لوگوں کی نظر نہیں پڑتی۔ ورنہ ایسی لڑکی ملنی مشکل ہے۔

کملا کچھ [illegible] ہستی کے ساتھ جواب [illegible] عجیب و غریب تھی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ہستی کا دل دکھانے کی غرض سے کوئی بات نہیں [illegible] سمجھ کھ [illegible] کہ [illegible] ہستی معقول پسند تھی۔ اور اسی طرح [illegible] لوگ جھ [illegible] سے خفہ نہ ہوتی تھیں۔

[illegible] ابھی ہی۔ کہ بہت دیر تک خاموش [illegible] ہے تم نے تو ہمیں غریب [illegible] کہا۔ لیکن تم بھی منہ توڑ جواب دینے میں کم نہیں ہو؟

اس کے منہ کی طرف دیکھتی ہوئی ہستی مسکرا کر بولی "تم بھی دو چار کیوں نہیں سنا دیتیں؟ میں تم سے پیش نہیں پا سکتی۔ خیر یہ بتاؤ۔ ہمارے گھر کب آؤ گی؟"

"[illegible]"

"نہیں ہوگا تم سے بہت سی صلاحیں کر [illegible] بغیر ہمارے [illegible] چلنا چند چلنا [illegible]

"[illegible]"

کملا [illegible] راپور کے مشہور و معروف [illegible] کی [illegible] نعمت سے پرورش ہوئی تھی۔ [illegible] بچہ جیسے ایک [illegible] [illegible] مجبت [illegible] ہے فی الحقیقت مفلس [illegible] دولت کے [illegible] کا [illegible] سب کو تعجب ہی معلوم [illegible] اس کا [illegible] [illegible] تھیں [illegible]

کے دل میں اداسی چھا گئی تھی۔ کئی دن دریا میں نہانے جانے اور
پانی میں کھیلنے کودنے کی عادت چھوٹ گئی تھی۔ اکثر دن [illegible]
کسی کو معلوم نہ تھی۔ اس واقعے کے بعد کمار نے جتنی کتابیں پڑھی تھیں، ان کا خلاصہ ایک ہی
پر ٹوٹتا تھا۔ وہ شعر دیکھنے میں اچھا تھا، ذہین تھا۔ اپنی جماعت کا اچھا طالب علم تھا۔ ابھی تک کنوارا تھا۔ وہ بھی
دھنی کی لڑکی تھی۔ خوبصورت تھی، کنواری تھی۔ ایسی [illegible]
گو کسی نے اپنے پریم کا اظہار زبان سے نہیں کیا تھا۔ مگر کملا وشو کو پیار کرتی تھی۔ پھر وشو اُسے کیوں
نہ پیار کرتا۔ گو شادی کے تذکرے میں وشو کا نام کبھی نہ آتا تھا۔ تاہم کملا سمجھتی تھی کہ مختلف ناولوں میں
ایسے قصے پڑھے ہیں۔ کہ بعد میں کسی طرح [illegible] کتاب میں ایسا نہ ہوتا تھا۔
اُس کے مصنف کو بھر پیٹ گالیاں [illegible] وہ کتاب اُسے کسی طرح پسند نہ آتی تھی۔
کملا لیٹے ہی لیٹے نہ معلوم کتنی باتیں سوچتی رہی۔ نوکرانی کھانا کھانے کے لئے بلانے آئی
مگر وہ نہ گئی۔ ایک نئی کتاب [illegible] ہوئی تھی۔ وہ اُسی کو پڑھتی رہی۔ اُس نے کتاب کا آخری
صفحہ کھول کر دیکھا، ہیرو اور ہیروئن [illegible] مگر ہنسی کے کارو بار چلا آتے تھے۔ آخر پڑھتے پڑھتے

دوسری ترنگ

ابھی ابھی صبح ہوئی تھی۔ [illegible] رام کنکر بٹا
چار یا چھ [illegible] پاس ہی [illegible] بابا رام رام کہہ کر
[illegible] شیرہ کا [illegible] گوشت [illegible]
[illegible] سوہا [illegible]
کے [illegible] آ کر کے [illegible]
[illegible] سے [illegible]

کاسندار اشانت کیوں ہے؟ بینا خوشی سے بول رہی ہے۔ نقل کرتی ہے۔ گائے اپنے بچھڑے کو پیار کر رہی ہے۔ کتا بچہ سور ہا ہے۔ ماں کے دل پر فکر و تردد کا نام نہیں۔ یہ بھی تو کھاتے پیتے ہیں۔ اپنے پیٹ کے لئے انہیں جان توڑنی پڑتی ہے۔ شاید اس لئے بے فکر رہتے ہیں کہ انسان تو ان کے لئے جان توڑتا ہے۔ اسی طرح حضرت انسان کے لئے بھی اگر کوئی اور فکر کرنے والا ہوتا۔ تو کیا اچھا ہوتا۔ انسان کو اپنے پیٹ کی فکر میں خود ہی کرنی پڑتی ہے۔ یہ بیچارہ اتنا محنت کیوں کرتا ہے؟ اس کے ہوتے ہوئے اس کے بچے بھوکے کیوں رہتے ہیں؟ بچے انسان کا کمزور ہے۔

بھاچا بیچی نے سوچتے سوچتے دھوئیں کا ایک خوبصورت سا بادل اڑایا۔ اسی وقت ٹوٹے پھوٹے بنے ہوئے اینٹ والے مکان کا دروازہ کھلا۔ ایک عورت باہر آئی۔ وہ سرخ کنارے کی ایک باریک ساڑی اور بلاؤز میں ملبوس تھی۔ ناک کی چمکتی ہوئی نتھ پہنے ہوئے تھی۔ ماتھے پر سیندور کا ٹیکہ تھا۔ اس کی سادگی نے اس جگہ کی شان دوبالا کر رکھی تھی۔ عورت نے کنوئیں سے پانی نکال کر گھڑے میں بھرا۔ اور صاف ستھرے کپڑے سے منہ پونچھتی ہوئی بھاچا بیچی سے کہنے لگی۔ "تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ اندر آؤ۔ میں تمہارے لئے کھانا لاتی ہوں۔"

بھاچا بیچی نے کہا "بہن! میں بھوکا نہیں ہوں۔ میں تو موت کی تلاش میں ہوں۔ کیا تم بتا سکتی ہو کہ موت کہاں ملے گی؟"

عورت یہ سن کر دل میں دکھی ہو کر جھاڑی سے دیکھنے لگی۔ اس نے اپنے بچے کو آنکھوں سے اوجھل کر دیا۔ اور درخت کی طرف دیکھنے لگی۔ عورت ڈرنے لگی۔ "بھائی! تم کیا کہتے ہو؟ موت کہاں ہے؟ ہم تو نہیں جانتے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ گھر میں دال پکانی ہے یا نہیں؟"

عورت نے پھر بھاچا بیچی سے پوچھا۔ بھاچا بیچی حسرت آمیز لہجہ میں ہونٹوں میں ہنس کر جھکتے ہوئے ہاتھ کو دیکھتا ہوا بولا۔ "وہ کیا ہے۔ [illegible]

"روپیہ ہی کتنا ہے؟ تین چھیلے [illegible] کتنے دنوں تک چلتا؟"

"نہیں چلتا تو میں اس کا کیا کروں؟ عورت کی گردن [illegible] انگوں؟"

عورت نے [illegible] کے آنسو [illegible] دکھ میں ہوئے [illegible] آتا ہے۔ [illegible]

اتنا کہہ کر تین بجے میں اٹھوں نے کہا۔ آج میں کہیں نہیں جاسکتا۔ کیلئے جو طرح ہو آج کا کام
تمہیں کو کل دیکھا جائیگا۔"

یہ کہہ کر بھٹا چاریہ جی ضروریات سے فارغ ہونے کیلئے [illegible] سے چلے گئے۔ عورت
ایک لمبی سانس لیکر آنگن میں جھاڑو دینے لگی۔ اتنے میں ایک کنیا کی کلی کی طرح ارغوانی لڑکی
آنگن میں آکر کہنے لگی "ماں! لالا میں مجھ کو دیدو۔"

ماں نے کہا۔ "چھلیا! [illegible] میں پانی کھینچ لاؤں؟"

"میں ہی پانی کھینچ لاتی ہوں۔" یہ کہہ کر وہ لڑکی کنوئیں کی طرف چلی۔ ماں نے اُسے روک کر
کہا۔ "نہیں [illegible] جاتی ہوں۔"

مگر لڑکی نے ماں کا کہنا نہیں مانا۔ وہ پانی بھرنے چلی گئی۔ [illegible]
چار بار منع کرنے پر بھی جب لڑکی نے نہ مانا۔ تب وہ [illegible] کام کرنے لگی۔

[illegible] اسی وقت آنگن
دیکھکر زور [illegible] ہی خوب [illegible] ہو۔ مگر [illegible]
آج گھر [illegible] کہہ [illegible] تم کل [illegible] ٹھکر
[illegible] تم لوگوں کا [illegible] حال [illegible]
[illegible] ہو کر گئے ہیں۔
سُنینگے تو [illegible] ہے۔ اور دودھ والی کی بات جو [illegible]
ہو۔ سو اُس کا زیادہ دام تو نہیں ہوئے صرف اسی مہینہ کا [illegible]

جیٹھانی جی جھنجھلا کر بولیں۔ ایک مہینہ کا کیا کچھ کم ہے۔ تم لوگوں سے اچھی بات کرنا تو
بننا پڑتا ہے [illegible] ہے۔ مجھے کیا پڑی ہے۔ کہ کسی سے کچھ کہوں
یہ [illegible] ہونے سے بچے کو [illegible] جائے۔ مجھکو [illegible]"

یہ کہتے کہتے [illegible] سب اُن کے غصہ کا پارہ [illegible] سے تیار
[illegible] مگر [illegible] کچھ [illegible]

[illegible] جائے ایسی گائے!

مایوسانہ انداز سے ساوتری نے کہا۔ بیچاری کہاں سے کہاں آ رہی ہے۔ کہ دودھ ہی دیگی؟ ہی
چٹھانی جی نے اُس کی بات پر توجہ نہیں دی اور سوئے کتے کی پیٹھ پر زور سے ایک لات ماری
وہ بیچارا [illegible] گیا۔ [illegible] ہی بیٹا جی چپ ہو گئی۔ سامنے اور کسی کو
[illegible] چپ دیکھ کر کہنے لگیں۔ ابھاگے گھر کی ابھاگن بیٹا بھی صبح صبح رام
کا نام نہیں [illegible] کیا کیا جو زبان پر آیا۔ اُسی جھونک میں بک گئیں۔ اس شور
وغل سے مستی کی آنکھ کھل گئی۔ وہ باہر آ کر کہنے لگی۔ اُف اتنا دن چڑھ گیا۔ یہ بات چٹھانی جی
کے کانوں تک پہنچی۔ بولیں تمھیں ساوتری ایک چراغ تو لا۔ بیچاری لڑکی کو اندھیرے میں صفائی
نہیں دیتا۔ مستی چپ ہو گئی اور برتن صاف کرنے لگی۔

چٹھانی جی جوں ہی نہا دھو کر آئے۔ توں ہی سولہ برس کا لڑکا ہری شنکر آ کر بولا۔
"اور کسی بات میں تو عقل کام نہیں کرتی۔ گائے [illegible] نہ جاؤ تو سر کھا جاتے ہو۔ دس لڑکوں
کے سامنے ننگے پاؤں کیسے جاؤں۔ مجھے آج ہی جوتا لا دیدو۔"

[illegible] نے لڑکے کی بات پکڑ کر لجاجت آمیز لہجہ میں کہا بیٹا! آج سب [illegible]
دو۔ ابھی [illegible] اس کے بعد....."

"اس کے بعد کیا؟ اس طرح کہاں تک چلیگا۔ مجھے آج ہی جوتا چاہیے۔"

چٹھانی جی گرج کر بولے۔ غریب لڑکے کی [illegible] کیا اُن میں جوتا نہیں
[illegible] جس کی جیسی حالت ہے۔ اُسے ویسا ہی رہنا چاہیے۔ میں کیا تم لوگوں
کے لئے چوری کروں۔

موقع دیکھ کر چٹھانی جی چھڑکا کر بولیں۔ یہ سب لڑکا کیا جانے؟ اگر نہیں دیتے تو لڑکے
کے باپ کو [illegible] ہوئے؟ لڑکا سیانا ہوا۔ سب کے سامنے سر جھکا کر رہتا ہے۔ تمہیں شرم نہیں معلوم
ہوتی؟ تین برس کا کالی شنکر ماں کا آنچل پکڑ کر بولا "ہاں کیا [illegible] کر گر گئے؟"

[illegible] آنسو [illegible] پر رکھ کر باہر جانے لگے۔ گنگا نے کہا کہاں جا رہے ہو۔
[illegible] گا۔ اگر کچھ انتظام ہو گیا۔ تو آؤں گا۔ ورنہ یہی آخری آنچو ہے۔

کہہ کر بھٹا چارج جی گھر سے باہر چلے گئے۔

گنگا بیچاری بھر آیا۔ وہ ہری شنکر سے کہنے لگی "بابا ہی اجاد یکھے آ۔ وہ کہاں جا رہے ہیں سمجھا بجھا کر ٹالا۔ جا۔ جاتا کیوں نہیں؟"

"بابا کہاں؟ آپ ہی نوٹ آ کیجئے۔ میں تو اب باندپور جاتا ہوں۔ زمیندر بابو کے پاس رہوں گا۔ اُن لوگوں نے وہاں بارہا مجھ سے رہنے کے لئے کہا۔ مگر میں تم لوگوں کا خیال کر کے ہمیشہ اُن کی بات ٹالتا رہا۔ لیکن اب میں یہاں نہیں رہ سکتا۔ آج سے جو اس گھر یا [illegible] پیئے۔ وہ چار ہے۔ وہ اب میں جاتا ہوں۔"

گنگا بیچاری حیران رہ گئی۔ اور [illegible] ہوئے بولی "رام رام [illegible] ہو گیا ہے؟ کیا تمہاری سدھ بدھ کہیں [illegible] تم لوگ اس طرح سے ہم لوگوں کو چھوڑ جاؤ گے تو ہم مرگوں کا کیا حال ہوگا۔ جاؤ جا کر بابا کو بلا لاؤ۔"

"تم لوگوں کے جو جی میں آئے کرو۔ میں [illegible] کہتے ہوئے ہری شنکر بھی گھر سے باہر ہو گیا۔

سادھ ترن نے دوڑ کر جانی کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔ کہا "بھیا [illegible] پڑتی ہوں بابا کو [illegible] بلا لاؤ۔"

سادھ [illegible] ہری شنکر چلا یا۔ گنگا کے جو [illegible] ہو گئے [illegible] رہی سہی تھوپ حیرت [illegible]

سادھ ترن بھاؤ [illegible] آنسوؤں کے سیلاب نے بصارت گم کر دی تھی۔ ادھر منجھلی جی زور زور [illegible] بھر کے آدمیوں کو اپنے گھر کا حال سنا رہی تھیں

رام شنکر دل کی بیتابی سے گاؤں کا راستہ چھوڑ کر کھیتوں سے ہو کر جا رہے تھے وہ ٹھیک [illegible] پیدا ہو رہے تھے۔ پیر [illegible] لگتی تھیں۔ کانٹے چبھ چبھ جاتے [illegible] تھا۔ وہ رام شنکر کو [illegible] پاس ہی کے کھیت میں پرستن اہیر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ رام شنکر کو [illegible] کہاں؟

[illegible] شنکر [illegible] بچہ [illegible] پڑا [illegible] جا رہے ہو؟

بھٹاچاریہ جی نے سر اُٹھا کر دیکھا۔ انہیں کے گاؤں کے وشنو یوُوا ہیں۔

وشنو نے پھر پاس آکر پوچھا۔ کہاں جا رہے ہو؟

"کچھ ٹھیک نہیں، جدھر قدم اُٹھتا ہے۔ اُسی طرف چلا جا رہا ہوں۔ کسی خاص منزل کا خیال ہے نظر نہیں۔ تم دیکھ ہی رہے ہو"

"اِدھر تو آدمیوں کے آنے جانے کا راستہ نہیں ہے۔ پھر آپ اِدھر جا رہے ہیں"؟

"کون کہیں نہیں جاتے جاتے۔ تم بھی تو اسی طرف سے آرہے ہو"؟

"میرا تو چھوٹا سا گھر ہے۔ راستے سے جانے میں دیر ہوگی۔ اسلئے اِدھر سے جا رہا ہوں"

"بس میرے بارہ میں بھی یہی سمجھ لو"

"میں تارا پور کے مہاجنوں کی کوٹھی پر گیا تھا۔ اُنکے کام تھا۔ لوٹتے وقت نزدیک کے خیال سے اسی راستے سے چلا آیا"

"میں بھی اسی لئے جا رہا ہوں۔ شوق سے پوچھا پھر نہ کہنا۔ لیکن آپ کا نام؟"

"نہیں آپ پوچھتے ہیں؟ اگر کہنے کے لائق ہوتا تو صاف صاف بتا دیتا۔ نام چھپانے سے کوئی فائدہ نہیں جھجکئے نہیں"

"جھجک کیسی؟ بھیّا!"

"میں اگر آپ کی کچھ خدمت کر سکوں تو اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھوں گا"

"بھائی! جس نے ایسا احسان [illegible] اُس کے چہرے پر شرمندگی احسان کی جھلک نمایاں تھی۔ نہایت [illegible] تم سے خدمت لینے لگا ہوں کسکو فیض پہنچایا ہے۔ جو کسی سے فیض اُٹھانے کی کوشش کروں"؟

"نہیں! آپ چھوڑ دیجئے۔ مجھ سے کوئی خدمت لیجئے"

"اس کام کو رہنے دو۔ سنو! میں آج کام دھندے کی فکر میں [illegible] اگر گھر پہنچ کے [illegible] تو مطمئن ہو جاؤں"

بھٹاچاریہ جی کا [illegible] وشنو کا [illegible] اگر آپ میری مدد [illegible]

[illegible] کوٹھی میں دس روپیہ ماہوار پر میں آپ کو نوکر رکھا دوں؟"

"میں آج ہی سے کام کرنے کو تیار ہوں، لیکن اس مہینے کی تنخواہ آج ہی مل جانی چاہئے!"

"اچھا چلئے!"

دونوں چل پڑے۔ وشو نے دوسری طرف منہ پھیر کر ایک ٹھنڈا سانس لیا۔ وہ بڑا جا[illegible] کی اندرونی حالت تاڑ گیا۔

تیسری ترنگ

وشو ایک نوجوان لڑکا تھا۔ اس کا باپ گاؤں کا ایک مالدار شخص تھا۔ لیکن وضع بہت سیدھی سادھی تھی گاؤں والوں سے اس کا نام "[illegible]" وغیرہ رکھا تھا۔ اس کا مکان بہت لمبا چوڑا تھا۔ جس کی بیٹھک میں میز کرسی [illegible] وغیرہ بالکل نہ تھیں۔ سیدھا سادھا گاؤں کا

[illegible] کیرا کہتے تھے۔ خاندان میں اس کے صرف ایک لڑکا تھا جس کا نام [illegible] لوگ کہتے تھے کہ بڑھیا کے پاس بھی بڑی دولت ہے جب وشو کی ماں مری تھی تب نارائن چند نے [illegible] وشو کی پرورش کے لئے [illegible]

وشو نے صرف انٹرنس تک تعلیم پائی تھی۔ مگر [illegible] ذہانت تھی۔ سنسکرت میں خاصی دسترس تھی مگر [illegible] کی [illegible] کے چرچے رہتے تھے۔ مگر گاؤں کی عورتوں میں ان کے اوصاف کا [illegible] تھیں۔ وشو منہ چور ہے۔ بھلا ماں اور سیدھا سادھا لڑکا ہے۔

وشو کی صورت [illegible] پچیس برس کی عمر کا زیادہ تر حصہ انہوں نے اپنے گھر کی کوٹھری میں [illegible] سولہ برس کی عمر میں انٹرنس پاس کر کے پھر انہوں نے [illegible] اتنا [illegible] کرتے رہتے تھے۔ کتابوں کا انبار لگا رہتا تھا۔ وشو کی دنیا کتابوں تک ہی محدود تھی۔

باپ کی خواہش تھی کہ [illegible] کی شادی کر کے [illegible] جائداد اس کی سپرد کر کے [illegible] مگر یہ [illegible] سے انکار [illegible] ہو کر گلزار ہستی سے اپنا نام [illegible] وشو

کو ایک طرح سے سمجھا بجھا کر اور اُس کا بات اُس کی موسی ان پورنا نے بات دی دیکھو ہمیں جیسے داعی اجل کو لبیک کہا۔

باپ کے پرورش کی دنیا تاریک ہو گئی اب انہیں کو ضد ہی چھوڑ کر باہر نکلنا پڑا۔ گویا نئی زندگی شروع ہوئی۔

ان پورنا نہایت ہی سلیقہ شعاری اور خوش انتظامی سے خانہ داری کا کام چلانے لگی اُسے اگر کوئی دکھ تھا۔ تو وہ صرف یہ کہ ابھی تک رشو کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے اُس نے ایک دن رشو کو بلا کر کہا۔ بیٹا میری ایک خواہش ہے۔

"کیا موسی؟"

"سب کے گھر دیکھ چکے ہیں۔ صرف میرا ہی گھر خالی ہے۔"

"پھر کیا کروں؟ آدمی تو چاند پر گھر نہیں جا سکتا۔ جو ایشور نے نہیں دیا اس کی فکر کیا کرنا"

"کچھ بھی ہو ایک آدھ گھر کرنا ہی پڑے گا۔ مجھے اس کی [illegible]

[illegible] ہو گئے کسی طرح اُن کی ہنسی رکتی ہی [illegible]

[illegible] لہجے میں بولی "اتنا قہقہہ رہنا کیوں ہے؟ اب گھر [illegible] پڑے گی۔ ورنہ لوگ [illegible] ہنسی اڑائیں گے؟"

"موسی اپنی ناک کٹا کر دوسرے کے سفر میں غلل ڈالنا انسانی فطرت ہے۔ تمہیں بتاؤ نہ دوسرے کی لڑکی گھر میں کیوں لاؤں۔ میٹھے بٹھائے ایک جنجال میں پڑنا مناسب نہیں۔ ہم دونوں ماں بیٹے گھر میں رہینگے۔ تو کیوں کسی کی خوشامد کریں گے؟"

"بھلائی کی بات کیوں نہیں؟ اگر ایک شخص اور اپنے گھر میں آجائے۔ تو کیا بُرائی ہے۔ بلکہ خوشی کی بات ہے!"

"ایک اور آگیا تو پھر کہو گی۔ کہ ایک اور آجائے تو اچھا ہو۔ اسی طرح خواہشات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ [illegible] بہتر ہے۔ کہ ایشور نے جنہیں ہم سے ساتھ رکھا ہے وہی خوش رہیں۔ ایسا پاگل لڑکا نہیں دیکھا۔ اب میں تیری ایک بھی نہیں سنوں گی کوئی لڑکی تیرے لئے تلاش کرتی ہوں"

"تمہاری بھی ایک نہیں ہزار لڑکیاں تلاش کر دو۔ کہو تو میں بھی دو چار کے نام تمہیں بتاؤں"

"اچھا بتاؤ تم میں سے کسی ایک کو میں کیونکر پسند کروں گی؟"

"وہ ایک کو پسند کرو گی تو باقی بھی گی ہو گی۔ یہ نہیں ہو گا۔ لیکن ہو تو سب سے بڑا لو جس میں بیویوں کی کثرت سے گھر میں رہنے کی جگہ [illegible] طرف تو نہ جائے!"

"یہ سب پاگل پن کی باتیں ہیں۔ سچ بتاؤ کہ شادی کرو گے یا نہیں؟"

"تمہاری رائے کے مطابق تو کام کرتی نہیں۔ چاہے جتنی لڑکیاں گھر میں لا کر بٹھاؤ۔ لیکن میں تم سے پہلے ہی کہہ دیتا ہوں کہ ایک مرتبہ میں ہندوستان کے تمام مشہور شہروں اور تیرتھوں کو دیکھنے کے [illegible] کاشی اور ہردوار کا ذکر سنکر [illegible] چاہتی ہے کہ میں بھی دیکھ آؤں۔ اس مرتبہ ضرور جاؤں گا۔ [illegible] اس لئے تمہیں [illegible] تو میں راستہ میں [illegible] جاؤں گا۔"

"میں کب کہتی ہوں کہ تیرے ساتھ نہ جاؤں گی میں تجھے اب اکیلا چھوڑ سکتی ہوں! اگر شادی کے بعد ہی اگر گیا چلیں۔ تو کیا ہرج ہے؟"

"اچھا تم بیٹھی بیٹھی شادی کا انتظام کرو۔ میں آیا تو جاؤں گا۔"

"اگر تم [illegible] میں کس کی شادی کا بندوبست کروں گی؟"

"یہ تم جانو۔"

"[illegible] تو کہیں نہیں [illegible] ہی سے [illegible] کرتے!"

راستہ [illegible] شام کو [illegible] میں [illegible] ہی وقت [illegible] ایک [illegible] میں پانی بھر کر [illegible] راستہ تنگ تھا [illegible] ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ اسی وقت اس کے نازک پاؤں میں [illegible] راستہ چھوڑ کر [illegible] ادھر [illegible]

[illegible] چکھوں [illegible]!

[illegible] کے پاس سے گذر کر وہ آگے

نکل گئے۔ لڑکی چپ چاپ کھڑی رہی۔

کچھ دیر بعد وشو جب سنتوشی کے موڈ سے نمٹنے لگے تو انھوں نے دیکھا کہ لڑکی ابھی اسی جگہ چپ چاپ کھڑی ہے۔ وشو نے سنتوشی دیوی کے نئے روپ کو دیکھنے میں مصروف ہو کر تھوڑی دیر کے لئے لڑکی کو بھلا دیا۔ لڑکی انھیں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وشو کی نگاہیں جیسے ہی اس پر پڑیں اس نے اپنی انگلی اٹھا کر اپنی طرف بلایا۔ وشو کے دل میں خیال آیا کہ کہیں یہ لڑکی کچھ سودا سلف کے لئے کوئی کام ہو۔ دوسرے لمحے یہ خیال آیا کہ میں نے اس لڑکی کو کہیں دیکھا ہے۔ کون ہے؟ کس کی لڑکی ہے؟ وہ یہیں ملنے کے لئے آئی ہے۔ دوپہر کا وقت ہے۔ وشو تیزی کے ساتھ لڑکی کے پاس آ کر بولے "تم کس کی لڑکی ہو؟"

"بھنڈاچاریہ جی کی"

"کون بھنڈاچاریہ؟ ماہ بھنڈاچاریہ؟"

"ہاں"

وشو نے دیکھا لڑکی اور کچھ نہیں کہتی۔ اس لئے وہ چاہتے ہوئے بھی کسی سے کوئی بات پوچھنے پر وشو کی عادت کے خلاف تھی۔

وشو کو جاتے ہوئے دیکھ کر سنتوشی نے پھر [illegible] ان کے چہرہ پر دوائیں آہستہ سے کہا "آپ سے..... آپ سے"

وشو ٹھٹھک کر بولے "کیا مجھ سے کچھ کہو گی؟"

"ہاں"

تیسری شرط زمین میں گڑی جاتی تھی۔ انہیں کہنے سے بھی کام نہیں چلتا تھا۔ سکھی رہنے کے لئے جھوٹ بولنا پڑے گا۔ بھاگ جانے کے ساتھ بے انصافی بھی کرنی ہوگی۔ وشو سمجھ گئے کہ لڑکی کچھ خیرات مانگنے میں ہے۔ اس لئے پاس آ کر محبت آمیز لہجے میں بولے۔ "کہو نا! ستو۔ شرماتی کیوں ہو؟"

ستو نے بہت مشکل سے زبان کھولی۔ کتنا نے پہلا جملہ کہا کہ..... "

"کہا! کون کہا؟"

ذرا متعجب ہو کر پوچھا۔ ستو نے بولی "[illegible] کے گھر کی لڑکی نے کہا۔ آپ جانتے ہیں [illegible] جس کو آپ نے بچایا تھا۔"

وشو حیرت زدہ رہ گئے۔ حیرت انگیز لہجے میں [illegible] کہہ رہی ہے؟"

وشو قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ انہوں نے دل ہی دل میں سوچا کہ دیکھتا ہوں۔ کہ موہی کی بات بہت بلدگاؤں میں پھیل گئی۔ ہنستے ہوئے بولے۔ "ہاں! بات تو چل رہی ہے۔ لیکن اس سے تمہارا کیا مطلب ہے؟"

جہاں تک ہو سکا ستی نے شرم و جھجک کو بالائے طاق رکھ کر شیریں لہجے میں کہا۔ "کملا آپ سے شادی کرنا چاہتی ہے؟"

ستی کی بات سے وشو کو تعجب تو کم ہوا۔ مسکراتے ہوئے دیکھ کر انہوں نے سوچا کہ ہنسنا مناسب نہیں۔ سنجیدہ لہجے میں بولے۔ "کیوں؟ کیا اس سے شادی کے متعلق بات چیت نہیں ہو چکی ہے؟"

جوں بجلی ستی اس مذاق کو سمجھ سکی سادگی سے بولی۔ "ہاں چاند پور کے زمیندار کے لڑکے سے اس کی شادی ٹھیک ہو رہی ہے۔ مگر کملا راضی نہیں ہے۔"

"سچ سچ؟"

"ہاں!"

وشو قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ اس سے کہو۔ وہاں ہی شادی کرلے۔ گاؤں میں زبردست برات آتشبازی وغیرہ پھینے کا بڑا اہتمام ہوگا۔ وہ لوگ متمول شخص ہیں۔ انہیں کے ہاں شادی ہو۔"

ستی نے حیرت زدہ نظروں سے وشو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ لوگ بھی بڑے ہی [illegible]"

"[illegible] باتوں کی برابری مجھ سے کیا کرتی ہو؟"

"غور میں نہیں سمجھ سکتی ہوں؟"

وشو کو پھر ہنسی آگئی۔ بہت مشکل سے کہا۔ "کہنا کہ گرمیں دولہا ہونگا۔ تو شادی ہے کے لئے [illegible] ہوں گے۔ تاڑ کشتی کرتے کرتے ہار آئے گی۔ بہت دنوں سے سوچ رہا ہوں کہ اس شادی میں خوب ٹھوس ٹھوس کر کھاؤں گا۔ اس لئے [illegible] کو خوش کرکے دولہا نہیں بننا چاہتا سمجھیں؟"

ستی بہت سنجیدہ ہو کر مذاق کی باتیں سن کر اب [illegible] آگئی۔ وہ کہنے لگی۔ "آپ تو مذاق کرتے ہیں۔"

"مذاق نہیں سچ بات کہتا ہوں۔ مجھے سات کا بڑا لچ ہے۔ کہ اس [illegible] کی بات نہیں کہہ

سکتا نہیں ۔۔۔ تھوڑی دیر ٹھہرو میں کھانے کی اسپیشل کر کے بھیج دوں ؟"
شوبھا اداس ہو کر چلنے لگی ۔ شوبھا نے ۔ تمہارا نام کیا ہے ؟
شوبھا ۔
تمہارے بابا گھر آئے ۔ تمہارے باپ اُسدن آ رہے تھے ۔ کہ ....."
ماں" کہا شوبھا آگے بڑھی ۔ شوبھا نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا "تمہارے بابا آپ کی کوٹھی کو
دن چلتے ہیں ؟"
پتے پتے شوبھا بولی ۔ ہاں جایا کرتے ہیں !"
شوبھا اور کچھ دریافت کرنا چاہتے تھے ۔ کہ تم لوگوں کو کسی بات کی تکلیف تو نہیں ہے ؟ لیکن
شوبھا ۔ ہاں سے چلدی ۔

چوتھی ترنگ

رام شنکر بھٹاچاریہ جی مہینے میں دس روپے گھر لانے لگے ۔ اب انہیں کسی بات کی فکر نہ تھی مزہ
سے کھاتے ، دو تین چلم حقہ پی کر آٹھ نو بجے آرام سے سو رہتے تھے ۔ ہری شنکر نے پڑھنا چھوڑ
دیا تھا ۔ وہ عموماً چاند پور کے بابو لوگوں کی صحبت میں اپنے وقت کا زیادہ تر حصہ صرف کرتا تھا ۔
ان لوگوں نے دل بہلانے کے لئے ایک ناٹک منڈلی بنا رکھی تھی ۔ اور ترنگ کا پارٹ کرنے میں
ہری شنکر کو خاص دسترس تھی ۔ لباس بہت زیب دیتا تھا ۔ اور اُسے سٹیج پر دیکھ کر کوئی یہ
نہیں کہہ سکتا تھا ۔ کہ یہ دراصل عورت نہیں ہے مرد ہے ۔ اسی وجہ سے بابو لوگ بھی اُسے چھوڑنا
نہیں چاہتے تھے ۔ مہینہ دو مہینہ بعد آ کر کبھی دو کبھی چار روز رہ جاتا ۔ تو گھر والوں کو بہت دق کرتا اور خود
بھی تنگ ہو کر گھر سے آتا تھا ۔ اُسے روکھے سوکھے ٹکڑے کبھی نہیں مزہ نہ آتا ۔ پھٹے پرانے کمبلوں
میں اُسے نیند نہ آتی ۔ اب اُس کا مزاج ہی کچھ خاص قسم کا بن گیا تھا ۔
بھٹاچاریہ بھی اُس کی وجہ سے کچھ زیادہ پریشان نہ تھے ۔ وہ سمجھتے تھے کہ بڑے آدمیوں
کے بیچ رہنے سے اسے کوئی نہ کوئی بہت اچھی جگہ مل جائیگی ۔ اُس کی وہ سنواری ہوئی بانکی
گھڑی ، چھڑی ، شرٹ دھوتی اور سگار کی بہار دیکھ کر وہ بہت خوش ہوتے تھے ۔ صرف

[illegible] دیکھ کر دونوں لڑکیوں کے بھی آنسو آجاتے تھے۔ گنگا گھر کے کاروبار سے فارغ ہو کر دونوں لڑکیوں کے ساتھ رسّی بٹا کرتی تھی۔ صرف دس روپیہ میں کچھ نہیں ہو سکتا۔ کچھ نہ کچھ اندوختہ ہونا چاہیئے دونوں لڑکیاں بالغ ہو چلی ہیں۔ اس خیال سے وہ یہ کام کرتی تھی۔ لڑکیوں کا بیاہ کرنا ہوگا۔ انکی شادی کی فکر تو نہیں ہو رہی ہے" یہ خیالات جب گنگا کو آتے تھے تو وہ ایک گہری سانس لیکر خاموش ہو جاتی تھی۔

ٹھیک دوپہر کا وقت تھا۔ چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ بلی آرام سے تلسی کے چبوترے پر سو رہی تھی۔ [illegible] کے پاس چپ چاپ پڑا ہوا تھا۔ آنگن میں مٹیوں کے اوپر کدو کی بیل پھیلی ہوئی خاموش تھی۔ اس کے پتوں کی چمک دھوپ میں نمود کو شرما رہی تھی۔ صاف ستھرے لیپے پوتے مکان کے آنگن میں کیلے کے چھوٹے چھوٹے درخت [illegible] کے پودوں کی گہرے شوخ سبزی سے ناظرین کی آنکھوں کو تازگی بخش رہے تھے۔ درختوں کے پتوں کا [illegible] ہوئی کوئل آم کے شجر پر بیٹھی کھا کر خوشی میں آکر کوکتی تھی۔ گنگا بیٹھی ہوئی سکھیا کر ملائم کر رہی تھی۔ [illegible] سے ایک طرف دیکھتی جاتی تھی بستی ماں کے منہ کی طرف دیکھ کر بولی "ماں [illegible] جاکر [illegible] لے آؤں؟"

جاؤ لیکن بڑی دھوپ ہے بیٹی ذرا تھوڑی دیر بعد جانا۔"

دیر ہونے سے راستہ میں لوگوں کا آنا جانا شروع ہو جائیگا۔ اسی لئے اسی وقت جانا مناسب ہے

سادتری! تو بھی چل لا!"

"سادتری نے سر ہلا کر انکار کر دیا"

تب میں اکیلی کیسے جاؤں؟"

ماں نے کہا۔ سادتری! بیٹی تو بھی جا۔ دونوں کو دیکھ کر جائے گی۔"

[illegible] سے کود کر اٹھا کھڑا ہو کر اپنے [illegible] کو دیکھ کر بولا کہ سادتری نے [illegible] سے کہا۔ بہن آؤ ہم لوگ ساتھ چلیں۔ ماں کے پاس بیٹھ کر رہتی ہو۔ سوا دیکھتی ہوں تم [illegible] نہیں جاؤ گی۔

اپنے چھوٹے بھائی بہن شنکر کو مختلف لالچ دیکر اُسے ایک رومال باندھ کر گود میں لیکر ستی گھر سے باہر آئی۔ ماں نے پکار کر کہا۔ "ارے سب بات تیری ہے تیرا بھائی ایک رومال سر پر ڈال لے"۔ ستی ماں کی بات پر توجہ نہ دیکر چلدی۔

دو برس ہوئے کملا جیتے سنسار سے چلی گئی تھی۔ تب سے اس مکان میں ستی نہیں آئی تھی۔ اُس وقت کی نسبت اب ستی سیانی بھی ہوگئی تھی۔ شرم و حیا بھی عمر کے ساتھ بڑھتی گئی تھی۔ دیہات کی گھر کی بہو بیٹیاں محولی آدمیوں سے اچھی طرح بات چیت بھی نہیں کرتیں۔ آنکھ ملاتے بھی انھیں شرم معلوم ہوتی ہے۔ یہ خیال بھی ستی کے دل میں آنے لگا۔ اُس نے دل ہی دل میں سوچا۔ اب آج کے بعد پھر یہاں کبھی نہ آؤں گی۔

مگر کملا جب دوڑی ہوئی آکر اُس کے گلے سے لپٹ گئی۔ تو اُس کے دل سے وہ تمام خیالات کافور کی طرح اُڑ گئے۔ ان دو سالوں کے عرصہ میں کملا کا بدن خوب بھر آیا تھا۔ خوبصورتی دوبالا ہوگئی تھی۔ اُس کے حسن میں ایک دلربائی پیدا ہوگئی تھی۔ اُس پر شباب کھا رہا تھا۔ رسیلی آنکھیں فرط محبت سے سرشار ہو رہی تھیں۔ اُس کے گلابی گالوں پہ بلا کی شوخی تھی۔ شانوں پر ماگن کی سی لٹیں لہرا رہی تھیں۔ مانگ سیندور سے بھری تھی۔ ستی چپ چاپ بے تکلف آئینہ نگاہوں سے اسکی طرف دیکھتی رہی۔ کملا بھی پہلے پہلے کوئی بات نہیں کہہ سکی۔ اُسے معلوم ہوا گویا ستی وہ نہیں ہے دوسری ہی ہے۔ کسی نے نئے سانچے میں جیسے ڈھال دیا تھا۔ دُکھے سوکھے بالوں کی لٹیں گویا اُس کے خوابیدہ حسن پر اپنا سایہ پھیلائے ہوئے تھیں۔ ہونٹوں میں طمانیت اور قناعت کی ہنسی چھپی ہوئی تھی۔ آنکھوں میں اوصاف حمیدہ کے نقشے کے ڈورے جھلک رہے تھے۔ اور دل نشۂ محبت سے سرشار ہو رہا تھا۔ کملا ستی کے گلے میں اپنی دونوں باہیں ڈال کر بولی۔ سکھی! تم تو بہت بدل گئیں کہ آکر ملاقات بھی نہیں کرتیں۔ میں اگر جانے پاتی تو اب تک کبھی کی تمہارے گھر پہنچ گئی ہوتی آٹھ دن کے لئے آئی ہوں۔ کل تین دن رہ گئے۔ آج چوتھے دن تم سے ملاقات ہوئی تھی اُس کی بات سُنکر ہنسنے لگی۔

کملا نے پھر کہا۔ تم اسقدر مرجھی سی کیوں ہو رہی ہو؟

"مرجھی نہاں ہوں۔ یہ بھی تو خیال کرو۔ کہ آج کتنے دنوں بعد ملاقات ہوئی ہے"۔

"برس ہوئے ہوں گے اور یہ [illegible] پڑی ہوں گی کہیں آتے جاتے سے بھی اچانک ہوں یہ معلوم کتنی مدتوں اور خوشامدوں سے اس مرتبہ آئی ہوں۔ یہ کہہ کر ملا ہنسی اور اس کو ہنستے دیکھ کر ستی کو بھی ہنسی آ گئی۔ "ہاں میں بولی کس سے کہہ سنا کر آئی ہو؟ گھر کے لوگوں سے؟"

"کہتا سنتا کیا؟ ساس سسر کیا اپنے لڑکے کے خلاف مرضی کچھ کر سکتے ہیں؟ میری جیٹھانی تو بچے بچے اپنے میکے جاتی ہیں۔ لیکن مجھے قسمت نہیں جانے دیتی۔ میں جب ان سے یہاں آنے کے لیے کہتی تھی۔ تو وہ مذاق مذاق میں یہ کہہ کر اڑا دیتی تھیں اور طعن آمیز لہجے میں کہتی تھیں۔ ابھی نئی نویلی ہو اسی سے اتنی چاہ ہے۔ ہم لوگوں کا بھی پہلے یہی حال تھا۔ وہ لوگ اسقدر سنگدل ہیں۔ وہ یہاں کا آنا بھی نہیں لینے دیتے۔

اسی طرح دونوں سکھیوں کے درمیان ہنسی مذاق اور چہل دراگی کی باتیں ہوتی رہیں۔ کملا کی دلبستگی کے لیے ستی بہت خوش ہوئی۔ اس کے دل میں دو برس پہلے کی باتیں کبھی کبھی [illegible] کر دیتی تھیں اور وہ سوچتی تھی [illegible] یہ خیال آتے ہی اس کا دل بیٹھ جاتا تھا۔ شادی کے وقت کملا کا وہ اداس اور پژمردہ چہرہ دیکھ کر ستی کے دل میں ایک مایوسی آمیز خلش پیدا ہو گئی تھی۔ اور سوچ سے وہ دشوسے بھی ناخوش رہتی تھی۔

اتنے دنوں بعد تمام فکریں دور ہو گئیں۔ لیکن بچوں میں ایک نئی فکر کی پرورش پلنے لگی۔ اسے معلوم کرنے کے لیے بار بار دل میں خواہش ہوتی تھی۔ مگر نامناسب سمجھ کر وہ اپنی خواہش کو [illegible] دیتی تھی۔ [illegible] عمر کی مختلف باتیں ختم ہونے پر کملا نے کہا

"میری کوئی بات ہے۔ میں تم سے کہوں؟"

"شادی کی بات [illegible] کتنے دنوں تک تیاری کرو گی؟"

ستی ہنس پڑی۔ کملا بولی "ہنسنے سے کام نہیں چلے گا۔ بولو کس شادی کی بات چیت ہو رہی ہے یا نہیں؟"

"میں کیا جانوں؟"

"[illegible] لڑکی ہو۔ اتنی عمر ہوئی کچھ جانتی ہی نہیں۔ اچھا تو تم سے [illegible] شادی

ہونی چاہئے؟"

"شادی یوں ہی تو نہیں ہو جاتی۔ ماں باپ پہلے کوئی لڑکا تلاش کریں گے۔ مکان کہیں رہن رکھیں گے۔ تب نہ کہیں شادی ہوگی؟"

"کیا کہتی ہے؟ تو اسقدر خوبصورت ہے۔ کہ لوگ تجھے عزت و خوشامد سے گھر لیجائینگے"

"تو ہی گھر لے جانے کی اگر دم لے۔ تو ابھی سے تیرے گھر پڑ جاؤں۔ یہ کہکر ستی ہنسنے لگی مگر کملا کی آنکھیں بھر آئیں۔ اور وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی۔ تو اس کی کیا تدبیر کی جائے گی؟"

"تدبیر کس بات کی؟ میں یوں ہی رہوں گی اور ماں باپ کا خون پانی کیا کروں گی۔ تم یہ نہ سمجھو کہ میں کنواری رہنے سے دکھی ہوں۔ اگر مجھے کوئی دکھ ہے۔ تو وہ صرف اس بات کا کہ ناداری و مفلسی کے عالم میں بابا کو میری شادی کی فکر بھی کرنی پڑے گی۔ یہ کہتے کہتے ستی کی آنکھیں بھر آئیں اور وہ جانے کے لئے تیار ہو گئی۔"

کملا نے کہا۔ کیوں کیوں؟ کہاں چلیں؟

ستی نے کہا۔ اب نہیں بیٹھوں گی۔ جاتی ہوں۔ رات دن ہو آنے جانے لگیں گے اس کے لئے ابھی جانا مناسب ہے۔

کملا نے کہا۔ کل پھر آؤ گی؟

"کل تو نہیں۔ ماں تمہارے رہتے۔ رہتے ایک دن اور آؤں گی۔"

کملا نے کہا۔ ستی! تم کیسی ہو گئی ہو؟ میں تو تم سے ملنے کے لئے ترسوں۔ اور تم کہتی ہو کہ کسی دن آجاؤں گی۔ اچھا جیسی تمہاری مرضی!"

ہنستے ہوئے بھائی کو گود میں اٹھا کر ستی چلی گئی۔ گھر پہنچی تو دیکھا کہ باپ کا مزاج کا پارہ حد اعتدال سے تجاوز کر گیا ہے۔ اور وہ نفرت آمیز نگاہوں سے اس کے چہرے پر نظر ڈال کر کہہ رہی ہیں۔ پڑوس کی سیانی لڑکی کو بڑے آدمی کے گھر بھیجنے میں ذرا بھی شرم نہیں آتی اچھا آج بھوجی (بھتیجا پاریہ جی) آئیں تو میں کہوں۔ بغیر اس کا فیصلہ ہوئے میں دانہ پانی نہ کھاؤنگی رات کے آٹھ [illegible] ساوتری نے انھیں پانی [illegible] دیا۔ اور ہاتھ منہ پونچھنے کے لئے تولیا۔ اس کے بعد [illegible] پنکھی لے کر جھلنے لگی۔

لگانے شوہر کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ اسے تھپتپا کر ستی سلا رہی تھی۔ لیکن وہ سوتا ہی نہ تھا۔ جب کسی طرح وہ نہ سویا۔ تو اسے بستر پر روتا ہی چھوڑ کر وہ باپ کے پاس آ بیٹھی۔ بالی اور بھی زور شور سے چلانے لگا۔ ستی نے ساوتری سے کہا۔ تم جاؤ میں پنکھا جھلتی ہوں۔ بھائی کو گود میں لے کر ساوتری اسے چاند کو دکھاتے ہوئے باہر کر لوری گانے لگی۔ بچہ بھی بہن کی نقل کر کر کے اپنا جسم ہلانے لگا۔

دروازے کے پاس کھڑی ہوئی گنگا شوہر کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ یکایک چراغ کی روشنی میں اس نے ستی کو دیکھا۔ نکھری ہوئی صاف شفاف چاندنی میں مفلس کے آنگن میں کھلی ہوئی اس کسم کی کلی پر نظر پڑتے ہی۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا۔ ستی نے بھی اپنی ناں کے چہرے پر یاس آ ودنگا ہیں ڈالیں۔

اتنی دیر تک جیٹھانی جی خراٹے بھر رہی تھیں یکایک ان کی نیند ٹوٹ گئی۔ وہ جلدی جلدی قدم بڑھاتی ہوئی رسوئیں خانہ کے دروازہ پر پہنچ کر ایک پیڑھا لے کر چٹا چار یہ جی کی مقابلی کے پاس جا کر بیٹھ گئیں۔ رام مشتاب نے ان کی طرف دیکھ کر چہرا اپنی نظریں نیچی کر لیں۔ سوامت جیٹھانی جی کا استقلال جاتا رہا۔ وہ دندناتی ہوئیں چولہے کے پاس جا کر کھڑی ہو گئیں۔ دو لڑکیاں سیانی ہوئیں۔ ایک چودہ برس کی ایک بارہ برس کی۔ ان کی کچھ خبر ہی نہیں ہے آنکھیں کیا پھوٹ گئیں ہیں۔ حواس حواس ٹھکانے ہیں کہ نہیں؟

رام مشتاب نے کہا۔ اس کے لئے کیا کروں۔ بیٹی دینا کنوئیں میں ڈالنا ہے۔ جب باپ کیوں پیچھے پڑے۔ ہم کو کیا ضرورت ہے۔ ہم تو ادھر ادھر ہو جاتے ہیں۔ کوئی دیکھتے سنتے نہیں۔ تم ماں باپ ہیں۔ تمہاری جو تم لوگوں کو اس کی فکر نہیں۔ کیسے بھر بیٹے کہا [illegible]

گنگا نے بہت سے ضبط سے کام لیا۔ پر لہجہ میں کہا۔ جی ہاں سب باتیں اسی طرح رہتے دو۔ تم جیٹھانی پن جتانے تیل کے بیگن کی طرح تلملانے لگیں۔ [illegible] آسمان پھاڑنے لگا کہنے لگیں۔ اسی وجہ سے تو کبھی کچھ کہنے کی خواہش نہیں ہوتی۔ جانے۔ مرے مجھے کیا غرض ہے [illegible] جب بے فکر ہیں۔ تب میں کون ہوں بولنے والی میں کہ تیرہ میں؟

میرے ہائے ہائے کرنے سے کیا ہوگا! سیاہی میرے منہ میں تو نہ لگیگی! میں بھی عجب جھکی ہوں میرا ان سب باتوں سے واسطہ ہی کیا ہے؟

رام شنکر کو کھانا محال ہو گیا۔ وہ اُٹھنے لگے۔ مگر ستی پاؤں پکڑ کر بولی۔ بابا! اتنی مت اکھالو غصہ سے بات جھٹک کر رام شنکر بولے۔ مرو! تم سب مرو۔ یا میں مر [illegible] یہ کہتے کہتے رام شنکر کا سانس پھولنے لگا۔ وہ کھانتے کھانتے بیہوش ہو گئے۔ گنگا گھبراتی ہوئی دوڑی اور اُن کے سینہ پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ ساوتری بھی [illegible] کر پنکھا کرنے لگی۔ ستی ویسے ہی چپ چاپ بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔

جب کچھ ہوش آیا۔ تو بڑی آرزو منت کرنے پر رام شنکر منہ [illegible] لقمے [illegible] مار کے گنگا شوہر کو پانی دینے لگی ستی جا کر گھر میں سو رہی۔ گنگا نے دیکھا۔ چھوٹی بہو کے پاس بیٹھی ہوئی ساوتری پنکھے سے بلی کو ہٹا رہی ہے۔ گنگا نے پوچھا ستی کہاں ہے؟

ساوتری نے کہا سونے گئی ہے۔ تو کھانا پروس! میں بُلا لاتی ہوں

ساوتری نے کہا۔ بہن! کھانے چلو۔ مگر ستی نے کچھ جواب نہ دیا۔

"جی جی! کھانے چلو۔ ماں بیٹھی ہیں۔ لیکن جی جی نہ سے نہ ہوئی"

"[illegible] جی! تمہارے پاؤں پڑتی ہوں چل۔ کیا بابا کی بات پر غصہ ہو گئی ہو؟ کیا ان کی تکلیف کو تم نہیں سمجھتیں؟ [illegible] لقمہ کھالو"

منہ سے چادر ہٹا کر رقت آمیز لہجہ میں ستی بولی تم جاؤ ماں اور تم دونوں کھا [illegible] میں تمہارے پاؤں پڑ اپنا سر پٹک کر مر جاؤں گی۔ ورنہ چلو"

ستی نے محبت آمیز لہجہ میں کہا۔ بہن! تم جا کر کھالو۔ مجھے بھوک نہیں طبیعت خراب ہے

اتنے میں گنگا نے آ کر کہا۔ تم سب ایسا ہی کرو گی تو میں کیسے جیونگی [illegible] چلو آخر [illegible]

دوسرے دن صبح رام شنکر نقد پیتے [illegible] بہت کچھ سوچ بچار کر بولے۔ دیکھو آج سے ہی میں لڑکے کی تلاش میں ہوں گا۔ مگر جب [illegible] گھر ہے کیسا ہی لڑکا ہو کم از کم چار پانچ سو روپے کی تو فکر کرنی ہوگی۔ کاشی [illegible] رکھنے کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں

اگر یہ لوگ کچھ دن مکان رہن کر دینے پر راضی ہو جائیں تو خوب ہو۔ خیر جو ہو۔ اب تو کچھ نہ کچھ فکر کرنی ہی پڑے گی۔ گنگا نے کہا۔ پہلے لڑکا تو تلاش کرو۔ بعد میں روپے کی فکر کرنا۔

رام شنکر نے کہا۔ تم یہ کہتی ہو۔ اور میں یہ کہتا ہوں۔ کہ لڑکے سے پہلے روپے کی ضرورت ہے۔ جسقدر روپیہ ہوگا۔ اُسی قدر اچھا لڑکا ملے گا۔ روپیہ نہ ہوگا۔ تو ایسا مکان بھی ہاتھ سے نکل جائیگا گنگا نے مکان کے اندر جاکر دیکھا ستی سوئی ہوئی ہے۔ یہ سب باتیں وہ نہیں سن سکی۔ اُسنے ایک تسکین بخش سانس لیا۔

پانچویں ترنگ

وشو کی موسی اتی پورنا دیوی نے ساوتری سرت کا اُتارا پڑھا تھا۔ اس لئے اُن کے گھر بڑی دھوم دھام تھی۔ جس دن سہاگنیں کلو دیکھنے جمع ہوئیں۔ سہاگنوں کو کھلانا پلانا شروع کیا گیا۔ ستی ساوتری کے ساتھ گنگا بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ بیچ بیچ میں ستی کی طرف دیکھتی تھی۔ اور ستی کے پیچھے کی طرف سے بار بار ستی کی طرف دیکھتی تھی۔ جب سہاگنیں گھر جانے لگیں۔ تب اتی پورنا نے لجاجت آمیز لہجہ میں گنگا سے کہا۔ بہو۔ بیٹھو۔ تھوڑی دیر بعد چلی جانا۔ تم سے مجھے کچھ خاص بات چیت کرنی ہے۔

جب سب چلی گئیں۔ تو اتی پورنا نے گنگا سے کہا۔ کیوں بہو! تمہاری بڑی لڑکی کتنے برس کی ہوئی؟

"غمگین چہرہ بنائے ہوئے گنگا نے کہا۔ [illegible] برس کی ہوگی"

"کہیں کوئی شادی کی بات چیت [illegible] ہے یا نہیں؟"

"شادی کے لئے روڑ دھوپ تو بہت ہو رہی ہے۔ لیکن ابھی تک کہیں بات چیت پختہ نہیں ہوئی۔

"ایسی خوبصورت لڑکی تو لوگ خوشامد کر کے گھر لے جاتے ہیں۔ اس قدر دیر کیوں ہو رہی ہے" گنگا کی مرچ لگ گئی۔ بات پوری ہو گئی۔ وشو کے لئے بھی کہیں ایسی کوئی دلہن [illegible] ستی سے اچھا کیا ہیٹھے تھے۔ اُس کے بدن سے پسینہ نکلنے لگا۔

گنگا سے یہ بات [illegible] اس سے بھی نہ رہا گیا

[illegible]

"نہیں! تمہاری دونوں لڑکیوں کی لوگ بڑی تعریف کرتے ہیں۔ سیانی ہونے پر لیکن بھی میں نے انھیں نہیں دیکھا خیر جو نیدوان سب باتوں میں کیا دھرا ہے! میں تمہیں زبان دیتی ہوں۔ بڑی لڑکی تم مجھے دو!"

گنگا کچھ حیرت زدہ رہ گئی۔ بڑی مشکل سے آرزومندانہ لہجہ میں بولی "بہن کیا میری لڑکی [illegible] خوش قسمت ہے کہ....."

یہ سب باتیں رہنے دو۔ ایسی لڑکی خوش نصیب نہ ہوگی۔ یہ لڑکی ساکشات دیوی ہے بیٹی! تجھے بڑا پسینہ آ رہا ہے۔ ادھر آ۔ پنکھا کروں"

اَن پونا آنچل سے ستی کو پنکھا کرنے لگی۔ لیکن اسے اور بھی پسینہ آنے لگا۔ ساوتری کھسک کر ستی کے نزدیک آ گئی۔ اور تبسم آمیز نظروں سے بہن کی طرف دیکھنے لگی گنگا نے کہا۔ بہن! بڑی رات ہوئی۔ اب میں جاتی ہوں!"

"میری بات کا کیا جواب دیتی ہو؟"

"بہن اگر میری ستی تمہارے چرنوں کی داسی ہو۔ تو اس سے بڑھ کر اس کی خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔ وہ تمہاری ہو۔ اس میں لوگوں کو کہنا سننا ہی کیا ہے؟ لیکن وشو کی رائے لینی تو ضروری ہے"

"اگر ستی اس کو پسند نہ آئی۔ تو میں سمجھوں گی اس کی قسمت میں شادی لکھی ہی نہیں ہے۔ لیکن بہو تم اس بات کا خیال رکھنا۔ کہ یہ بات مشہور نہ ہونے پائے۔ لڑکا بڑا ضدی ہے۔ دوسرے سے منھ سے سُنکر کہیں کچھ اگڑ بگڑ کر بیٹھے۔ میں اسے رفتہ رفتہ راستے پر لاؤں گی۔ لیکن تم اندیشہ نہ کرنا۔ دنیا میں کوئی ایسا لڑکا نہیں ہے۔ جسے تمہاری لڑکی پسند نہ آئے میں تمہیں زبان دے چکی۔ اب دو ایک مہینے صبر کرو"

گھر جا کر گنگا نے تمام باتیں بھٹاچاریہ جی سے کہیں۔ انھیں نیند آ رہی تھی۔ یکایک اٹھ بیٹھے۔ مارے خوشی کے سب کچھ بھول گئے۔ تب پھر فکر میں بات کی "وشو بہت اچھا لڑکا ہے

وہ کبھی زیادہ چیز کی خواہش [illegible] زیادہ روپیہ مانگیگا۔ [illegible]
تھوڑا سا روپیہ قرض لینا پڑیگا۔ وہ رفتہ رفتہ ادا کر دیا جائیگا۔ کیوں گنگا؟
گنگا نے کہا ابھی سے باولے نہ ہو جاؤ۔ ابھی شادی ہوگی۔ ابھی کوئی بات یقینی طور پر کیسے کہی جا سکتی ہے؟
بھٹاچاریہ جی نے کہا۔ نہیں نہیں۔ وہ قول کے پکے ہیں۔ وشو بہت نیک اور دور درس شخص ہے۔ اس کے علاوہ میری ستی بھی تو حسن سلیقہ میں کم نہیں ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ گاؤں میں ایسی ہم صفت [illegible]
گنگا کا دل [illegible] معلوم کیوں؟ اس کے دل میں ان بلند خیالات نے گھر کرنے کے لئے جگہ بنا لی۔ مکان والی میں حسرت چھائی ہوئی تھی۔ خوشیوں کے لئے بانکا [illegible]
دو چار دن بعد ایک دن آن پہونچے ستی اور سادتری کا [illegible] خبر
تھی۔ بھیجے ہوئے کا [illegible] اس لئے مجبوراً جانا پڑا۔ [illegible] ستی [illegible]
دونوں کو اپنے پاس بٹھا کر بات چیت کرنے لگی۔
نہا دھو کر شو کھانا کھانے کے لئے موسی کے اس [illegible] دونوں لڑکیوں کو دیکھ کر پہلے تو وہ ٹھٹھکی گئی۔ [illegible] سوچ کر پھر موسی کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اور آزادانہ انداز سے بولے [illegible]
یہ کون لڑکیاں ہیں؟
آن پہونچے کو [illegible]
وشو غور سے دیکھنے لگے ستی نے شرم سے [illegible] کیونکہ وہ [illegible] تھی۔ وشو نے کہا موسی [illegible] ہے۔ اور وہ کون ہے۔
"اتنی کی بہن سادتری [illegible]"
"ہاں [illegible]"
[illegible] بلایا ہے؟"
[illegible] پرستی ہوں۔"
آن پہونچے ستی [illegible] ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ بیٹھے اور ہمدردانہ لہجے میں بولے ستی [illegible] چھوڑے جا رہی ہے؟

ستی شرم سے اپنا سر جھکائے دیتی تھی۔ اُس کے رخسار گلاب کی طرح سُرخ ہو رہے تھے بدن پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں مُسرت کا در یا لہریں مار رہا تھا۔ اور دل میں ایک گدگدی سی پیدا ہو رہی تھی۔ ہونٹوں پر نہایت ہی لطیف [illegible] جھلک رہی تھی۔ وہ محبت کے اُس پر سرور غلبے کے زیر اثر [illegible] تھی۔ جو ہم گمان کے اندازہ سے بھی باہر تھا۔

اپنی بہن کو اس کشمکش میں دیکھ کر ساوتری نے نہایت شوخی [illegible] اُس کا نام کالی شنکر ہے۔ اور وہ سویا ہوا ہے۔

"تمہارا ہی نام ساوتری ہے؟"

"ہاں"

"تمہیں میں نے اُسوقت دیکھا تھا جب تم بہت چھوٹی تھیں۔ اسی وجہ سے پہچان نہ سکا ستی کو بارہا دیکھا ہے۔ اچھا ستی! تم کچھ لکھتی پڑھتی ہو یا نہیں؟ کون کون سی کتابیں تم نے پڑھی ہیں؟ رامائن یا بھارت پڑھی ہے یا نہیں؟

ستی جو [illegible] کے [illegible] خود بخود کسی پر زور کشش سے کھنچ جا رہے تھے اُس کا استفسار [illegible] کو اچھا نہ معلوم ہوا۔ وہ [illegible] دل میں پریشان ہو گئے ساوتری نے جواب دیا۔ جی ہاں نے رامائن اور مہابھارت دونوں کتابیں پڑھی ہیں

"تم نے بھی پڑھی ہیں یا نہیں؟"

اس مرتبہ ساوتری نے سر نیچا کر لیا۔

کھانا کھا کر جب دونوں لڑکیاں اپنے گھر چلی گئیں۔ تب اَن پُورنا نے وشوناتھ سے پوچھا۔

دونوں [illegible] میں کون زیادہ خوب [illegible]

"زیادہ خوبصورت"؟ تعجب خیز لہجے میں وشو نے کہا۔ دونوں [illegible] میں نے نہیں دیکھا ہے کہ کون کم ہے۔ کون زیادہ ہے لیکن موسیٰ! یہ سوال تم مجھ سے کیوں کر رہی ہو؟ [illegible] جاننے کے لئے کہ مجھے [illegible] یا نہیں۔ واقعی [illegible] ہے۔ اُس کے چہرے سے آنکھیں ہٹانے کو جی [illegible]

[illegible] نہیں کسی [illegible]

اس کی چوڑی پوری خوبصورتی کے ساتھ کھل گیا۔ تم اس وقت مجھ سے شادی کی بات چیت نہ کرو۔

اس وقت نہیں تو کب شادی کرے گا۔ جوانی میں سال گذر رہا ہے۔ اب بھی لڑکپن نہ چھوڑے گا۔ اچھا دیکھ! میں یہی آخری بار تم سے کہتی ہوں کہ میں اپنے ماں باپ سے چکی ہوں مجھے ان لوگوں کے روبرو شرمندہ نہ کرنا۔ دو مہینہ سے وہ لوگ میرے بھروسے پر ہیں۔ اگر تو میری بات نہ مانے گا۔ تو میں گھر چھوڑ کر کہیں چلی جاؤں گی۔"

وشنو لاچار ہو گیا۔ رنجیدہ ہو کر بولا "موسی! جیسے اتنے دن معاف کیا۔ اور برس چھ مہینے معاف کرو میں تمہارے پاؤں پڑتا ہوں مجھے اپنا دل اچھی طرح [illegible] دل کیا مضبوط کرے گا۔ دنیا میں کیا کوئی شادی نہیں کرتا؟"

"کرتا کیوں نہیں۔ لیکن میں نے تو اب تک شادی نہیں کی ہے جی سے خوف معلوم ہوتا ہے میں اب تک آزاد رہا ہوں۔ اور آئندہ بھی کوشش کروں گا۔ لیکن اگر تم اصرار کرو گی تو مجھے اپنے تمام [illegible] خصوصت [illegible] کے ساتھ تبدیلی کرنی پڑے گی۔ [illegible] تھوڑا وقت دو۔ اس طرح باندھ کر نہ مارو۔"

ناامید ہو کر موسی نے کہا۔ "وشنو وہ لوگ ایک سال تک [illegible] کر سکتے۔ میں انہیں کیسے منہ دکھاؤں گی۔ شاید مجھے یہ گاؤں ہمیشہ کیلئے چھوڑنا پڑے۔ [illegible] گاؤں آباد رہے گا تو میں بھی نہ رہوں گا۔ دیکھو موسی! اس کے لئے اپنے سے بھی بہتر داماد ڈھونڈھ دوں گا۔ جسقدر خرچ ہو گا سب دیدیا جائیگا۔ تب تو [illegible] بات کی تکلیف ہو گی؟"

"جی میں آتے کہ لیکن وشنو اتنے ایک بہت اچھی لڑکی کو پاؤں سے ٹھکرا دیا ہے اس کے لئے تجھے زندگی بھر پچھتانا پڑے گا۔"

ناامید ہو کر موسی چپ ہو گئیں۔ ان کے دل کو بہت تکلیف پہنچی۔ وشنو نے بھی اس کو غصہ میں آ کر گالی دی تھی۔ وہ اسے تباہ نہ کر سکتا۔ انہوں نے شادی نہ کرنے کا گویا عہد ہی کر لیا تھا۔ کسی صورت ان کی طبیعت شادی کرنے کو چاہتی ہی نہ تھی۔ اب جا کر ان کو سمجھ میں آیا کہ موسی نے اسی لئے سختی کو بلایا تھا۔ اس بات کو نہ سمجھ کر جو انہوں نے بشیر می کا برتاؤ کیا تھا۔ [illegible] جس طرح [illegible] گئی تھی [illegible] کی یاد انہیں اب آئی۔ وہ بکایک اپنے آپ پر

لعنت و نفرین کی صدائیں بلند کرنے لگے رام رام! میں نے بہت برا کیا!

دوسرے دن وشو نے استاد کے پاس [illegible] تمکنت کرتے ہوئے فخریہ انداز سے کہا کہ میں نے ایک بہت [illegible] بھائی کو بہن کی شادی میں جو اختیار ہوتا ہے۔ اسی لحاظ سے میں اس شادی کا تمام خرچ اپنے ذمے لیتا ہوں۔

بھٹاچاریہ جی کو تو غصہ کے جوش میں چاروں طرف اندھیرا دکھائی دینے لگا۔ اُن کی خودداری کو دھکا پہنچا۔ دل ہی دل میں سوچنے لگے۔ کیا میری لڑکی ایسی نامراد ہے؟ تمکنت آمیز لہجہ میں بولے۔ بھیا میں تمہاری اس ہمدردی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اب اور احسان کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا۔ اس معاملے میں فکر نہ کرو۔

وشو نے بہت سمجھایا بجھایا۔ مگر بھٹاچاریہ جی کی سمجھ میں خاک نہ آیا۔ آخر داؤں ہو کر وہ گھر لوٹ آیا۔ موسی سے تمام حال کہا۔ اَن پورنا نے دکھ شرم اور غرور سے کہا۔ میں اب یہاں نہ رہ سکوں گی۔ کچھ دن کے لئے کاشی باس کروں گی اب اُن لوگوں کو کیا منہ دکھاؤں۔ مجھے بھیجنے کی تیاری کرو۔

وشو نے چپ چاپ تمام انتظام کر دیا۔ موسی کو [illegible] پہلے یہی ملے پایا کہ وشو بابو اسٹیشن تک پہنچا آئیں گے وہاں جانے [illegible] سوار ہو گئے۔

موسی نے پوچھا تم کہاں جاؤ گے؟

وشو اب تم جاؤ گی نہ موسی! کیا تم مجھے پھر بے باپ مار [illegible] کہ میں نے ماں کے مرنے پر میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میرے کہ تم تھیں مگر اب تم مجھے بے ماں باپ کا [illegible]

اَن پورنا نے کچھ نہ کہہ کر وشو کا سر اپنی گود میں کھینچ لیا۔

چھٹی ترنگ (۶)

مچھلی پکڑتے میں [illegible] خوبصورت نظر آتی ہے مگر اُن کے پیٹ میں کانٹے ہوتے ہیں۔ اسی طرح [illegible] اَن پورنا بھی دل میں سوچ رہی تھی۔ وشو دیکھنے میں کیسا خوبصورت [illegible] بات چیت کرتا ہے تو ملکہ [illegible] جھڑتے ہیں۔ لیکن مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ وشو کو اتنی

جرأت ہوگی۔ کہ وہ میرے علم کی بے عزتی کرے گا۔

جب آدمی کا [illegible] ہے۔ تب اُس کے مزاج میں ایسے بے تعلقی سی پیدا ہو جاتی ہے۔ موت کے بعد ایک مُردہ انسان کے لبوں پر جیسے شانتی کی ایک نہایت [illegible] زندگی مایل مسکراہٹ جھلک پڑتی ہے۔ ستی کی شادی کرنے پر رام شنکر نے بھی اسی طرح فراغت حاصل کی۔ گویا اُن کی جان میں جان آئی۔ نوگرام کے تین کوڑی لاہڑی نے کُل تین سو روپیہ نقد جہیز لے کر ستی کو بیوی کی حیثیت سے قبول کر لیا۔ نہیں نہیں اُسے بیوی ہونے کا فخر نہ دیا۔ کیونکہ شادی کے بعد وہ اپنے سسرال نہیں گئی۔ لاہڑی جی نے صرف بے غرضانہ [illegible] کا رتبہ [illegible] رام شنکر [illegible] کے جائداد کی حفاظت کرنے کے لئے ہی یہ کام کیا تھا۔ آپ کو جب کبھی روپے کی ضرورت ہوتی [illegible] اس طرح ستی لڑکی کے بوجھ سے دُکھی گرہستی [illegible] انہیں خوف ہو گیا تھا۔ کہ اب میرا یہ عیش [illegible] برسوں تک نہ چلیں گی۔ ستی کے ساتھ شادی شاید اس ناٹک کا آخری ڈراپ ہو گا۔ چیرنجیو جی بھی اُنکا حساب ٹھیک کرنے لگے تھے۔ اس لئے اس تھوڑے سے عرصہ میں جتنا [illegible] کے [illegible] کرنے کے لئے کمر ہمت چست کر چکے تھے۔ مگر یہ ذکر ابھی جانے دیجئے۔ رام شنکر اسوقت مطمئن تھے۔ [illegible] بکنے کی وجہ سے برادری سے نکالے جانے کا خوف تھا۔ اس سے نجات پا گئے۔ برادر کے نام صرف ایک مکان رہ گیا تھا وہ بھی ایک کوٹھی والے کے نام تین سو روپیہ پر رہن تھا۔ مکان سے بھی سبکدوش ہو گئے۔ کیونکہ انھیں یہ اچھی طرح معلوم تھا کہ اس زندگی میں [illegible] ہو سکیگا۔ اب صرف پیٹ پالنے کی فکر تھی۔ یہ بھی وہ سمجھ گئے تھے۔ کہ اب موت آنے میں بہت دیر نہیں ہے جتنے دن جی رہے ہیں وہی بہت ہے۔ انہیں سچ مچ ایسا معلوم ہوتا تھا ستی جب سامنے آتی تھی تو اسے بھی دو چار ایڈی بینڈی سُنا کر دُور کر دیتے تھے۔ کبھی کبھی دن [illegible] کا گھر میں آجانا تھا تو اُسے بھی [illegible] کر گھر سے نکل جانے کو کہتے تھے۔ چھوٹے لڑکے کو [illegible] ستی کو دیکھ کر منہ چڑاتے۔ بھاوج [illegible] سے کبھی اچھی طرح [illegible] نہیں کرتے تھے۔ [illegible] بچے اکثر روتے جاتے تھے۔ جیٹھانی جی شور و غل مچا کر

آسمان سر پر اُٹھا لیتی تھیں۔ کہ [illegible] کے کلیجے کا درد اور دکھ کی شکایت بہت بڑھ جاتی تھی۔ تمام رات واویلا کرتے گذر جاتی تھی۔ رام رام کرتے صبح ہوتی تھی۔ اسوقت جو لوگ بھٹا جاری جی کی خدمت و تیمارداری کرتے تھے۔ انہیں بھی وہ جلی کٹی سُنا دیتے تھے۔ مگر وہ لوگ بیچارے سب کچھ برداشت کر لیتے تھے۔

اسی طرح ستی کی شادی کو [illegible] مہینے گذر گئے۔ رفتہ رفتہ اُن کی حالت خراب ہوتی گئی مرض بڑھتا گیا۔ مگر کوٹھی کے کام میں اُنہوں نے کبھی پہلوتہی نہیں کی۔

ایک دن تیسرے پہر سے ہی آسمان پر گھنگھور گھٹائیں چھا گئیں۔ سورج اور بادلوں میں لڑائی اور ہونے لگیں۔ آفتاب کبھی [illegible] کے نیزے سے بادلوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا تھا۔ کبھی بادلوں کی گھنگھور گھٹائیں آفتاب کے منور چہرے پر گھٹا ٹوپ تاریکی کا پردہ ڈال دیتی تھیں۔

ستی دونوں کی جد و جہد غور سے دیکھ رہی تھی۔ گنگا بیتابانہ نگاہوں سے بار بار دروازے کی [illegible] تھی کہ بھٹا جی ابھی تک نہیں آئے۔ کب آئیں گے۔ بات میں سمجھ کر جھٹانی جی جھٹ پٹ گاؤں بھر کی پرکرما کر آئیں۔ اُنہوں نے سوچا کہ ابھی گھنگھور گھٹا اُٹھی ہے۔ کہ لڑکیوں کے دلآزاری اور شکایت کرنے کا موقع اس سے بہتر اور نہیں ملیگا دوسرے دن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

یکایک زور کی آندھی آئی چھپروں کے کھپر گرنے لگے۔ ٹوٹا پھوٹا سامان تھرتھرا کر کانپ اُٹھا۔ مگر [illegible] جیسے سیاہ مگر گھنے بادلوں کے عکس سے اندھیرا چھا گیا۔ کیلے کھجور درخت زمین پر پھیل گئے۔ چھتنار کے آم کے درخت سے آم [illegible] ٹوکرا رکھ کر جھٹانی جی آم چننے کے لئے چلیں اور کوئی [illegible] دینے لگی۔ [illegible] دیکھ کر ستی اُسے گود میں لے کر پچکارنے لگی جھٹانی جی اُسے بھی کہ [illegible] کے ساتھ اُڑ [illegible] اور بہت تیز [illegible] تک پہنچ رہے تھے۔ [illegible] کے [illegible]

[illegible] لیکن بظاہر ہو سکتا تھا کہ [illegible] خوف سے دم بخود ہو گئے۔ ارکاہستہ سے اس نے پکارا "ماں!"

لیکن ماں نے کوئی جواب نہ دیا۔ بڑی زور سے بوندیں پڑنے لگیں۔ جیٹھانی جی دوڑتی ہوئی لوٹ رہی تھیں۔ کہ اسی وقت پھسل کر ٹوکرا لئے ہوئے گر پڑیں۔ ساوتری دوڑی ہوئی گئی گنگا اس وقت [illegible]

ادھر زمین و آسمان دونوں کی [illegible] اور اوپر کی نیچے آ رہی تھی۔ عین اسی وقت گنگا کو کسی کے گرنے کی آواز آئی۔ وہ فوراً دوڑی۔ اس کے ساتھ ہی ساوتری بھی دوڑیں۔ رہ رہ کر پاؤں پھسلنے لگے۔ تاہم وہ سب باہر ڈیوڑھی پر پہنچتی ہوئیں پہنچیں۔

ڈیوڑھی کے باہر رام شنکر اوندھے پڑے تھے۔ گنگا نے جلکر انھیں اٹھایا [illegible] رو رو کر پکارنے لگیں۔ بابا!

"چپ رہو۔ چپ رہو۔ میں اکیلے نہیں سنبھال سکتی۔ تم بھی پکارو"

گنگا اس وقت بید کی طرح تھرتھر کانپ [illegible] کی آنکھوں کے [illegible] بہت مشکل سے [illegible] کہ [illegible] چیخ لگنے کی وجہ سے جیٹھانی جی [illegible] ناگہانی [illegible] ہو گئیں ستی سے کہا جاؤ سے آگ جلاؤ"

ساوتری دوڑی جیٹھانی جی انگیٹھی میں آگ جلانے لگیں۔ بھیگے کپڑے اتار کر سوکھے کپڑے بدلوائے گئے۔ ساوتری نے رقت آمیز لہجے میں پکارا "بابا!"

اچانک [illegible] کی کیسکو کے [illegible] ساوتری کو آبدیدہ دیکھ کر رونے لگا۔ ستی نے کہا کہ [illegible] اچھے ہیں۔ پھر ماں سے کہا۔ ماں تھوڑا سا دودھ گرم کر دو۔"

[illegible] گنگا نے کہا تو [illegible] ہٹا نہیں جاتا۔

ستی نے دودھ گرم کیا۔ وہ چمچہ سے تھوڑا تھوڑا دودھ بھٹا جا رہے جی کو پلانے لگی۔ اب رام شنکر کچھ ہوش میں آئے۔ ایک کسی کے ہوش و حواس بجا نہیں تھے۔ مگر اب رام شنکر جی کروٹ بدلنے کی خواہش کرنے لگے۔ ستی نے پکارا۔ بابا!

ستی کی طرف دیکھ کر رام شنکر نے کہا۔ کون ہے؟

"میں ہوں بابا ستی!"

مرتے ہوئے رام شنکر نہ جانے کون سی طاقت پاکر طاقتور ہو گئے۔ اور وہ اپنے ہاتھ سے بڑے زور سے لڑکی کو دور دھکا دیکر بولے۔ چلی جا۔ ہٹ جا۔ بھاگ جا۔ ستیاناس! اب میرا کیا کریگی! تجھے کھائے گی کیا؟ دور ہو میرے سامنے سے۔

ستی ہٹ گئی۔ گنگا چپ چاپ سر نیچا کئے ہوئے۔ شوہر کا بدن سیکنے لگی۔ ساوتری بھی نیچی نظریں کئے بیٹھی رہی۔ بھیا نے جی جھنجھلاتی ہوئی بولیں۔ مرنے کے قریب آئے پر بھی بک بک کی عادت نہ گئی۔

گنگا نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ طبیعت کیسی ہے؟

کیسی ہے؟ آج ہی آخری دن ہے۔ اب کیا دیکھتی ہو۔ جی نکلا"

گنگا خاموش ہو گئی۔ ساوتری رو کر بولی۔ بابا! ایسی بات نہ کہو۔

تیکھی نظروں سے لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے رام شنکر نے کہا۔ کیوں اس میں دکھ کی کیا بات ہے۔ میں نے تمہیں باپ کا سا چاہا پیار نہیں کیا۔ تمہیں میری موت سے کچھ نقصان نہ پہنچیگا۔ تم نے جتم بھر آدھے پیٹ کھایا۔ روکھا سوکھا کھا کر اتنی بڑی ہوئی ہو۔ میرے مرنے پر بھی ہو ہی۔ نہ نیچے تیل نہ اوپر نون۔ پھر تمہیں کس بات کا۔ میں اگر زندہ رہا تو تیری شادی بھی کسی بوڑھے کے ساتھ کروں گا۔ تم لوگوں کا باپ ہوں کبھی نہیں!

کمزوری سے رام شنکر پھر بیہوش ہو گئے۔ اور پھر نصف شب کے قریب ہوش میں آکر بولے۔ ہری آیا ہے؟ اور کہاں ہے؟ ساوتری بولی کہاں؟ بھیا کہاں آئے ہیں۔ یہیں تو ہے۔ میں اس کے باپ کا بھی نہیں وہ گنگا کا بیٹا ہے۔ وہ جہنم میں جائے۔

گنگا نے شوہر کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا چپ چاپ رہو تاکہ تکلیف میں بھی آپ نے سوکیوں نہیں دیا تھا؟

"اب تو تکلیف ختم ہو گئی ہے نہیں اب ایک مرتبہ ہی تمام تکلیف کا خاتمہ ہو گا"

"تم کیا کہہ رہی ہو؟ کیا تم نے اس کا پیٹ چیرا تھا؟ اس وقت بھی بڑا ہنگامہ ہوا تھا۔ ہر طرف سے چلائی ہوئی تھی میں نے کہا کہ ہم آ رہے ہیں ہم آ رہے تھے کہ تیر و تفنگ کے آگ برسانے کی طرح تک تھے بستی کی بتی لگائے ہوئے اس تماشہ کو دیکھ رہی تھی معلوم ہوتا تھا وہ بھی سوچ رہی تھی کہ اس تاریکی میں سفر کرنے پر کیا کبھی بیچ کی جھلک نہیں دکھائی دی

اس وقت رام شنکر کی آنکھ لگ گئی تھی [illegible] جاگ اٹھا کہ [illegible] کی آواز

"کیا کہتے ہو؟"

"کالی کہاں ہے؟"

"تمہارے پاس ہی تو سویا ہوا ہے"

بڑی تکلیف سے رام شنکر نے اس کے [illegible] کہا گنگا نے [illegible] کیا کرتے ہو؟

"آشیرباد دیتا ہوں۔ سارا دن کیا سو رہی ہے؟"

"بابا کہہ کر سارا دن [illegible] گھڑی ہوئی باپ سے کہا تجھے دعا دوں؟"

"بابا ایسی بات نہ کہو [illegible] کہتے [illegible]"

"تم کیا [illegible] روتے [illegible] تکلیف ہوتی"

"نہیں نہیں تکلیف کیسی؟ بیٹی! آشیرباد دیتا ہوں۔ ہری ہری ہے۔ اچھا اسے بھی دعا دو۔ ابھی کچھ [illegible] لڑکا"

"ابھی جو کہ [illegible] دو"

رام شنکر [illegible] رکتے ہوئے بولے [illegible] کو دعا دوں۔ یا نہیں باپ! باپ ہو کر مرتے وقت لڑکی کا فیصلہ کر جاؤں؟"

گنگا نے مایوسانہ لہجہ میں کہا۔ تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔ دیکھو اپنے [illegible] کے پاس بیٹھی ہے۔ ایک بار بلاؤ تو سہی!

رام شنکر نے ستی کی طرف نظر ڈالی اور مایوسانہ انداز سے کہا ستی! آ بیٹی!"

جہاں تک ہو سکا سر بچا کے بائیں ہات سے آنکھیں بند کئے باپ کے پائینتے آ کر بیٹھ گئی۔ بھٹا چاریہ جی کہنے لگے وہاں نہیں۔ ادھر آ کر بیٹھ۔ تجھ سے دو ایک باتیں کہنی ہیں تجھ میں نے بہت برا بھلا کہا ہے۔

ستی منہ پھیر کر باپ کے سر ہانے آ بیٹھی۔ اس کی طرف ذرا دیر دیکھ کر رام شنکر نے کہا "تجھے آشیرباد دوں! نہیں تجھے آشیرباد کی ضرورت نہیں ہوتی..... اگر تجھے وشو..... نہیں اس بات کا..... سوچنا ہی فضول ہے۔ کیا کروں آشیرباد دوں۔ سن بیٹی! باپ کے آشیرباد کا پھل لڑکے بچے بھی بھوگتے ہیں۔ اسی وجہ سے تم لوگوں کو دکھ ہو رہا ہے اور آئندہ بھی ہوگا۔ کیا کروں! کوئی چارہ نہیں۔ زندگی میں تو نہیں نے کوئی پاپ نہیں کیا۔ شاید یہ پچھلے جنم کے پاپوں کا پھل ہے۔ تجھے میں کس منہ سے آشیرباد دوں۔ آشیرباد کی جڑ تو میں نے ہی اپنے ہاتھوں سے کاٹ دی ہے۔ تب یہ سمجھ رکھو کہ بہت مجبور لاچار ہو کر میں نے اپنی اولاد کا اپنے ہاتھوں ستیاناس کیا ہے۔ کیا کروں کوئی تدبیر نہیں تھی"

ستی کو جیسے کاٹھ مار گیا تھا۔ وہ چپ چاپ بیٹھی رہی۔ گنگا نے کہا اسو وقت یہ باتیں رہنے دو ذرا سو رہو۔

سو رہو کیوں سو جاؤں۔ کچھ دیر بعد تو ابدی نیند آنے لگی کہ پرلے تک آنکھ نہ کھلیگی بڑی شانتی ہوگی۔ اسی لئے [illegible] ہیں ستی! کہاں گئی بیٹی؟ نہیں یہیں تو ہے!! اچھا سن۔ کیا کہوں۔ یاد نہیں آتا۔ ہاں..... آشیرباد! کیا کہوں تجھے آشیرباد دوں میں تو اب چلا..... تجھے.....!"

بیتابانہ انداز سے ستی نے کہا۔ آپ جائینگے! نہیں آپ کی خدمت کرنے کا اچھی طرح مجھے موقع نہیں ملا۔ اس لئے آشیرباد دیجئے کہ جلد آپ کے پاس پہنچکر [illegible] کہ آپ کی خدمت کروں

"میرے پاس! ہاں! بڑے ہی آرام کی جگہ ہے۔ اس میں تو شک نہیں؟ آرام! صرف آرام بیٹی! تو جائے گی؟ کیا تجھے بہت دکھ ہوا ہے؟ بیٹی! اس نوجوانی کے عالم میں! اس عمر میں! اس زندگی میں تجھے اس قدر دکھ! اب آ میری گود میں آ! آ بیٹی! جیسے ننھے کپن میں میں نے تجھے اپنی گود میں کھلایا تھا۔ ویسے ہی تجھے گود میں لے کے ہی چلا دوں!"

بھٹا پاریدی کو شانت کرتے کرتے گرجھا اُن کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ رام شنکر نے کہا: "پر! ابھی ہاں! میں سمجھا اپادھیا ہوئی! کیا اپادھیا ہے یہ سنو! مفلس رہنے پر بھی کیوں میں نے شادی کی! اچھی گرہستی بنائی کیوں بال بچوں کا باپ بنا؟ میری شادی ہوئی اس میں شک نہیں۔ مگر اصل میں میرے ماں باپ کا نصیب ہے۔ اُن کے پاپوں کا پھل میں بھوگ رہا ہوں۔ اور میرے پاپوں کا پھل تم لوگوں نے [illegible] تب آ بیٹی! ابھی تجھے آشیرباد دوں۔ دونوں کا پھر [illegible] بعد ..... سوچتا ہوں ..... اس کے بعد۔"

یہیں وہ ہاں جب ریفیض یہ کہتے کہتے سو گیا۔

وہ کالی رات خاتمے کے قریب تھی۔ ماں کے بار بار اصرار پر سادھو تری سنگ کے پاس ہی سو گئی تھی۔ [illegible] کے سرہانے بیٹھ [illegible] صرف [illegible] شوہر کی طرف حسرت آمیز [illegible] تھا۔ [illegible] کے من پر بات رکھ آنچل [illegible] آنکھیں ملتے ملتے بولی "کیوں ماں! دیکھ اُن کے گلے میں کنٹھا ہے سی کیا علم ہے؟ بھیرو کا رنگ کیسا ہے؟ کہاں کریں بیٹی!"

تھوڑی دیر تک دیکھ کر سنتی نے کہا۔ "ہاں ڈاکٹر کو بلاؤں؟"

"ابھی تو رات باقی ہے۔ کون جائیگا؟"

"[illegible] جاؤں گی۔"

"[illegible] ڈاکٹر کو؟"

[illegible] ماکانت [illegible]

[illegible] آنکھیں [illegible]

[illegible] کو ساتھ لے کر آئی [illegible] بان

جان آئی مریض کی حالت دیکھ کر ڈاکٹر نے کچھ نہیں کہا۔ فیس بھی نہیں لی۔ صرف یہ ایک دوپہر رہ کر چلے گئے۔

پرارام شنکر کو پھر ہوش نہیں آیا۔ رفتہ رفتہ حالت خراب ہوتی گئی۔ تب بڑے زور سے رو رو کر جیٹھ جی نے چرواہے کو بلائے۔ اور بھتیجا چاریہ جی کو تلسی کے درخت کے چبوترے پر لے گئے۔ گنگا دونوں ہاتھوں سے شوہر کے پاؤں پکڑ کر اور اس میں اپنا منہ چھپا کر رونے لگی کھل کو چلانہ سکی۔ مرد نہ رو سکے۔ "بابا" "بابا" کہہ کر رونے لگی۔ کالی بھی خوب رو رہا تھا۔ ہنسی چپ چاپ گنگا جل لے کر باپ کے منہ میں ڈالنے لگی۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی آبشاری تھا۔ بھائی، گنگا، نارائن برہم، کہتے لگیں۔ اسوقت اور دنوں کی طرح چاروں طرف سورج کی روشنی پھیل رہی تھی۔

ساتویں ترنگ (۷)

گاؤں کے پروپکاری (بھلائی کرنے والے) نے [illegible] آخری سنسکار میں بہت مدد پہنچائی۔ گنگا کے [illegible] کے مارے آگ دیر سے دی گئی۔ کیونکہ پروہت ہری اسوقت گاؤں میں نہیں تھا چاند پور کے بارہ دن کے ساتھ جلنے گیا تھا۔ آگ دیتے وقت گنگا بیہوش ہو گئی۔ سب نے مل جلا کر نہلا کر کپڑے بدلوائے اور لڑکیوں کے پاس گھر پہنچایا۔

[illegible] غم سے بھرے ہوئے پہاڑ کے سے دن بھی آخر [illegible] کیونکہ دن کسی کا منہ نہیں دیکھتا۔ [illegible] صرف انسان ہی اپنے [illegible] یہاں اپنی جگہ نہ پاتا ہے۔ [illegible] پیٹ نہیں بھرتا۔ بھوک نہیں ہنستی اور رلاتی ہے۔ [illegible] کا منہ دیکھتی ہوئی اپنے دن گذارتی تھیں۔ کالی جب بچہ تھا تب [illegible] کرتی تھیں۔ شرادھ کے دو دن باقی تھے۔ کوٹھی والوں نے اور دیئے ہوئے روپے میں سے ایک مہینہ کی تنخواہ میں سے سوا پانچ آنے اور کچھ پائیاں کاٹ کر باقی روپے دیئے آئے اور کچھ [illegible] بھیدی ہنستی نے [illegible] کیونکہ شرادھ میں [illegible] ہری کا کچھ پتہ [illegible] تھی۔ یہ لوگ روز ہری کے آنے کا انتظار کرتے تھے۔ مگر ہری کا کچھ پتہ [illegible]

وہاں سے جو [illegible]

آخر [illegible] فرض تھی [illegible] کہتے ہیں [illegible]

[illegible] "نہیں آئے گا [illegible]

[illegible] کا [illegible] لیکن معلوم ہوتا ہے۔ انہیں نہیں ملی۔

گنگا خود خوش میں [illegible] اس کے ات سے جو کچھ ہوگا۔ اسی سے اس کی تسلی ہوگی۔

دن بھر فاقہ کرنے کے بعد رات کو [illegible] کو [illegible] ماں کی گود میں دیکھ کر [illegible] سے [illegible] سب [illegible]

گنگا اٹھ بیٹھی [illegible] کو کھلا پلا کر گود میں لے لیا۔ گانوں کے چند نیک اور [illegible] پہلے سے [illegible] پروہت چار برہمنوں کے [illegible]

ادھر ہری [illegible] کے ساتھ کلکتہ میں [illegible] دیکھ رہے تھے کہ [illegible] میں بھی اپنی منڈلی میں [illegible] کھیلا تھا۔ ہری کو عنایت کا پارٹ کرنا جس میں اچھی طرح [illegible] اس وجہ سے [illegible] پہلی پر ان لوگوں نے اپنے یہاں [illegible] کھیلا۔ جس [illegible] کے باپ کا شراد تھا۔ ناٹک [illegible] نہ ہوا [illegible] کوس سے زیادہ فاصلے [illegible] ہے [illegible] دیکھ کر [illegible] بہت صفائی سے کیا۔ اس [illegible] بجا [illegible] پڑے گا [illegible] دل میں بہت خوش ہوا۔ پر نہ معلوم کیوں

اس کے دل میں آیا کہ چلو ذرا گھر ہو آئیں۔ بابو لوگ کچھ نہیں بولے۔ وہ بیٹھا [illegible]

رام شنکر کی دوستی کے پندرہ دن بعد تک کسی نہ کسی طرح گذارا ہوتا رہا۔ پھر کچھ [illegible] نکالنے کے لئے بیلن نکالا گیا۔ کھانا کھانے کے بعد سب [illegible] والان میں ایک چٹائی [illegible] کے پاس ہی سو رہا۔ دیر تک [illegible] دیکھتا رہا۔ سامنے [illegible] دیکھنے لگی۔ بجلی [illegible] زندگی کے تار [illegible] ہو گئے تھے۔ [illegible] رہے ہیں۔ آفتاب [illegible] بخش ہیں۔ رات بھی [illegible] ہوئی ہے۔ کوئی کسی [illegible] ہری کے قدم گھر میں نہ پڑتے تھے۔ [illegible] اُسے گھر میں جانے سے [illegible] ابھارا ہے۔ اور آج بہت [illegible]

سبھی دوسرے [illegible] کام چھوڑ کر [illegible] دیکھنے لگا۔ [illegible] ایسا محسوس ہوا۔ گویا ہری شنکر کے ساتھ [illegible] اُسے دیکھ کر دل ہی دل میں [illegible] دن بھی دیکھنا نصیب [illegible] کا وجود [illegible] اور [illegible] اُس کی [illegible] کریں۔ وہ [illegible]

ہری [illegible] اور آنکھوں میں [illegible] اب [illegible]

[illegible] وہ اُجلا کپڑا پہنے ہوئے ہے۔ بال خشک ہیں چہرہ زرد اور کھلسا ہوا ہے۔ یہ گنگا پر نظر پڑی۔ آہ! کیا یہی میری ماں ہے؟ لہری کی پتھر کی سی آنکھوں سے [illegible] ہوگیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپائے چپ چاپ بیٹھا رہا۔

بہت دیر بعد مایوسانہ انداز سے [illegible] کے پاس چلو!

ماں کے پاس! انہیں! انہیں!! [illegible] یہ الفاظ آہستہ آہستہ

ستی سامنے آکر کھڑی ہوگئی اور ذرا تنگ کر بولی۔ جو کچھ ہوگیا اس کا [illegible] ہو سکتا۔ [illegible] بچاؤ۔ بھاگ کر [illegible] کہیں [illegible] جاؤ ذرا [illegible] اس بیٹھو"

ستی کی بات [illegible] جیسے [illegible] کھڑا ہوا۔ ویسے ہی جیٹھانی [illegible] کسی [illegible] لے"

کچھ سوچ بچار کر ستی نے کہا چلو پاس والے تالاب میں ہی نہالو۔ ندی نہ جاؤ۔ گھر سے باہر ہوتے ہی کہیں بھاگ نہ جائے۔ اس خیال سے وہ خوش [illegible] نہانے کے

در بہت دیر تک روتا رہا۔

[illegible] لے کر خشک آمیز لہجے میں کہا۔ بیٹا! [illegible] رونے سے کیا ہوگا۔ [illegible] تھا۔ وہ آدمی [illegible] تجھے دعائیں دے گئے ہیں۔ اس [illegible]

[illegible] اس نے عہد کیا کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ [illegible] یہی رہا [illegible] مصیبت کی مار سے [illegible] چار [illegible] یہ [illegible] فضول ہیں۔

وہ چاروں کسی طرح [illegible] کر کے ایک [illegible] کہ [illegible] پیچھے [illegible] [illegible] [illegible]

کی معرفت مجھے خط لکھ دینا۔ یا کسی آدمی کو بھیج دینا۔ میں چلا آؤں گا۔

کچھ سوچ سمجھ کر ستی نے روپے لے لئے۔ ساوتری نے محبت آمیز لہجے میں کہا۔ بیٹا ایک دن اور ٹھہر جاؤ۔ تمہیں دیکھ کر ماں کو بہت تسلی ہوئی ہے۔ پھر چلے جانا۔"

پاگل ہے کیا۔ بیٹے سے کہیں کام چلتا ہے۔ دیکھ ماں سے ابھی نہ کہنا۔ شاید وہ روٹھنے لگیں۔ میں چلا جاؤں گا۔ تب کہنا۔"

شام ہونے پر گنگا نے ساوتری کو پاس بلا کر اس کے خشک بالوں کو تیل لگا کر انہیں بنانا چاہا۔ ساوتری کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اس کی ماں نے فطرتاً بچا کر انہیں پونچھ ڈالا۔ اور کہا۔ ماں آج رہنے دے اور کسی دن بنا دینا۔" گنگا کے ہاتھ کمزوری سے جیسے ٹوٹے پڑتے تھے تاہم اس نے کہا بعد میں یہ بڑی جٹا اگرا الجھ گئی۔ تو مشکل سلجھے گی۔

رات کا کام ختم ہونے پر گنگا نے پوچھا۔ ہری کہاں ہے؟

سر نیچا کئے ہوئے ستی نے کہا۔ نوکری کی تلاش میں چاند پور گیا ہے۔

ایں! مجھ سے تو نہیں کہہ گیا!"

تم رونے لگو گی۔ اسی خوف سے تم سے نہیں کہا۔ کہہ رہا تھا میں لوٹ آؤں گا۔ بغیر نوکری کئے ہوئے کیسے گذارہ ہوگا! خرچ کے لئے دس روپے دیگیا ہے۔"

گنگا کچھ دیر تک خاموش رہی۔ اس کے بعد ایک گہرا سانس لیکر بولی۔ جیسطرح سکھ ہو۔ بیٹی کہ گنگا وہ ساوتری کے بنانے سنوارنے کی کوشش کرنے لگی۔ آخر ستی سے کہا مجھ سے تو نہیں ہوتا تو ہی اس کے بال بنا دے

ستی ساوتری کے بال سنوارنے لگی۔ ساوتری نے بہر چند انکار کیا۔ مگر اسے جھڑک کر جھٹ پٹ ستی نے اس کے بال بنا دیئے۔ گنگا اپنے بستر پر سو رہی۔ ماں کے سینہ کے پاس سر رکھکر اور داہنا ہاتھ اس کے بائیں پر رکھ کر ساوتری بھی سو رہی۔

رات بھیگنے لگی۔ سناٹا سخت ہوتا جاتا تھا۔ چراغ بجھا کر کھڑکی کے پاس اس کے لمبے لمبے بال بندھے ہوئے "سوار" کی طرح [illegible] طرف پھیل گئی۔ باہر آسمان پر

اسارہ کی گھنگھور گھٹائیں چھا رہی تھیں تاروں کے چراغ بجھے ہوئے تھے ایک بھی کہیں نظر نہ آتا تھا۔ روشنی کا کہیں نام و نشان بھی نہ تھا۔ خاموش اور پرسکوت زمین گویا اُس کی طرح چادر اوس اپنی بچھا کر کسی کونے میں پڑی ہوئی تھی۔ اُس کے چہرے میں بھی سوچ و غم کا خون دوڑ رہا تھا۔ گویا صبح تک وقت پھر اٹھ کر کھڑی ہو سکیگی۔

ستی نہیں سمجھ سکی۔ کہ میرے نازک دل پر یہ پنجر کا سا بوجھ کیونکر پڑا ہوا ہے۔ جبتک مصروف رہتی ہوں۔ تب تک اچھی رہتی ہوں۔ لیکن جہاں فرصت ملی۔ بس ایک بوجھ جیسے دھرا جاتا ہے۔ کتنے دن اس طرح گذریں گے؟ کیا یہ بوجھ مرے کبھی نہ اٹھیگا۔ رونے کو بہت طبیعت چاہتی ہے مگر رویا نہیں جاتا۔

پھر اس نے زمین کی طرف دیکھکر کہا۔ کیسی خوفناک تاریکی ہے۔ کیا اسکی انتہا نہیں ہے؟ آسمان کی طرف اس نے اپنی نگاہیں ڈالیں۔ دیکھا ایک تارا جھلملا رہا ہے۔ وہ سوچنے لگی۔ کیا میرے بابا ہیں۔ اوہ مرتے وقت مجھے بُلا گئے ہیں۔ کیا اب بھی مجھے پکار رہے ہیں۔ سوچتے سوچتے اسے ایسا معلوم ہوا۔ گویا وہ تارا رفتہ رفتہ اپنی دلفریب و منور آنکھوں سے اسکی طرف دیکھ رہا ہے۔

وہ تا بند اسکی خوشنما سے کھڑکی بند کر دی۔ اور ماں کے پاس آکر لیٹ رہی سوتے ہوئے بھائی اور بہن کی طرف دیکھ کر اور ان کی نکالنے کا خیال کر کے وہ بھرائی ہوئی آواز سے بولی نہیں میں نہیں جانا چاہتی۔

تین مہینے گذر گئے۔ درمیان میں اور بھی کئی مرتبہ آکر ہری کچھ روپے دے گیا۔ اُس سے اور اپنی محنت کی کمائی سے۔ ستی ساوتری کسی طرح گھر کا خرچ چلا رہی تھیں۔

ایک دن ستی [illegible] میں نہانے گئی [illegible] ندی نہانے نہیں جاتی تھی ساوتری گائے کو بھوسا [illegible] کسی وقت چٹھی رساں [illegible] چٹھی لیجاؤ۔ [illegible] خط لیا اور [illegible] گنگا تلسی چبوترہ لیپتے لیپتے اسے بائیں ہاتھ میں لے کر پڑھنے لگی اور پڑھتے [illegible] کسی گیلے چبوترے پر لیٹ گئی۔

[illegible] گھر [illegible] کا گھر [illegible] کے [illegible]

روتی کیوں ہو؟ کیا ہُوا؟ ماں کے مُنہ سے ایک حرف بھی نہیں نکلا۔
کارڈ وہاں ہی پڑا ہُوا تھا۔ ستی نے اُسے اُٹھا کر جھٹ پٹ پڑھ ڈالا۔ نوگرام کے تین کوڑی لاہڑی جی کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں اُن کا لڑکا ہوں۔ اپنی سوتیلی ماں کو جتانے کے لئے یہ خط لکھا ہے میری درخواست ہے۔ کہ آپ لوگ شرادھ کے دن منہ بال بچوں کے آئیں۔ تاکہ کام اچھی طرح انجام پائے۔

ستی بھی بڑی دیر تک خاموش رہی۔ بہن ہاتھ میں خط لئے ہوئے کھڑی کی کھڑی رہ گئی یہ دیکھ کر ساوتری بیقرار ہو کر اُس کے پاس گئی۔ اور خط پڑھا پڑھتے ہی چیخ مار کر چلا اُٹھی ماں! ہائے ماں! ہائے!!!

جیٹھی [illegible] پہنچیں۔ اور روتی ہوئی ساوتری سے تمام حال دریافت کر کے چلانے لگیں۔ رفتہ رفتہ گانوں بھر کے تمام آدمی اکٹھا ہو گئے اور ہائے ہائے کرنے لگے۔ بڑا شور مچا گئے [illegible] ماؤں سے اپنا مُنہ ڈھانپ کر رہ گئی۔ رونا تو معمول ہو گیا تھا۔ جس دن ستی کی شادی ہوئی تھی [illegible] اُسی دن منادیا گیا تھا۔ آج کا ہے کا رونا!!

بہت دن چڑھ آیا۔ جیٹھ [illegible] جو ہونا تھا۔ سو ہو گیا۔ ستی آہستہ چل نہا آئیں۔
ستی نے طمانیت بخش انداز سے کہا۔ "تالاب پر چلنا ہوگا؟ سب نے کہا نہیں ندی نہانا چاہئے"
ستی کا بہاؤ دیکھ کر سب دل ہی دل میں اُسے بُرا بھلا کہتی تھیں [illegible] کہ ہے؟
گھر نہیں لیکیا تھا۔ تو کیا ہُوا؟ شوہر تو تھا۔ مانگ میں سیندور دیکر تو شادی کا [illegible] تک نہیں۔

ستی کے ہاتھ کی چوڑیاں [illegible] جیٹھانی [illegible] آنسو آ گئے۔ یکہ اینٹ اُٹھا کر ستی [illegible] چوڑیاں توڑ ڈالیں!

نہانے کے بعد ستی سفید کپڑا پہنکر سیندور اور ہاتھ کی چوڑیاں دریا میں سونپ کر گھونگٹ نکالے ہوئے گھر کی طرف چلی۔ سب کی نظریں اُسی طرف تھیں۔ دروازے پر پہنچکر جیٹھانی جی نے کالی کو کہلا دی کہ تھوڑی سی نیم کی پتیاں دیجا۔ ستی سے کہا۔ ابھی تو گھبرا [illegible] نیم کی پتی دانت سے کاٹ کر [illegible] گھر میں جانا۔

تو ابھی یہاں نہ آتا۔ کہیں جی جی کا منہ مت دیکھ لینا۔ ستی نے فوراً اپنا منہ چھپا لیا۔ اتنے میں بہادری دوڑی ہوئی آئی۔ ارے بہن تیری یہ حالت کس نے بنائی یہ کہکر اُس کے گلے سے لپٹ گئی۔ اُس کے کندھے پر سر رکھ کر گنگے میں دونوں باہیں ڈالکر رونے لگی۔ ستی اُس کے آنسو پونچھ کر اُسے تسکین دینے لگی۔

جیٹھانی جی نے جا کر گنگا سے کہا۔ اُٹھو جو قسمت میں تھا۔ وہ ہو گیا۔ چل کر لڑکی کو کچھ کھلاؤ پلاؤ۔ رونے سے کیا فائدہ ہوگا

گنگا اُٹھ کھڑی ہوئی۔ جوں ہی ستی کے پاس پہنچی۔ ستی بھی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ بیٹھا کی بدھوا مورتی دیکھ کر اُسکے استقلال کا باندھ ٹوٹ گیا۔ اُس نے چلا چلا کر رونا چاہا۔ مگر منہ سے ایک لفظ نہ نکلا۔ لڑکی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر گلے لگا لیا۔ [illegible] ملکر یکبارگی رو پڑیں

بڑی دیر بعد گنگا نے کہا۔ ستی! چل بیٹی! تھوڑا سا شربت پی لے۔

ستی نے سر جھکا کر کہا۔ مجھے تو پیاس نہیں۔ تو ہی پی لے تب تک میں کھانا بناؤں۔

کھانا آج تیری چاچی بنا رہی ہے۔ تجھے نہیں بنانا ہوگا۔ ایک بیٹھا اسا لیکر ستی وہاں ہی بیٹھ گئی۔

آٹھویں ترنگ (۸)

[illegible] آنکھوں میں بھر من کرتے کرتے ایک سال گزر گیا۔ ایک [illegible] کو مغربی شہروں کے دیکھنے کی خواہش [illegible] مصلحت [illegible] سے [illegible] مرتبہ دونوں [illegible] دیکھ آئے۔ شہروں کی گھوم [illegible] ساتھ [illegible] بڑے بڑے دشوار گذار [illegible] سب تیرتھوں میں [illegible] کبھی نہیں ہوئی تھی۔ [illegible]

[illegible] کو کشتی [illegible] تو [illegible] ہوتا گیا

اس کی بی بی رنڈی ہوئی ہے اور یہاں [illegible] ہیں۔ یہیں [illegible] اس [illegible]
[illegible] کو دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی چنانچہ [illegible] پہنچتے ہی وشو نے کہا
موسیٰ اب کہیں آنے جانے کا کام نہیں ہے۔ بس اب یہاں ہی ایک مکان بنوا کر رہنا چاہیئے
موسیٰ کو ہنسی آگئی۔ پچھم کے شہروں کو دیکھ کر اسے سننا سکھ ہوا تھا۔ اتنا ہی دکھ بھی ہوا تھا
ایک روز وشو نے کہا موسیٰ اگر اپنا دیش چھوڑ کر یہاں ہی رہنے کا انتظام کیا جائے تو کیسا
موسیٰ نے کہا کیوں؟

"دیکھو تو کیسا مفلس ملک ہے۔ کس طرح لوگ بھوکوں مر رہے ہیں۔ اور ادھر اناج سڑ رہا ہے
پھر رہے ہیں۔ یہاں تو ڈھونڈنا نہیں پڑے گا۔ کہ کس چیز کی کمی ہے۔ اور کس سے کیا
سلوک کیا جائے۔ مفلسی کسے کہتے ہیں۔ اور افلاس کیا شے ہے؟"

وشو سانہ ہنسی ہنس کر بولا۔ "کہا۔ پاگل کہیں کا! کیا ہمارے یہاں غریبوں کی کمی ہے!
وہ کہاں ہیں! جو ہیں بھی انہیں کی تشمیہ ان کے ساتھ نہیں دیجاسکتی۔ ہمارے یہاں کچھ بھی
ہو۔ پھر بھی کوئی بھوکوں نہیں مر سکتا۔"

"یہ تو ٹھیک ہے۔ مگر اپنے ہی گاؤں کے رام ٹھنکر بڈھا چار یہ کے گھر کی کلینوں کا تو خیال کرو۔"
ٹھیک ہے۔ مگر وہ لوگ ان جگہوں میں ہوتے۔ تو اب تک مر گئے ہوتے۔ موسیٰ ملک ہے جہاں
وہ اب تک عزت اور برو کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں یہاں تو بہتے کام گئے جا سکتے ہیں"
موسیٰ نے ہنسکر کہا۔ کونسا کام کیا جا سکتا ہے۔ وشو نے [illegible] کہ کیا کرنا چاہتا ہے
وشو نے سر نیچا کر لیا۔ شرم سے ان کا منہ گردن سے لیکر کان کی جڑ تک لال ہو گیا۔ نیچے
[illegible] انہیں پسند نہیں [illegible] یاد تی سے جس [illegible] کا دل کیا لگی جھگڑنے لگتا تھا۔ تب وہ ایک دم خاموش ہو رہتے تھے۔ اسی وجہ سے جب انہوں نے اپنے یہاں یہاں پول
کے لیئے آرام گاہ کی تعمیر کا کام شروع کیا تھا۔ تو اس کی تعمیر انہیں [illegible] التوی کرنی پڑی تھی۔ انہوں
نے [illegible] آپ جیسے لوگوں سے کہوں گا۔ کہ آؤ بھائی میں میزبانی کی تمام خدمات
انجام دوں گا۔ [illegible] مجبور ہو کر انہوں نے اسوقت تعمیر کا کام ملتوی کر دینا مناسب سمجھا۔
[illegible] آگر وہاں کے لوگوں کی [illegible] آنسوؤں بھرے آنکھ

بڑی خواہش تھی کہ وہ بھی کچھ کر دکھائیں۔ کر ہی اپنے حوصلوں کی بلند پروازیوں کا اظہار عملی صورت میں کریں۔ لیکن موسی جی چھوٹا کر نیوالی ہنسی ہنس کر ان کی اس خواہش پر رخنہ انداز ہونے لگیں موسی کی بیتابی سے لاچار ہو کر وشو کو گھر لوٹنے کی فکر کرنی پڑی۔ بہت عرصہ تک مغربی شہروں میں رہنے کی وجہ سے وشو کے چہرے کا رنگ بالکل سیاہ ہو گیا جسم کمزور ہو گیا۔ دو ایک بار انہیں بخار بھی آیا۔ تب موسی زبردستی ایک دن گٹھڑی پوٹلی باندھ کر گاڑی پر سوار ہو گئیں۔ پورے ایک سال بعد یہ لوگ گھر واپس آئے۔ موسی نے وشو سے ریل ہی میں کہا تھا کہ اگر گھر پہنچکر ایک مہینہ کے اندر ہی تمہاری شادی کر دوں گی۔

سچ سچ پوچھو تو وشو بابو شادی کا نام سنتے ہی دوڑ جاتے تھے۔ پہلے کیا سوچکر انہوں نے شادی کرنے سے انکار کیا تھا۔ یہ کہنا مشکل تھا۔ لیکن اس وقت یہ خیال سرِ فلک درخت کی طرح ڈالیاں پھیلا کر بہت مضبوط ہو گیا تھا۔ اتنا مضبوط ہو گیا تھا۔ اتنا مضبوط کہ اکھاڑ پھینکنا بھی ہل نہ سکتا تھا معمولی خیالات کا آنکھوا تار دو پودا نکال چکا تھا۔ پہلے جن وجوہات کے باعث وہ شادی کرنے سے انکار کرتے۔ وہ ان کی شب و روز کی کتب بینی کا نتیجہ تھی۔ اگر کوئی بزرگ ان کی بہن یا کوئی دلی دوست انکے پاس ہوتا۔ تو شاید یہ خیالات ان کے دل میں گھر نہ کر پاتے۔ موسی ان کے گھر نئی نئی آئیں تھیں۔ اس لئے وہ اپنے فرائض کا ہی خیال رکھتیں دوسرے لڑکے سے زیادہ اپنی پاجوڑنا انہیں پسند نہ تھا۔ لیکن اس عالم ضعیفی میں انہیں یہ گمان نہ چھوڑ رہا تھا۔

وشو کو عورتوں کے نام سے چھینکا آتا تھا۔ [illegible] وہ عشقیہ شاعری [illegible] تھے تو [illegible] کے [illegible] سے تھر تھر کانپنے لگتے تھے۔ ایک معمولی لڑکی یا عورت کس طرح شوہر کی خوشخانہ زندگی کے تار و پود کا مخزن ہوتی ہے۔ یہ باتیں ان کی سمجھ میں نہ آتی تھیں۔ لیکن وہ دیکھتے تھے کہ عورت [illegible] واخلاط کی روح [illegible] علاوہ ازیں [illegible] سے [illegible] اس موہ [illegible] سے [illegible] گھر [illegible] کر سکتی ہے۔ تو وہ عورت ہے۔ شب تاریک میں [illegible] عورتیں اگر [illegible]

کا تمغا نہیں۔ اپنے کو شادی شدہ تصور کر کے دشو کبھی کبھی بیرونی نظروں سے اپنی اس شادی شدہ حالت کا بھی دیانی نقشہ پیش نظر کرتے۔ اسوقت وہ خوش کرنے کے تمام سلیقوں کی خواہشوں کا تبع عورت ہے۔ تمام فکروں کا خاتمہ تمام کاروبار کا انت صرف ایک عورت کی ذات میں ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہے۔ سب عورت ہی ہے۔ خوبصورتی، محبت، محبت کا پرتو شدہ جاں شبہ عورت ہے۔ پریم کا رنگ اگر کہیں نظر آتا ہے۔ تو وہ عورت ہی ہے۔ [illegible] کی جنتی کی دلاری ہوتی ہے۔ جس نے اس کے ہاتھ سے جام محبت نہیں پیا۔ دنیا میں اس سے زیادہ بدنصیب کوئی اور شخص نہیں۔ شوہر بار بار اسے سوہنا، سوہنا اور پیارا کہتا بیوی بیتابانہ نگاہوں سے بار بار اسی کے انتظار میں اضطراب اور اشتیاق میں ڈوبی ہوئی نگاہوں سے ہمیشہ اسے ڈھونڈا کرتی ہے شوہر کہتا ہے۔ دوا ایک شان رعنائی سے عورت کہتی ہے۔ دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ جھوٹ بھالا پڑھ دوپہر کے کوا [illegible] شکنتلا رہتا ہے۔ عورت کی محبت اور اس کی سلیقہ شعاری دیوانہ [illegible] جھپٹ [illegible] جاتی ہے۔ فراغت اور آسایش کی برکتیں تیرتی پھرتی ہیں عورت پاس ہو تو سناٹے میں بھی ہر کی طرف سے چھم چھم نور برسنے لگتا ہے۔ دشو کے خیالات نہیں روشنی چھلکوں پر تھے۔ تنے میں پھر خیالات نے پلٹا کھایا اور وہ پھر اپنے اصلی خیالات کے محور کے گرد چکر کھانے لگے۔

جس وقت یہ لوگ گاؤں کے پاس پہنچے۔ اس وقت شام ہو گئی تھی دور سے ہی گاؤں کی ہری بھری کھیتیاں چاند کی روشنی کی مدھم کرنوں میں تصویر کی طرح زیب دے رہی تھی۔ میدان کی تمام سے ٹھنڈی ہوا گویا بڑے پیار کے ساتھ ان کے بدنوں کو سہلانے لگی اور تھوڑی دیر میں کہ کر غیر وضاحت پر پہنچنے لگی۔ تمام میدان میں چاندنی جوئے شیر کی طرح ہوا کی جنبش سے ہل رہی تھی محبت کے تشنہ کاموں کے لئے بلاشبہ اس میں آبحیات کا اثر تھا۔ اس کے لطف دیدار سے ہی تشنہ مبارک پر ایک نشہ سا طاری ہوتا تھا۔ خیال امید کی شاخیں اس کے فرحت اثر نور سے جھوم رہی تھیں۔ [illegible] دل میں مچل رہی تھیں۔ اس چاندنی میں غضب کی کشش

[illegible]

ماں وشو کے دل میں جسر تناک جذبات کا ہجوم تھا۔ وطن کی محبت اور رشتہ اُسے کھینچ لیا جا رہا تھا وہ ضبط نہ کر سکا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی بوندیں ٹپک پڑیں۔ [illegible] گویا اسوکر کپن کی پھڑکی ہوئی ماں گاؤں کے آموں کے درختوں کے سایہ میں کھڑی ہو کر محبت میں بھری ہوئی آنکھوں سے پردیس سے لوٹے ہوئے لڑکے کو پیار سے بلا رہی ہے۔ اس کے دل کے پاک مسکن میں ماں کا تصور اُسے بار بار اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ [illegible] آمیز نظروں سے آم کے درختوں کو دیکھنے لگا۔ [illegible] جھکا دیا۔ [illegible] نے زمین کو بوسہ دیا۔ اچھا ہوا جو اسوقت ان کی موسی بیل گاڑی پر پردے کے اندر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ورنہ لڑکے کی یہ کار روائی دیکھ کر وہ رونے لگتیں۔

موسی گھر کے انتظام میں مصروف تھیں اور وشو گاؤں کا چکر کاٹ رہے تھے۔ کسی کے گھر جانا وشو کی عادت کے برخلاف تھا۔ مگر آج انھیں گھر گھر جانے کی خواہش ہوتی تھی۔

بچے کوئی بُرا بھلا کہنے لگے۔ اس لئے وہ اپنی خواہشوں کو روک کر سب سے پہلے اپنا کھیت کا باغ دیکھنے کے لئے گئے۔ آفتاب اسوقت اپنی مدھم روشنی سے کھیلنے کے پتوں پر اپنی کرنیں بکھیر رہا تھا۔ باغ میں [illegible] تاریکی سورج کی مدھم کرنوں سے ہم آغوش ہو کر مسلک فنا کا جادہ دکھا رہی تھی۔ تمام باغ پر عالم سکوت نے ایک دلکش [illegible] رکھا تھا جس پر نظریں بیتابانہ انداز سے جاتی تھیں۔ باغ کا [illegible] ایک [illegible] ایک [illegible] پہلی انھیں صورت معلوم ہوتا تھا۔ جب اُن سے کوئی گاؤں کا دوست ملتا۔ [illegible] گھر کب آئے تو انھیں خوشی کے [illegible] باتیں کرنے لگتے۔ [illegible] بچوں کے [illegible] نہیں بہت اچھی معلوم ہوتی تھیں۔

دکن کی طرف [illegible] جیسا کہ [illegible] وشو کو بھرے ہوئے خوشحال [illegible] لیکن یکایک وہی شادی [illegible] اس لئے پکانے کی [illegible] سوچتے سوچتے وہ آگے بڑھے تھوڑی [illegible] بنا کو مل رہے تھے

"کہو جی! کیا ہے؟"

"میں ہوں وشو"

اوہو آؤ بیٹا بیٹھو۔ کچھ سے کب آئے۔ اچھے تو رہے نہ!

اس طرح بہت دیر تک گپ شپ ہوتی رہی۔ تمام گاؤں کا [illegible] پوچھتے پوچھتے وشو بڑی رات کو گھر آئے۔ ماں سوتی بولنے لگیں۔ نہ معلوم کیا کیا کہتیں مگر لڑکے کا [illegible] دیکھ کر چپ ہو رہیں۔ دھیمے لہجہ میں بولیں "اتنی دیر کہاں تھا؟"

"اُمیش کے گھر کی ہاں"

وہ لوگ اچھے ہیں؟ گاؤں کے اور سب لوگ اچھے ہیں۔ ٹولے محلے والوں کا کیا حال ہے؟

"یکساں ہی سب کے گھر کا حال کیسے کہوں؟ اپنے رام شنکر بیٹا [illegible] اس عالم فانی میں نہیں ہے۔"

ماں کے دل میں بڑا دکھ ہوا۔ وہ چپ رہ گئیں۔ حسرت آمیز نظروں سے وشو کی طرف دیکھ کر رہ گئیں۔ [illegible] آہ بھری اور بولیں "ہو..... اس کے بعد بار بار صرف اُن کے منہ سے "آہ آہ" نکلتا رہا۔ [illegible] ٹھہر کر پھر بھرائی ہوئی آواز سے کہا۔ "جو مر جاتا ہے وہ دُنیا کے تمام جھنجھٹوں سے [illegible] تمام افکار سے نجات پا گیا۔" وشو کچھ نہ بولے۔

رات [illegible] کو نیند نہ آئی۔ گنگا کا وہ شانت چہرہ رات بھر اُن کی آنکھوں کے آگے ناچتا رہا۔ صبح وہ ندی نہانے گئیں۔ ندی پر اسدن بہت بھیڑ تھی۔ [illegible] اُس دن بھٹا چاریہ جی کی بھاوج بھی نہانے آئی تھیں۔ اُنھوں نے گنگناتی ہوئی آواز سے کہا۔ ہم تو سمجھتی تھی۔ کہ اب دیش آؤ گی ہی نہیں۔"

آئی کیوں نہیں بہن! یہ کہکر اُن پورنانے اپنے پاس ہی سفید ساڑی پہنے ہوئے کھڑی گنگا کو دیکھ کر [illegible] کی طرف نظر کی تو دیکھا۔ ساوتری عوطہ لگا رہی ہے۔ [illegible] ہوئی۔ کہ اُسے پیار کریں۔ جلدی جلدی نہا کر لوٹتے وقت اُنہوں نے [illegible] دیکھا کہ ایک [illegible] سفید کپڑے پہنے روکھے بال بکھیرے [illegible]

ہے۔ کیا یہ وہی ستی ہے۔ اَن پُورنا کاٹھ کی پُتلی کی طرح ششدر کھڑی رہ گئی

نانویں ترنگ (۹)

وشو اپنے کمرے میں بیٹھ کر پہلے کی طرح کتابوں کا ڈھیر لگا کر اُنکی ورق گردانیاں کرنے لگا مگر اس مرتبہ اُن کا جی نہیں لگا۔ پچھم میں جا کر اُنہوں نے جو حالت دیکھی تھی۔ اُس کی یاد اُنہیں کسی طرح بھی نہیں بھولی۔ اس کتبخانہ میں جو دلکشی تھی۔ وہ نہ معلوم کہاں چلی گئی۔ اُنہوں نے کوٹھی اُول کے یہاں جا کر اپنی زیرنگرانی کام کرانے کی خواہش کی۔ مگر اُس میں بھی جی نہ لگا۔ وہ ہمیشہ طبیعت گھ[illegible] کبھی [illegible] کبھی اُمرائیوں [illegible] باغ میں کبھی میدانوں میں اور کبھی [illegible] کھیتوں کی سیر کیاریوں میں من موجی مسافروں کیطرح گھوما کرتے تھے۔ اور نہیں تو کبھی موسی کے پاس جا بیٹھتے تھے۔ اَن پورنا [illegible] نہ معلوم کس موہ مایا میں پڑ گئیں تھیں۔ اب اُن کے ہونٹوں پر وہ ہنسی نہ رہی۔ اور نہ دل لگا کر بات چیت کرتی تھیں وشو یہ اچھی طرح سمجھتا تھا۔ کہ موسی کو کیا دکھ ہے؟ اسی لئے اُن کے اس جلتے ہوئے ہیت مجھے کھلتا تھا۔ ایک دن موسی نے صاف صاف کہدیا۔ بس تو بے فکر رہ! جیسے اتنی عمر کاٹ لی ہے۔ اسی طرح عمر کا باقی حصہ بھی گذر جائیگا۔ جب [illegible] میں آئے۔ سیوتی شادی کرنا۔ اب میں تجھے اسبارہ میں کچھ نہ کہونگی۔

وشو خاموش رہ گئے۔ مگر اُنہوں نے دیکھا۔ آج کئی دن سے میں موسی سے جو بات کہنا چاہتا ہوں۔ اُسے کہہ ڈالنے کے لئے یہ بہت اچھا موقع ہے۔ اُنہوں نے سوچا۔ موسی اور کچھ کہینگی۔ مگر وہ نہ بولیں۔ وشو چپ چاپ بیٹھا کسی بہانے سے بولنے نکالنے لگے۔

[illegible] وشو نے کہا۔ موسی! اُن لوگوں کا کچھ حال ملا ہے؟

روئی سے بنولے نکالنے کا کام چھوڑ کر اَن پورنا وشو کی طرف دیکھ کر بولیں۔ کونسا حال؟ [illegible] کا گذارہ کیسے ہوتا ہے؟"

[illegible] کہ جن کے ساتھ ایسا سخت بیوہار کیا۔ اُن کی مصیبتیں دیکھ کر تمہیں اور اُن کے گھر جا کر اُن کی حالت پوچھ آیا کرو۔"

"وہ لوگ کیسے آدمی ہیں۔ افسوس! اتنے دنوں تک ساتھ رہ کر بھی تو نے نہیں جانا۔ وہ سب چاہے مر جائیں۔ مگر دوسروں کے روبرو کبھی دستِ سوال دراز نہیں کرینگے سنتی ہوں۔ ہری آجکل سب کام چلا رہا ہے۔"

دشو نے کبیدہ ہو کر کہا۔ ہری! وہ تو آوارہ مزاج شخص ہے۔ اسدن میں نے دیکھا تھا۔ کہ وہ [illegible] زمیندار۔۔۔۔ وہی جو ڈپٹی صاحب کے ہے۔ دونوں بڑے موج میں گھوڑوں پر چڑھے ہوئے گاؤں سے ہو کر جا رہے تھے۔ ہری کا وہ سجیلا ٹھاٹ گانوں بھر کے لوگوں کی نظروں میں چڑھ گیا ہے۔ اسے بالکل شرم نہیں آتی۔

"یہ میں کیا جانوں بیٹا! اُس کا ٹھاٹ بات دیکھ کر ہی تو لوگ کہتے ہیں۔ کہ اب اُن لوگوں کا دُکھ دور ہو گیا۔"

موسی! تم [illegible] کیوں نہیں ہو آتیں؟"

اُن پُرانے دنوں کی یاد دل میں بچھ سوچ کر جھجھلاہٹ کے ساتھ کہا۔ نہیں مجھ سے یہ نہ ہوگا [illegible] کی بات کو سنہ نہیں۔ دکھ سکونگی۔ اگر مجھ سے ہو سکے تو تو ہی [illegible] لے آ۔"

لیکن دشو آسانی کوئی تدبیر نہیں نکال سکے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں۔ کہ وہ لوگ دُکھ میں ہیں۔ لیکن اُن کو مدد کیونکر کیجائے؟ یہی اُن کی سمجھ میں [illegible] اس کے ذلیل سے کوئی کام کرنے میں بھانڈا پھوٹ جائیگا۔ یہ ٹھیک نہیں۔ بہت کچھ سوچ [illegible] شیخ [illegible] کی درخواست کرنی ہوگی۔

یہ خیال کرنا تو آسان تھا۔ مگر کام انجام دینا بہت مشکل ہو گیا۔ ایک تو وہ خود ہی شرم دلاتے ہیں۔ دوسرے ستی اور ساوتری سے ملاقات ہونا بھی آسان نہیں ہے۔

ایک تو غریب کی لڑکیاں دوسرے قسمت کی ماری [illegible] جاتی نہیں۔ کبھی ندی کے کنارے ساوتری [illegible] مگر ستی گھر کے پاس والے کنوئیں یا تالاب کے سوا اور کہیں نہیں جاتی تھی۔ گانوں میں شریف گھر کی بہو بیٹیوں کے باہر آنے جانے میں کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ تاہم وہ اپنی [illegible]

کہیں نہیں نکلتیں۔ ساوتری کا چرچا بھی جہاں تہاں ہونے لگا۔ کوئی کہتا تھا۔ یہ لڑکی بھی سیانی ہوگئی ہے۔ چودہ برس کی ہوگئی ابھی شادی نہیں ہوئی۔ کون شادی کرے جسکا دل رحم ہوتا وہ کہتی جیسے شادی اس کی بڑی بہن کی ہوئی ویسی ہونے سے تو نہ ہونا اچھا ہے۔ اور نہیں تو کلیجے کی ہوک سے تو بچی ہے۔ کوئی کہتی۔ سب قسمت کی بات ہے۔ قسمت میں جو لکھا ہے وہ ضرور ہوگا۔ اس لئے کیا شادی رُکی رہے گی۔ ذات برادری بنی رہے گی۔ اس کی بھی تو فکر چاہئے باہر جاکر ساوتری کو یہ فضول باتیں سُننی پڑتیں۔ اسی وجہ سے وہ بہت بچکر چلتی تھی۔ جب پانی لانے کی ضرورت پڑتی۔ تو وہ ایسے وقت میں گھر سے باہر نکلتی جب لوگ کھانا کھا کر آرام کرتے تھے وشو نے ایک دن اسبات کو تاڑ لیا۔ اُنہوں نے سوچا یہ موقع بہت اچھا ہے۔ اسمیں جو بُرائی ہے۔ وہ اُنہوں نے نہ سمجھی جو بھلائی تھی۔ مگر کیا کرتے؟ اس کے سوا کوئی تدبیر ہی نہ تھی۔ لڑکپن سے ہی اُنکا مزاج کچھ عجیب و غریب واقع ہوا تھا۔ اُنہوں نے جب سے ہوش سنبھالا تھا۔ کبھی کسی سے جلتے نہیں تھے۔ ہر دم مُنہ چڑھائے ہوئے بیٹھے رہتے تھے۔ حرکت رہتے تھے۔ وہ اسقدر کم گو تھے۔ کہ سوائے موسی کے اور کسی سے بات بھی نہیں کرتے تھے۔ تب آج کیونکر وہ بھٹاچاریہ جی کے مکان پر گنگا کے سامنے جاتے وہی لوگ اُنکے اس یکایک بدلے ہوئے رنگ ڈھنگ کو دیکھکر دل میں کیا کہیں گے۔ اس کے علاوہ وشو نے سنی کے ساتھ مذاق کرنے کی بھی ٹھان لی تھی۔ اُن کو نہیں بھولا تھا۔

دوپہر کے سناٹے میں وشو ستیا نشان کے پاس گھوم رہے تھے۔ موسم گرما کا آغاز زمین کے سینہ میں گھس کر اس کی بچھی ہوئی گرمی سے ہم آغوش ہو رہا تھا۔ بخشی باغوں کے پیچھے سے دیکھنے پر آگ دھان کے کھیت چمکتی کلشمی کے سُنہری چھلکتی طرح جھلملا رہا تھا۔ ناریل کے سر بفلک اور سیدھے درخت چھلی کے پیڑ سے تھے پھول کے لیے کے درختوں پہ پرند آپس میں شور مچا رہے تھے۔ کنول کی خوشبو بانس کی شاخوں کے سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی پھیل رہی تھی۔ دوپہر کی اداسی ہوئی ہوا اور تیز سے تڑپ چھوڑ کر ہوکر بچ رہے تھے اپنے شیریں سروں سے کردنا بھری مٹی وشو نے دیکھا کہ خوبصورت آئے

کی طرح زیب دے رہی ہے۔ چاروں طرف گویا وشنو کی پیاری مکھتی کی لطف آمیز نظریں ہیں۔ صرف بہت دوری پر ایک رشکھے بالوں والی معصوم دوشیزہ اس لڑکی کا بڑا سا گھڑا لئے، اور اس کے بوجھ سے جھکتی ہوئی آہستہ آہستہ چلی جا رہی ہے۔ یہ دیکھ کر وشنو کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔

لڑکی نزدیک آگئی۔ وشنو چپ چاپ انگشت بدنداں رہ گئے۔ انھیں اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ پکار کر بلاتا تو درکنار، شرم معلوم ہونے لگی۔ وہ کہنے لگے۔ کہ ساوتری مجھے نہ دیکھتی تو اچھا تھا۔ ایسی حالت میں ساوتری انہیں دیکھ کر شرمائے گی۔ یہ سوچ کر وہ دل میں خود ہی شرمندہ ہونے لگے۔ بائیں جانب پیپل کے نیچے جوں ہی انکی نظر پڑی ویسے ہی ساوتری نے وشنو کو دیکھا تقاضائے شرم و حجاب سے اس کے پاؤں وہیں زمین میں گاڑ دیئے۔ اس نے سوچا یہاں ہی ٹھہر جاؤں۔ مگر موقع نہیں تھا۔ آہستہ آہستہ سر نیچا کئے ہوئے قدم بڑھانے لگی وشنو نے سوچا۔ اگر میں اس وقت شرم و تکلف سے کام لوں گا تو ایسا موقع پھر ملنا مشکل ہوگا۔ ہمت باندھ کر آگے بڑھ کر بولے "ساوتری"!

ساوتری کھڑی ہو گئی۔ وشنو نے پکارا۔ ذرا کھڑی رہو۔ تم سے ایک بات کہنی ہے۔ سنتی جاؤ"

ساوتری کھڑی ہو گئی۔ اور منہ پھیر کر ایک بار وشنو کو دیکھ کر آنکھیں نیچی کر کے لجاجت آمیز لہجہ میں بولی۔ کیا کہتے ہیں وشنو بھی مشکل میں پڑ گئے کیا کہ بات چیت شروع کر دوں، ذرا ٹھہر کر ساوتری کی طرف بڑھے اور حیرت انگیز لہجہ میں بولے "تم اپنے بھائی کے ساتھ کل گھر میں آتے ہیں؟"

کبھی کبھی آتے ہیں"

آج کل وہ کوئی کام کرتے ہیں؟"

[illegible] سے اُن کی طرف دیکھتے [illegible]

"نہیں کوئی کاروبار"

"شاید کرتے ہیں"

ٹھیک نہیں کہہ سکتیں۔"

نیچی نظریں کئے ہوئے ساوتری نے کہا۔"نہیں"۔

بہت مشکل سے وشو اور بھی شیریں لہجے میں بولے۔گھر کا کام کاج انہیں سے چلتا ہے؟"

ساوتری چپ ہو رہی۔وشو نے سمجھا۔وہ حیض میں پڑ گئی ہے۔تب انہوں نے تکلف اور شرم چھوڑ کر جلدی سے کہا۔"تم کچھ مجھے دو۔سر اخیال نہ کرو۔اپنے حملے اور گانوں کے رہنے والوں کا حال سب جاننا چاہتا ہوں اسی وجہ سے پوچھتا ہوں اس سے کچھ برا نہ ماننا۔کیا تم میرے پوچھنے سے ناراض ہو گئیں۔

ناچار ہو کر حسرت آمیز لہجے میں ساوتری نے کہا نہیں۔

"تمہارے بھائی روپیہ پیسہ دیتے ہیں۔اس کے بغیر دنیا کا کام نہیں چلتا۔میں سے پوچھتا ہوں

"ہاں کبھی کبھی دیتے ہیں"

"اسی سے سب خرچ چلا لیتا ہے۔تکلیف تو نہیں ہوتی"

حیرت زدہ ساوتری فوراً بول اٹھی نہیں"نہیں!اچھا تو میں اب چلتی ہوں"

ذرا ٹھہر جاؤ تم صاف صاف کچھ نہیں کہتیں۔اسقدر تکلیف کیوں کرتی ہو؟میں بھی تم لوگوں کا بھائی ہوں۔۔۔۔۔مجھ سے کہو۔کیا بندہ کہتا ہے"

اس مرتبہ منہ اوپر اٹھا کر اپنی مخمور اور بڑی بڑی آنکھوں سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے غضبناک لہجے میں ساوتری بولی۔کہ آپ بیٹھ کر ہماری بات سب کو سناتے پھرتے ہیں۔ جو مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔آپ کیا نہیں جانتے ہیں۔کہ یہ سب باتیں کسی سے کہنے کی نہیں وشو بہت کھسیانے مگر چپ نہیں ہوئے بولے سب سے نہیں کہتے۔بچہ ہوا ہے اگر کوئی پوچھے تو اس سے کہنے میں کیا ہرج ہے۔؟

نہ ہوا لیکن کہنے سے فائدہ کیا ہے۔میں جاتی ہوں"

سنو ساوتری اگر میں تمہارا بھلا چاہتا ہوں۔تو تمہیں سچ جاننا چاہئے تم لوگوں کو اپنا بہن سمجھتا ہوں۔تمہیں شرم کر کے فائدہ اٹھانا چاہئے۔کہ لئے میں یہ سب نہیں پوچھتا اپنے آپ جس طرح بتا سکو بتا کر پوچھتے ہیں۔یہ بھی کیا میں نے کوئی

تصور لیا۔ ساوتری اگرچہ میں غیر ہوں تاہم .....

اب تک ساوتری دل ہی دل میں کڑھ رہی تھی۔ اور حیرت و استعجاب میں تھی لیکن وشو کی یہ دردمند تقریر سنکر وہ خیالات اس کے دل سے حرف غلط کی طرح اڑ گئے۔ اُسے معلوم ہُوا کہ وشو کی بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو بھر آئے ہیں۔ شرمندہ اور رنجیدہ ہو کر حسرت آمیز لہجے میں ساوتری نے کہا۔ معاف کیجئے آپ نے پوچھا کہ ہم لوگوں کو کوئی دُکھ ہے کہ نہیں؟ سو سمجھ لیجئے کہ ہم لوگوں کو کسی طرح کی تکلیف نہیں۔ دن تو کسی نہ کسی طرح کٹ جاتے ہیں۔

دل ہی دل میں اداس ہو کر اوپر سے ہنسی ہنسکر وشو نے کہا "یہ تو جانتا ہوں۔ دن تو سب کے کٹتے ہیں۔ کسی کے سکھ سے کسی کے دُکھ سے!

"ہم دونوں بہنیں ملکر بہت سا کام کرتی ہیں۔ ماں سے اب کام نہیں ہوتا۔ وہ زیادہ تر بیمار رہتی ہیں۔ جیتا کچھ نہ کچھ دے ہی جاتے ہیں۔ اسی سے کام چلا جاتا ہے۔ آجکل ہم لوگوں کو کوئی خاص تکلیف نہیں ہے"

وشو نے سمجھا کہ یہ جنم کی دُکھیا لڑکی ہے۔ اسے بوجھ سے نہیں سمجھتی۔ کہ دُکھ کسے کہتے ہیں۔ ذرا آگے بڑھ کر بولے۔ تمہارے بھائی جو روپیہ دیتے ہیں۔ وہ تم لوگ لیتی ہو۔ لیکن اگر میں تمہیں اپنی چھوٹی بہن سمجھ کر کچھ دوں یا تمہاری ماں کی پاؤں پوجا میں کچھ بھینٹ کروں تو تم لوگ مجھے پرایا سمجھ کر اُسے واپس تو نہ کروگی"

ساوتری اور بھی گھبرا اٹھی۔ [illegible] گئی۔ تحیرانہ انداز سے بولی! میں کچھ نہیں کہہ سکتی ماں یا جی جی جانیں"

"اچھا تو کاغذ ماں کے چرنوں میں میرا پرنام سے بھینٹ بڑھانا"

یہ کہہ کر وشو نے قریب آکر ساوتری کے چھٹتے ہوئے آنچل [illegible] باندھ دیا۔ ساوتری نے گھبراہٹ کے لہجہ میں کہا "نہیں نہیں مجھ سے یہ کام نہ ہوگا۔ اگر آپ کی یہی اچھا ہے۔ تو ماں کو جا کر دے آیئے۔ مجھے کیوں مشکل میں ڈالتے ہیں۔ مجھ سے نہیں دیا جائیگا۔ آپ خود ہی جا کر چڑھا آئیے گا ——"

وشو ذرا الگ ہٹ گئے اور [illegible] وہ مجھے بلائیں گی۔ تب

ہوگی۔ اب دیر نہ کرو چلی جاؤ۔

صرف اسقدر کہکر وشو ہوا ہو گئے۔ وہاں سے چلکر انھوں نے گھر پہنچ جاکر دم لیا۔

دوسرے دن صبح ہی کسی کام سے موسی کے قریب آنے پر انھوں نے دیکھا کہ ساوتری ایک لڑکی [illegible] پیار سے اس سے باتیں کر رہی تھیں۔ وشو کو ایسا معلوم ہوا کہ یا ساوتری انہیں سے کچھ کہنے آئی ہے۔ لیکن وہ کونسی بات ہے! شاید اپنا کچھ دکھڑا رونے آئی ہوگی۔ اس کے سوا اور کون کام ہو سکتا ہے۔ خوشی سے پھولے ہو کر وشو اپنے کمرے میں جاکر اس کا انتظار کرنے لگے۔ کچھ ہی دیر بعد انھوں نے دیکھا کہ تھوڑے سے ہرسنگار اور کمند کے پھولوں سے کر ساوتری انہیں کے کمرے کی طرف آرہی ہے۔ انہوں نے سمجھا۔ مجھے پھولوں سے بڑا پیار ہے یہ روز موسی تھوڑے سے پھول میرے کمرے میں رکھ جایا کرتی ہیں۔ آج خود نہیں آئیں ساوتری کے ہاتھ انہوں نے پھول بھیجدیئے ہیں۔ موسی کا یہ پیار ان کے مطلب ہی کا ہو گیا۔ دروازے تک آنیپر کمرے کے اندر آنے میں [illegible] ادھر کرتے ہوئے دیکھ کر وشو محبت آمیز لہجے میں بولے "آؤ ساوتری آؤ" ساوتری کمرے کے اندر چلی گئی۔ [illegible] ایک کتاب پر رکھتے ہوئے شیریں لہجے [illegible] کی موسی نے مجھے پھول دیکر آپ کے کمرے میں بھیجا ہے۔

"وہیں رکھدو تم موسی کو پھول ہی دینے آئی ہو۔ یا کچھ اور بھی کام ہے؟"

لڑکی کے زرد گال [illegible] سر جھکا کر شرمیلی آواز سے بولی "ہاں ہے۔ خالی کیسے کہ آتی اس لئے تھوڑے سے پھول لے آئی ہوں"

یہ کہکر اس نے اپنے آنچل سے ایک چھوٹا [illegible] کاغذ کا ایک پھول [illegible] کے پاس رکھدیا۔ وشو چونک پڑے آگے بولے "یہ کیا ساوتری؟"

"[illegible] بہن نے کہا ہے۔ کہ ہم لوگوں کو [illegible] نہیں ہے۔ جو تم لوگوں سے بھی زیادہ غریب ہیں۔ اگر آپ نہیں لینگے۔ تو وہ بیچارے آپکے [illegible] لینگے۔ ہم لوگوں کو عزت نہیں ہے"

وشوناتھ کی طرح چپ ہو گیا۔ کیٹرین دیر تک چپ رہی۔ پھر دھیمی زبان سے بولی۔ اور تمہاری ماں! انہوں نے کیا کہا؟

"انہیں سُنکر بہت دکھ ہوگا۔ اس لئے بہن نے مجھے ماں سے کہنے کے لئے منع کر دیا"

"سُنکر دکھ ہوگا؟ نہیں۔ دکھ کیوں ہونے لگا؟ میں اُن سے خود کہونگی ضرور لے لینگی۔"

شیریں لہجے میں ساوتری نے کہا۔ آپ ایسا کبھی نہ کریں۔ جب بہن نے کہدیا ہے۔ کہ ماں نہیں لینگی۔ تو وہ یقیناً نہیں لے سکتیں۔ جو بہن کہتی ہے۔ ماں وہی کرتی ہیں۔ آپ اگر ایسا کہیں گی۔ تو آپ کو اور بھی دکھ ہوگا۔ آپ اسے رکھ لیجئے میں نے تو پہلے ہی کہا تھا۔ کہ آجکل ہم لوگوں کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ساوتری کی باتیں سُنکر وشوجیرت زدہ ہو کر وہاں کے وہاں ہی بیٹھے رہ گئے۔

دسویں ترنگ (۱۰)

بُرے اور بھلے گھر کے گرہست جب موقع پاکر مفلس ہو جاتے ہیں۔ تب وہ باوجود تکلیف کا شکار ہونے کے اپنی عزت کے خیال سے پیدا [illegible] سے بھی [illegible] تکلیف پاتے ہیں۔ اچھی حالت رہنے پر جو شخص دوسرے کا احسان بغیر کسی تکلف و احساس کے قبول کر لیتا ہے۔ وہی احسان حالت خراب ہونے پر اس کے لیے [illegible] جاتا ہے جن بات کی بہت آرزو اور خواہش ہوتی ہے۔ اس پر انسان کی توجہ بہت رہتی ہے۔ اس بات کو لوگ نہیں سمجھتے [illegible] کہتے ہیں [illegible] مگر [illegible] کے اوپر نہیں بھگوان کے اُوپر ہے۔

جاڑے کی [illegible] کے [illegible] نے رفتہ مفلس کے گھر میں قدم رکھا۔ مکان کی اینٹیں جگہ جگہ سے نکل آئی تھیں۔ [illegible] گیا تھا۔ تمام چیزیں [illegible] تھے۔ تاہم آنگن صاف ستھرا تھا۔ تلسی کا چبوترہ بھی لیپا پوتا ہوا آنگن میں [illegible] [illegible] کوشش کی گئی تھی۔ یہ بات

کالی باہر کھیلنے کے لئے چلا گیا تھا۔ کچھ کپڑوں کو کیلے کی [illegible]
کرستی بانس پہ ٹانگ رہی تھی۔ ساوتری آگ جلا رہی تھی۔ چھوٹا سا آنگن دھوئیں سے بھرا تھا
تلسی کے چبوترے پر ایک چراغ رکھ کر گنگا نے پرنام کیا۔ اس کا جسم بالکل نحیف ہو گیا تھا۔ رات
دن کی فکر سے کھائے جاتی تھی۔ ایک تو وہ یوں ہی [illegible] تھی۔ اس آسمان کی کوشش
[illegible] لڑکیاں یہ سمجھتی نہیں تھیں تاہم دادا دار و سے غافل نہ رہتی تھیں۔

کالی دوڑا ہوا آیا۔ اور ماں کے گلے سے لپٹ کر بولا۔ امٹھائی۔ گنگا ستیہ بھگوان کو پرنام
کر رہی تھی۔ اُسے بات سے جھٹکا دیکر بولی۔ اپنی بہن کے پاس جا۔ ساوتری سے پکار۔ ٹھہر
جی جی نے چھپی کر مٹھائی [illegible] آج جانے دے۔ تب دونگی۔

بہن کی گود میں بیٹھے کر کالی بولا۔ آج نہیں دوگی۔ تو تمہیں بڑی مار ماروں گا۔ بھائی
کے جسم کی دھول جھاڑتے جھاڑتے ساوتری [illegible] دونگی۔ مگر اچھا یہ تو بتا تو نے کپڑا کیوں
نہیں پہنا۔

کہیں پھٹے پرانے کپڑے بھی آج پہنتے ہیں۔ [illegible] میں اب ان کپڑوں
کو نہیں پہنوں گا۔

"یہ دیکھ جی جی۔ نرسہ [illegible]

الٹ پلٹ کر کپڑوں کو دیکھ کر اور انھیں زمین پر پٹک کر لڑکے نے کہا "یہی ٹھیک کپڑا
سلا ہوا۔ کپڑا میں نہیں پہنوں گا"

"میرا ہیرا دیکھ تو سردی سے تیرے ہاتھ پیر کیسے [illegible] تجھے سردی نہیں
لگتی۔ [illegible] ہنسی اڑانے نہیں آتا ہے..... مگر پہننے میں کوئی دقت ہے
لیکن بچے نے [illegible] نہیں سنا۔ [illegible] گنگا پریشان ہو گئی۔ ساوتری
پریشان ہو گئی۔ گنگا نے آہستہ آہستہ آکر [illegible] لے کر آنچل سے چھپا
لیا اور [illegible] آنکھیں پونچھ کر ساوتری کسی دوست کے [illegible]
ہوئے کپڑوں سے [illegible] چپ چاپ کھڑی رہی۔

چھوٹی ایک [illegible] جو لوگوں کی [illegible] کہتے [illegible]

لوگوں کے کاتے ہوئے سوت۔ تسی اور پھل پھول لیکر وہی بازار میں بیچنے جاتی تھی۔ اور جو کچھ بچتا تھا۔ اُس میں سے چاول دال وغیرہ ضروری چیزیں خرید لاتی۔ وہ جو کچھ بھی کماتی تھی اسی سے ان لوگوں کا دکھ بھی اس نے بانٹ لیا تھا۔ اور شاید یہی وجہ تھی۔ کہ ان لوگوں کی مفلسی کا حال کسی کو معلوم نہ ہوتا تھا۔

سر پہ ایک بڑا سا ٹوکرا لئے ہوئے چھمی گھر میں داخل ہوئی۔ اور ستی کو پکارا۔ اس کی آواز سنتے ہی کالی دوڑتا ہوا باہر آیا۔ اور کہنے لگا جی جی مٹھائی!

"لائی ہوں بھیا! تمہاری مٹھائی لائے بغیر میں کیسے رہتی یہ لو یہ کہکر اُس نے مٹھائی لڑکے کے ہاتھ میں دیدی۔ لڑکا ہنستا ہوا گھر کے اندر چلا گیا۔

ستی آکر وہیں کھڑی ہوئی۔ سر پہ سے ٹوکرا اتار کر چھمی نے کہا۔ سردی کے مارے میں ٹھٹھر گئی۔ گھر میں آگ ہے؟

"نہیں۔

"تب جا چراغ لاؤ۔ ساوتری کہاں ہے؟ ساوتری چراغ لاری!"

ساوتری آہستہ آہستہ قریب آکر بولی۔ تیل لائی ہو۔؟ وہ تو چراغ جلادوں"

"بیٹی! میری بُری حالت ہے۔ مجھ سے چلا نہیں جاتا۔ اس لئے رات ہوگئی۔ اور ہاٹ کیا یہاں نزدیک ہے۔ تم لوگوں کی ابھی نئی آنکھیں ہیں مجھے تو اسوقت اندھیرے کی وجہ سے سوجھ نہیں پڑتا۔ اچھا لو بیٹی! ایہ تیل کی شیشی اور پیسے کا تیل دیکھو تو کتنا سا دیا ہے۔ یہ راج کیا ہے کے لئے [illegible] چھمی نے [illegible] تمام چیزیں کا ایک [illegible] ہے ٹکے سیر [illegible]

ستی نے پوچھا۔ تعالی کا کتنا دام ملا؟

چھمی کی آنکھیں بھر آئیں۔ رقت آمیز لہجے میں بولی [illegible]

کرنے ایک [illegible] لیتا تھا۔ خریدتے وقت اسی [illegible]

[illegible]

اسے [illegible] ستی نے کہا "بولا۔ [illegible]

[illegible] ایک روپیہ سے کم لیتے تھے تو [illegible] آٹھ آنے بھوسے کے کپڑے میں لگے۔ باقی آنہ میں چاول۔ دال نمک وغیرہ لاتی تھی۔ اسقدر پیسے ہی نہ تھے کہ تھوڑا سن خرید لاتی اس مرتبہ بھی رستی بیچکر جو آٹھ آنے پائے تھے۔ جن سے چاول خرید لیا تھا۔ سن نہیں خرید سکتی تھی اس مرتبہ بھی وہی ہوا۔ ہاں! سن اور روئی کیسے آئیں گے۔ گرہستی کے برتن بھانڈے کیا اسی طرح چلے جائینگے؟

برتن بھانڈے [illegible] کہاں؟ جو ایک دو ہیں وہ بھی نہ رہیں۔ [illegible] چلیگا؟ معلوم نہیں کیا ہوگا۔

ساوتری نے تمام چیزیں اٹھا کر گھر کر لیں۔ اور اندر سے دو پکے ہوئے کیلے لائی اور چھبی کے پاس بیٹھ کر [illegible] کیلے میں کھا کر دیکھو کیسے ہیں؟"

چھبی شرما کر بولی۔ رہنے دے [illegible] کے لئے رہنے دے۔ [illegible] کی چیزوں سے خالی ہو گیا۔ اس لئے اب یہ سب چیزیں اُن کی غذا ہو رہی ہیں۔ کیا کیا جائے دو نہیں [illegible] اور بھی کیلے ہیں ستی نے بہت اصرار کیا چھبی کیلے لئے۔ اور تھوڑی سی [illegible] کھا گئی۔

دوسرے دن صبح کالی اپنے کسی ساتھی [illegible] دیکھ کر گھر آیا۔ اور دھوم مچانے لگا۔ کہ میں بھوکا [illegible]

ساوتری رقت آمیز لہجے میں [illegible] تو ہے نہیں ستی بولی۔ کالی! شور نہ کر میں کھچڑی پکا دیتی ہوں۔

کھانا کھاتے وقت ہلدی سے رنگا ہوا [illegible] دیکھ کر پہلے تو [illegible] سمجھ گیا۔ تب پھینک پھینک کر [illegible] مچانے لگا۔ یہ دیکھ کر ستی [illegible] ایک طرف کھسک گئی۔ [illegible] جگہ پر آنچل سے منہ چھپا کر سو رہی صرف ساوتری بیٹھے شریر بھائی کو منانے اور پچکارنے لگی۔ مگر [illegible] بڑی دیر تک [illegible] سو گیا۔ کبیر جاگنے پر [illegible] لگے۔ اس لئے [illegible] نے کہا [illegible] ستی نے [illegible] آنکھیں [illegible] ساگ بھاجی تو [illegible] کر تر کاری

بنانے کا انتظام کرنے لگی۔ جیٹھانی جی ہرے کرشن اہیر کی بیوی کو گالیاں دینے لگیں۔ اور گائے کو دس بیس گالیاں سنا کر دودھ کا ڈول لائیں۔ ساوتری اور کیتکی جھکتی تھوڑا ساگر نکال لائیں۔ اور بولیں "جیٹھانی جی! آپ کھانا کھا لیں۔ ہم سب کھا چکے ہیں۔ ہم تو دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا کر گرم کر لیں گے۔ ہمارا کھانا ہو جائے گا۔"

جیٹھانی جی چلا کر بولیں۔ تم سب خالی خولی ڈانی کرتی ہو۔ غریب کے لڑکے کا یہ مزاج کہاں کہ جو کھائے۔ نہ کھانا ہو نہ کھائے۔ بھوک لگتی تو آپ ہی جو دودھ کا کھایا گیا گڑ کیوں خرچ کئے جاتی ہے؟ جیٹھانی جی کا طعنہ سننے کی انہیں عادت تھی۔ اسوجہ سے وہ ناراض نہیں ہوئیں۔ گڑ کا ٹکڑا دیکھکر ساوتری بولی نہیں جی جی! گڑ تو نہیں ہے۔

"رہے کیسے؟ تم سب کی سب لکشمی ہو۔ گھر میں کوئی چیز کیسے رہ سکتی ہے۔ باپ نے گھر تو کہیں نہیں دیکھا!"

ایک تو کھانے پینے کا دکھ اور پھر اس کے اوپر جیٹھانی کا چڑچڑا پن۔ ساوتری چپ ہو رہی۔ اور رسوئی چھوڑ کر ماں کو پکارنے چلی گئی۔ یہ دیکھ کر جیٹھانی جی بکتی جھکتی تھوڑا ساگر نکال لائیں۔ اور بولیں "یہ لے۔ لڑکا بھوکا رہ جائے گا۔ اس لئے نہ رہنے پر بھی نہیں کہتے بنتا۔ اسدن میں نے دودھ ساوتری کے لئے تھوڑا ساگڑ بچا رکھا تھا۔ رام رام! اس گھر میں کیوں کوئی کچھ کھانے پائیگا۔"

ستی نے جا کر ماں سے کہا۔ ماں اٹھ چل کچھ کھا لے۔ گنگا آہستہ سے بولی۔ مجھے آج بخار سا معلوم ہوتا ہے۔ سب کھاؤ پیو میں آج نہ کھاؤں گی۔

ستی نے ماں کے بدن پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ماں تجھے بخار تو درد رہتا ہے۔ کھائے بغیر کب تک چلیگی جتنا کھایا جائے اتنا ہی کیوں نہ کھا لینا۔

"نہیں بیٹی! میں نہیں کھاؤں گی۔"

ستی بھرائی ہوئی آواز سے بولی۔ اس کے بعد تو تمہیں [illegible] پہلے ہی سے کیوں بھوکوں مرتی ہو؟

گنگا کو پیار کر کھانا کھانے کے لئے جانا پڑا۔ وہ کچھ دیکھتی سنتی نہ تھی۔ نا سمجھ لڑکی سمجھ گئی تھی کہ اس طرح بہت دن تک چلنا مشکل ہے۔ شاید اسی وجہ سے اسے رونا بار بار آجاتا۔

[illegible]

وہ لے چار چار اور کمائی کچھ نہیں۔ صبح اٹھتے ہی کہنے لگا ماں بھوک لگی ہے۔ کھانے کو دے۔ [illegible] بہن کے پاس اسی چپ چاپ بیٹھی رہی۔ اس کے ہاتھ پیر کانپ رہے تھے۔

لڑکا بولا جی جی اٹھ اکیا تو بات نہیں بولتی ہے کیا؟ سستی نہیں اٹھی ہے دیکھ کر لڑکا ماں کے پاس نالش کرنے گیا۔ ستی نے سادتری سے کہا دیکھ تو سادتر گھر میں کچھ ہے بھی یا وہ بھی نہیں۔

"نہیں جی جی"

"تب تو آج تیرھوں ڈنڈا کا وشی ہے۔ سادتری نے کہا کیا کھانے کو دوں آج ہاٹ کا بھی [illegible] دن بھیجی بھائی کو لانے کے لئے دیتی۔ اب میں کیا کروں؟"

[illegible] تیز لہجہ میں بولی۔ بہن اسی طرح سے کتنے دن چلینگے اس سے وشو بھیا ..... کی کستی بڑھ کر پڑی۔ اور نفرت آمیز لہجے میں بولی۔ چھی چھی اس کی نسبت بھوکوں مرجانا بہتر ہے۔

[illegible] آخر میں ہنس کر رہ گئی۔ آخر میں ہنستے ہوئے بولی۔ بھوکوں ہم تم مرینگی۔ مگر ماں کا انہیں بھیک مانگ کر بھی کھانا کھلاؤ۔

بھیک [illegible] نہیں کچھ دن [illegible] اجسن گر چھوڑ کر درخت کے نیچے رہنے کی نوبت آجائے گی اسین آنچل پھیلا کر سب سے بھیک مانگو گی۔ تو [illegible] تو [illegible] کر گر جاتی ہیں۔

یکایک سادتری [illegible] وشو بھیا۔

[illegible] انگشت نکالے۔ ہات میں چوڑی سے [illegible] سے آنگن میں [illegible]

[illegible] سادتری [illegible] لگی۔ مگر ستی کٹھ پتلی کی طرح جوں کی توں بیٹھی رہی۔

[illegible] ماں مجھے [illegible] مگر تم [illegible] کہاں رکھتے ہو۔ تمہارے کانی کوڑی [illegible] اس طرح

وہ بہت دنوں تک نہیں جی سکتیں۔ ہم لوگوں کی اس ترقی [illegible] کیا تم ایک بار نہیں سوچتے
میں کیا کروں؟ ! اپنے اعمال کا مجھے پنڈت تھوڑا ہی بنا گئے ہیں۔ کہ سب کی پرورش کروں
میں اپنی عقل سے کام کرتا ہوں کماتا کھاتا ہوں۔ ورنہ میری بھی [illegible] لو دس روپے میرے
پاس ہیں۔ دیئے دیتا ہوں۔ میں تمہارا ویسا بھائی نہیں ہوں۔

روپے بات میں لیکر سادھنری لجاجت آمیز لہجہ میں بولی "بھیّا مجھے معاف کرو۔ میں بڑی
دُشٹ ہوں۔ میرا مزاج بہت خراب ہو گیا ہے۔ [illegible]"

بھائی بولا نہیں انہیں اور مت۔ میں چلا۔ مگن ہوا تو اگلے مہینے بھی آؤں گا۔ اس گھر میں تو
مجھ سے کھڑا بھی نہیں ہوا جاتا۔

"ماں سے ملاقات کر کے جانا"

"ملاقات کر کے کیا ہوگا؟ کہہ دینا میں آیا تھا"

ہرنا چلا گیا۔ [illegible] ..... جی جی اٹھ اس بھنگی کو بلا لاتی ہوں۔ وہ بازار
سے سودا لا دے گی۔

[illegible] کہنے لگی۔ کچھ سادھنری اپنے کی نسبت تو پرایا ہی [illegible] مگر شرم
پرائے ہی سے نکلتی ہے۔ اپنے سے نہیں۔

منّی اب کچھ دنوں کے لئے بغیر [illegible] معمولی تکالیف کو تو وہ کچھ سمجھتی ہی نہ تھی جتنی محنت
مشقت اس سے ہو سکتی تھی۔ اس کے لئے [illegible] کھا سو کھا لیتے
[illegible] بڑی خوشی سے قبول کرتی تھی۔

اس مرتبہ ان لوگوں نے [illegible] کچھ زیادہ مقدار میں خرید لی تھی۔
ہری [illegible] سے زیادہ حصّہ [illegible] اس کے علاوہ [illegible]
[illegible] اشکل بقا صرف وہی خریدی گئیں کہ [illegible] کہتے [illegible]
[illegible] ایک کرتہ [illegible] فریدا گیا تھا۔ دوسرے [illegible]
چھیڑ [illegible] کہنے لگی ..... آج [illegible] کہ [illegible]
کہاں سسرال سے آئی ہے۔ اس نے تجھے [illegible]

تو اُسے بڑا دُکھ ہوگا۔

ستی نے دیکھا، کملا اُسے اب بھی نہیں بھولی ہے۔ اس سے اُسے کچھ ہنسی آگئی۔ مگر کہہ نہیں سکتے کہ یہ ہنسی دُکھ کی تھی یا سُکھ کی دوپہر میں جانے سے بہت دیر تک بیٹھنا پڑیگا۔ اور کام میں بھی ہرج ہوگا اس لئے ستی نے اپنی ماں سے کہا۔ میں کملا سے اسی وقت جاکر ملنا چاہتی ہوں۔

ماں نے کہا اچھا جا مل آ!

ستی کے دیکھتے ہی کملا پہلے کی طرح اُس کے گلے لپٹ گئی اور حسرت آمیز لہجے میں بولی ستی پیاری سکھی! تو مجھے بھول تو نہیں گئی۔ کبھی کبھی یاد تو کرتی ہے؟

ستی اُس کی طرف دیکھ کر چونک پڑی۔ کیا یہ وہی کملا ہے جو سال پہلے حسن کا عظیم الشان مجسمہ تھی۔ جسے دیکھنے کی طرف چھک رہا تھا۔ وہ آج اتنی دُبلی اور بدصورت ہوگئی ہے۔ کملا نے ستی نے کہا۔ کملا! تو ایسی کیوں ہوگئی؟ یہ تیرا کیا حال ہے؟

بیمار کملا [illegible] میں نے [illegible] تجھے [illegible] ہے؟ میں نے تو تیرا سایہ بھی نہیں دیکھا [illegible] تجھے [illegible] دیکھ رہی ہوں!!

[illegible] ہوں۔ تو جیسی پہلے تھی۔ ویسی ہی ہوں۔

"یہ تو تو کہہ سکتی ہے۔ کیونکہ میں ستی ہوں ..... کہ تو نے انھیں شادی کے بعد پھر کبھی نہیں دیکھا [illegible] تو نہ دیکھنے کے برابر ہے!"

بات کاٹ کر ستی بولی۔ [illegible] تجھ کو ہو گیا ہے۔ اب تیرے ہونٹوں پر میں وہ ہنسی نہیں دیکھتی!

"تو میری [illegible] میں تیرا مُنہ دیکھتی ہوں۔ سچ مچ ستی! تو جیسی پہلے تھی ویسے ہی اب بھی ہے۔ مگر تیرا یہ لباس دیکھ کر میرے دل پر ایک ناقابل بیان چوٹ سی لگتی ہے بہن کہ [illegible] تیری [illegible] ستی کے گلے سے لگ کر کملا نے اُس سے [illegible] مُنہ چھپا لیا [illegible] تھوڑی دیر بعد کملا نے اوپر کو سر اٹھایا ستی نے کہا [illegible] دیا۔"

"ادھر [illegible] بلیدت [illegible] ہے؟

اس کے علاوہ اب میں جاؤں یا آؤں۔ اب میرے آنے جانے میں روک ٹوک کرنیوالا کون ہے!

"کیوں! اور تیرا شوہر!"

کملا کچھ ہنسنے لگی۔ وہ ہنسی بہت کوشش سے قریب معلوم ہوئی۔ پھر کملا نے ہنس کر کہا "شوہر میں ان کی کون ہوں۔ جو وہ مجھے روکینگے۔ اور میرے شوہر [illegible] بہن! عورت تو پھول کی مالا ہے۔ جہاں [illegible] لٹک دی گئی۔ جہاں لوگ [illegible] کہتے وہ ہوتا ہے!"

ستی سر نیچا کئے [illegible] بیٹھی۔ کملا کہتی گئی "بہن! [illegible] جانتی یہ ایک [illegible] ہی ہے۔ لیکن ایجاد [illegible] ہے اسوقت میرے [illegible] عرف مصیبت ہے۔ اٹھانے کے لئے ایشور نے عورتوں کو بنایا ہے۔ سکھ عورتوں کے لئے نہیں [illegible] نہیں رکھتیں!"

ستی کو [illegible] آیا [illegible] دروازہ [illegible] رہی تھی۔ اتنے میں زمیندار گھوڑے پر سوار اُسی طرف سے جا رہے تھے۔ انھیں دیکھ کر وہ ایک طرف [illegible] اور اس نے سوچا کہ [illegible] کے لئے چلا گیا۔ پیچھے [illegible] کی باتیں [illegible] بہن اب میں جاتی ہوں۔"

"ذرا اور بیٹھ۔ پھر معلوم کب ملاقات ہوگی!"

ستی کانپ اٹھی [illegible] کہتے [illegible]

کملا ہنس کر بولی۔ "میں [illegible] کہتی ہوں کہ میں مر جاؤنگی۔ میری ایسی قسمت کہاں! ابھی آکر دیکھتی ہوں۔ کہ تیرے باپ نہیں رہے تو ہوگئی [illegible] آئندہ [illegible] کیا [illegible] نصیب ہوا!

ستی مسکرا [illegible] بیٹھ کر [illegible] سوچتے سوچتے چلی [illegible] جانبخشی [illegible] طرف [illegible] موسم سرما کی طراوت بخش ہوا درختوں کے سایہ میں [illegible] پڑے [illegible] ستی [illegible] ہو کر سر نیچا کئے چلی جا رہی تھی۔ عین اسوقت کوئی ٹھٹک [illegible] ستی [illegible]

ستی [illegible] سے [illegible] کر [illegible] ستی [illegible] کر [illegible] گئی [illegible] ہوگئی [illegible]

مسرت آمیز لہجے میں بولی "ستی! میں آگئی ہوں۔ اگر میں تم سے کچھ کہوں تو کوئی حرج نہیں ہے"
اُس نے کچھ جواب نہیں دیا۔ شرم، خوف اور اسی طرح کے مختلف خیالات ایک
میں ہلچل مچانے لگے۔ وشو پھر بولے۔ "بہن کے ساتھ بات چیت کرنے میں تو کوئی حرج نہیں ہے"
ستی بڑی مشکل سے جلدی کے ساتھ بولی۔ "کیا کہنا ہے؟ جلد کہئے"
وشو مسرت آمیز لہجہ میں بولے "میں نے تمہاری ماں کی سیوا میں کچھ بھینٹ بھیجی تھی۔ وہ
واپس کیوں کر دی؟"
"ضرورت نہیں تھی۔ اس وجہ سے واپس کر دی"
"ضرورت ہو یا نہ ہو۔ مگر ستی اگر کوئی خلوص نیت یا حسن عقیدت سے کوئی چیز پیش کرے تو اسے
کیا واپس کر دینا چاہئے؟"
ستی [illegible] بولی۔ "جو لینے کے قابل نہ ہو [illegible] کہ اُن کے پاس کسی چیز کی
کمی نہیں رہتی۔ اور جہاں تک سمجھتی ہوں۔ ایسے لوگوں کے پاس [illegible] کی
ہم لوگوں نے [illegible] اپنے مدد کی تھی۔ ہم لوگ غریب ہیں مگر جب تک خود [illegible]
تب تک دوسروں کی دی ہوئی بھیک کبھی نہ لینگے!
وشو بہت دیر تک خاموش رہے۔ ستی کو جلتے ہوئے دیکھ کر بھرائی ہوئی آواز سے بولے
مجھے معاف کرو۔ میں نے تو لوگوں کو بھیک نہیں دی تھی۔ یقین مانو میں..... میں تو لوگوں سے خراج
..... بات کاٹ کر ستی بولی "آپ بھی معاف فرمائیں۔ آپ جیسے دردمند اور ہمدرد شخص کو میں نے
سخت بات کہہ دی ہے۔ لیکن سوچئے آپنے اپنا فرض ادا کیا ہے [illegible] تک ہم لوگوں کا کام
کسی نہ کسی طرح چلتا رہے گا [illegible] کسی طرح [illegible] اسکے
[illegible] کیوں ہر کسی دن کسی نہ کسی [illegible] دراز کرنا پڑے گا۔
مجھے معاف کر دستی! میں نے تمہیں اپنی بہن سمجھ کر یہ سوال کرنا چاہا تھا۔
"یہ تو میں سمجھتی ہوں"
اس کے بعد کچھ دور اور آگے بڑھ کر ستی نے [illegible] دیکھا [illegible]
کہہ [illegible] معلوم ہوا ہے۔ آپ ہم لوگوں کے [illegible] بات سوچتے رہتے ہیں [illegible]

کرتی ہوں کہ [illegible] باغ پراگندہ نہ کیجئے پرسوں بھیا آئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے وہ کچھ کام کرتے ہیں۔ آپ دعا دیجئے۔ کہ وہ سدھر جائیں۔ پھر ہم لوگوں کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

"میں بچے دل سے دعا دیتا ہوں کہ وہ سدھر جائے۔ سچ کہتا ہوں [illegible] مگر وہ خیالات اب جاتے رہے۔ یقیناً اب تم اپنے دل میں کوئی کدورت نہ رکھوگی"۔ ستی بولی "نہیں"

گیارھویں ترنگ

ماگھ کا مہینہ تو گنگا نے کسی نہ کسی طرح مرتے جیتے کاٹ لیا۔ لیکن پھاگن لگتے ہی [illegible] سے رفاقت کرنی پڑی بستر درست ہو گئیں۔ ایک تو بیمار دوسرے کڑاکے کی سردی وہ برداشت نہ کر سکیں۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر ستی کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

مفلس کے گھر میں علاج کیسے ہوتا۔ تاہم کوتاہی نہیں کی گئی۔ ڈاکٹر نے فیس اور دوا کے دام کچھ بھیجا ستی نے کوشش کیے جو کچھ تھوڑی بہت جمع پونجی اکٹھا کی تھی۔ وہ [illegible] کا کام کرتا۔ [illegible] مگر شفا عیں اسی مکان پر پڑی تھیں گنگا بار بار لڑکیوں کو منع کرتی تھی۔ اگر اچھا ہوا ہوگا۔ تو [illegible] گی۔ ایسی مخدوش حالت میں تم لوگ اسقدر کیوں خرچ کرتی ہو۔ موقع موقع پر وہ اپنے گھر کا حال پوچھتی تھیں۔ اور کسی کو تو کوئی تکلیف نہیں ہے۔ یہ جاننا چاہتی تھیں۔ ستی کہتی تھی۔ ماں تم اسقدر فکر نہ کرو۔ اگر ایسا کروگی تو مرض اور جڑ پکڑ جائیگا۔ جس طرح آہستہ [illegible] ویسے [illegible] آجائینگے۔ اور فکر دفع ہو جائیگی۔ ماں وہ ایک دن کچھ [illegible] سوچتی رہیں۔ اور بولیں بیٹا نانہ [illegible] گنگا نے کہا۔ [illegible] ہری کے پاس خبر بھیجو

وہ خبر پاتے [illegible] آجائیں گے"

ستی نے ماں سے یہ نہیں کہا۔ کہ کس آدمی کو اس نے ہری کے پاس بھیجا تھا۔ ستی نے کالی دیکر لڑا دیا۔ اس کی حالت دن بدن خراب ہوتی جاتی ہے۔ [illegible] ہوتا جاتا ہے تو بھی اس نے [illegible] ایک [illegible] کر کے [illegible] کالی کو بھیجی ہے کہ [illegible] چند [illegible] [illegible]

ستی نے چپ چاپ آنکھوں سے آنسو پونچھ لئے۔ گھر میں جو کچھ تھا۔ لکڑی کا ننھا پتیل تھا وہ سب ایک ایک کر کے چھپی کے ذریعہ سے بازار میں اونے پونے بکنے لگا۔ اور اس سے گھر کا خرچ اور مریض کی دوا ہونے لگی۔ تاہم ان لوگوں نے کسی کے سامنے دست سوال دراز کیا اور نہ اپنا رونا کسی کے سامنے رویا۔ مفلسی کی وجہ سے وہ کسی کے ہاں جاتی تھی۔ اور اسی وجہ سے کوئی اُنکے گھر نہ آتا تھا۔ کسی کو اُن کی حالت تک سے آگاہی نہ تھی۔

بہار تک ممکن تھا ستی بڑی نفاست سے گھر کا خرچ چلاتی تھی۔ جب دیکھا کہ اب وہ کافی تکلیف ہوگی تب دونو بہنیں آدھا پیٹ کھانے لگیں۔ لیکن اس حالت میں بھی بہت دنوں تک گذر نہ ہوئی۔ چیت کا مہینہ قریب الاختتام تھا۔ مریضہ پہلے سے بہت کچھ اچھی ہو چلی تھی۔ گھر کی ایسی بری حالت ہونے پر بھی ستی کو گویا تاریکی میں روشنی نظر آئی۔ پھر اس نے سوچا کہ مرض سے افاقہ ہونے پر بھی [illegible] روشنی [illegible] پڑھا کرتے کرتے ڈھلتی رات کے وقت ستی اپنی ماں کے بستر کے پاس ہی سو رہی تھی۔ اچانک [illegible] نے ستی کو پکارا۔ ستی! ستی! اُٹھ!! ستی گھبرا کر اُٹھ بیٹھی۔ اور آنکھیں ملتی ہوئی بولی۔ کیوں ماں کیا ہوا؟

"کچھ نہیں۔ بہت برا اور خوفناک خواب دیکھا ہے۔ جی وہ سے جی گھبرا رہا ہے۔ ذرا سینہ پر ہاتھ تو پھیر دے"

ستی ماں کے سینے پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ لڑکی کے نشک اور اداس چہرہ کی طرف دیکھ کر گنگا نے [illegible] سے کہا "بیٹی! مصیبتوں سے نہ گھبرانا" جب دن ہمیشہ برابر جات، مصیبت آنے پر ایشور کو پکارو..... وہی مدد کریں گے۔

ستی تحیرانہ انداز سے بولی "یہ بات! سوتے وقت کیسی کہتی ہو۔ ماں!"

"نہ معلوم کیوں جسم کے اندر ایک عجیب طرح کی ہلچل مچ رہی ہے"

ساوتری کی آنکھ کھل گئی۔ وہ کچھ دیر تک ماں کے پاس بیٹھ کر گھر کا کام کرنے کے لئے چلی گئی۔ جاگ اٹھنے پر پہلے کا ان کھیلنے لگا۔ لڑکا تھا [illegible] میں آکر بولا۔ بہن کچھ کھانے کو دے بھوک لگی ہے۔ کل کے کھانے میں سے تھوڑے سے چاول بچے تھے [illegible] چھوٹی بہن نے بھائی کو [illegible]

بھائی کو دیدیجو۔ اپنے [illegible] تالی میں رکھ کر کھاتے کھاتے باہر چلا گیا۔ ستی نے ماں سے پوچھا "ماں تمہیں بھوک لگی ہے؟"

"نہیں"

"نہیں کیوں ضرور لگی ہے۔ اٹھو منہ ہات دھو کر کپڑے بدل کر کچھ کھالو"

گنگا نے ایک بار لڑکی کے چہرے کی طرف دیکھا۔ کیسے کرم لہجے میں کہا "بیٹی! میں تو کسی طرح زندہ رہونگی۔ یہ سوچتے ہوئے [illegible] نکلیگی۔ لیکن میرے سامنے کالی اور تم بھوکوں نہ مرنا۔ میں بغیر کھائے پیئے [illegible] زندہ رہ سکتی ہوں"

ماں کی بات سنی ان سنی کر کے ستی نے انہیں ہات منہ دھلا کر کپڑے بدلوا کر [illegible] بٹھایا جیٹھانی جی گائے کا دودھ دوہ کر لیک جھک کرتی ہوئی [illegible] گئیں ستی نے پہلے سوچا تھا کہ آج گھر سے باہر نہ جاؤں گی۔ لیکن ماں کی خاطر اُسے ایسا کرنا پڑا۔ اُس نے سوچا جب تک دودھ ہے [illegible] کھا لیں۔ پھر کہیں [illegible] سے کہا۔ تو ذرا آگ جلا میں نہا آؤں۔

کھانے پینے کی فکر سے جب کچھ آزاد ہوئی تب وہ اور اور باتیں سوچنے لگی۔ مگر معلوم ہوا کہ [illegible] دم بھر کے لئے بھی اُس کی قسمت میں بیفکری نہیں لکھی تھی۔ ایک ایک [illegible] تارا پور کی کوٹھی کے منیم جی نے تین سو روپیہ اصل اور اُس کے سود کا تقاضا بھیجا۔ اور کہلا بھیجا کہ اگر روپیہ جلدی نہ بھیجا گیا۔ تو مکان نیلام کر دیا جائیگا۔

اُس [illegible] گنگا سے بستر چھوڑ کر اٹھا نہیں جاتا تھا [illegible] کہاں سے لائیگی یہ سوچکر وہ اٹھی اور دو چار لقمے کھا کر سو رہی۔ تفکرات اور آنیوالی مصیبتوں کے خوف سے اُسے بخار آگیا۔ سارا تن بدن تپ رہا تھا۔ اُس کے ماں کے پاس بیٹھی رہی۔ گرمستی سے بیٹھا نہ گیا۔ اُسنے ایک ٹوٹے پھوٹے کمرے میں جا کر [illegible] سونے کے لئے؟.....

نہیں وہ سوچنے لگی۔ کہ تمام مصیبتیں کیسے [illegible] پیٹ کیلئے انہیں صرف تیرے لئے مر کیسے جا کر کہوں کہ [illegible] کچھ سو روپیہ [illegible] کیا ایسا کوئی درد رس مرتا [illegible] شرم [illegible] بات کہہ [illegible] سوچنے لگی کہ کہنے کی ضرورت [illegible] کیا ہے۔ وہ دینی ہو گی تو وہ خود [illegible] کیا [illegible]

بھیک مانگنے والوں کی طرح کسی کے مدد کے سہارے ہی اُس کی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ کیا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔

سمادتری نے کہا جی جی پانی آگیا۔ کپڑوں کو اُتار کر اندر رکھ دے۔ میں ماں کے پاس بیٹھی ہوں۔

ستی نے دروازہ کھول کر دیکھا۔ اس کے دل میں چلن بھی نہ تھا کہ شاید آسمان سے [illegible] اور شدکام زمین بھی اُس کے [illegible] کے لئے کافی ہے۔ کپڑوں کو اتارتے وقت اُسے یاد آیا کہ گھر میں پانی نہیں ہے۔ اور تمام رات آندھی پانی [illegible] صفائی کے بغیر کیسے لاموریت [illegible] لانے کیلئے تالاب کو چلی اُسے گھڑا اُٹھائے [illegible] نہیں توماں کے پاس بیٹھ میں ابھی آتی ہوں۔

ستی پانی میں اُتر کر اور گھڑا بھر کر جونہی اُسے اُٹھانے لگی [illegible] دیکھا۔۔۔ سامنے ہی ایک شخص کھڑا ہے۔ یہ کون ہے غضب کی نگاہوں سے دیکھ رہا ہے [illegible] ہے [illegible] مگر مُنہ سے آواز نہ نکلی۔ وہ پانی میں چھلانگ [illegible] نریندر ہنسکر بولا "ڈر تی کیوں ہو۔ سندری میں کوئی شیر ہوں۔ خطرناک [illegible] ہے [illegible] کیوں دیا کیوں؟"

ستی نے غصہ اور غضب میں آکر کہا "بھلا چاہتے ہو تو ابھی یہاں سے چلے جاؤ ورنہ [illegible]"

"نہیں۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ کیا بیوقوفوں کی طرح باتیں کرتی ہو۔ سُنا تھا کہ تم بڑی عقلمند اور سلیقہ شعار [illegible] کشتی کو کیوں پاؤں سے ٹھکرا رہی ہو۔ [illegible] کہ تم رانی بن کر رہو گی۔ سُنا ہے۔ کل تمہارا امکان تو قریب ہونیوالا ہے۔ تب تم سب کہاں جاؤ گی۔ [illegible] نریندر کے [illegible] کے سامنے کھڑا ہے۔ پاپی نے کہا [illegible] کے کر رستے رستے بھیک مانگنا اچھا ہے۔ یا میری بات پر [illegible]

ستی سے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ ڈھانپ لیا۔ نریندر نے دیکھا کہ اس کی دونوں [illegible] ہے
حوصلہ آمیز لہجہ میں بولا۔ مجھے ہری سے تم لوگوں کا حال ملتا رہتا ہے۔ جب دن سے میں نے تمہیں دیکھا ہے
اس وقت سے تمہارا نام میری زبان پر [illegible] ہے۔ جب [illegible] وقت تمہارا نام جپتا ہوں۔ اگر تم میری
بنتا قبول کرو تو [illegible] میں تمہارا کایا [illegible] تو [illegible] ہے
[illegible] دینے کے لئے تیار ہوں۔"

ستی گڑگڑا کر بولی:۔ "تم یہاں سے جاؤ..... جلدی چلے جاؤ۔ ورنہ میں پانی میں ڈوب مروں گی۔"

اچھا تو میں چلتا ہوں۔ کیا کل پھر اسوقت آؤں؟ بڑے زور کی آندھی آنے والی ہے۔ جاؤ گھر چلی
جاؤ۔ ستی بولی:۔ پہلے تم چلے جاؤ۔ تب میں پانی سے باہر نکلوں گی۔"

کیوں! میں کیا سانپ ہوں۔ جو پاس آنے سے ڈس لوں گا۔ اچھا اب میں چلتا ہوں!"

نریندر [illegible] ستی تھر تھر کانپ [illegible] کہ گویا انسان
کا سب کچھ ستیاناس کر دینے والا عفریت سوز بلا اسے اپنے جال میں پھنسانے آ رہا ہے۔ کیا اچنبھا کہ ستی
اس کی [illegible] سکی۔ اس کے آگے پیچھے کالے کالے بھوتوں کا ایک گروہ محو رقص ہے اسی
[illegible] اسے انگلی ہلانے تک کی ہمت نہیں ہوئی۔

یکایک اس نے [illegible] طرف دیکھا کہ کوئی دوڑتا ہوا [illegible] رک گیا۔
اس کی نظر ستی کی طرف تھی۔ ستی نے پہچان لیا۔ کہ وہ وشو ہے۔ اس نے سمجھا کہ وشو نریندر کو
[illegible] نریندر دیکھ لیا ہے۔ اس کے [illegible] میں ڈوب مروں گی
بچانے تھا [illegible] گیا۔ [illegible] کو دانتوں سے ہونٹ کاٹ کر گھر چلی گئی۔

اب اس کے بدن میں رعشہ نہیں تھا۔ اس کا [illegible] مثل تھا اسے دیکھ کر ساوتری
نے کہا۔ [illegible]
"میں [illegible]
"کپڑے بھیگے ہوئے ہیں معلوم ہوتا ہے۔ تو نے [illegible]
"ہاں"
[illegible] کھینچی"

وشو کی موسی کو دے آ!

آم دیکر واپسی میں ساوتری نے کہا۔ ماں! وہ گنگا مشن کرنے کے لئے جائینگی۔ کہتی تھیں کہ اگر تمہاری ماں کی طبیعت ٹھیک ہو تو میں تمہاری ماں یا بہن کو اپنے ساتھ لیجاؤنگی۔ ماں وہ میری بہت آدر خاطر کرتی ہیں۔ اور بڑے پیار سے بولتی ہیں۔ مجھے تو بڑی شرم لگتی ہے۔

گنگا چپ ہوگئی۔ ستی نے بھویں سکوڑلیں۔

بارھویں ترنگ (۱۲)

بہت دنوں سے وشو نے کوٹھی والوں کے [illegible] کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی ان لوگوں سے ان کے خیالات ملتے تھے۔ کوٹھی کی شرکت [illegible] مغلا کی تجارت کرلی تھی۔ اور بہت سی جائداد خرید کر اپنا کاروبار اور بھی بڑھالیا تھا۔ اس کے [illegible] ڈانگا کی طرف سے کئی اچھے اچھے [illegible] گاؤں میں آباد کیا تھا۔ اور ان سے کپڑے جو اکر کلکتہ بھیجا کرتے تھے۔ [illegible] ایک نہایت شاندار دوکان کھولدی تھی۔ جو اچھے منافع سے چلتی تھی۔ انہیں کاروبار میں [illegible] طرح سے روپیہ کھینچنے کا گر وہ بہتے تھے۔ کیونکہ بغیر روپیہ کے بھی کام کے لوگوں کی مدد کیونکر ہو سکیگی۔

گاؤں میں بہت سے لوگ مفلس تھے۔ مگر بغیر مانگے ہوئے انہیں کچھ دینے کی جرأت نہ ہوتی تھی [illegible] کاروبار کا تجربہ اچھی طرح سے کرادیا تھا۔ اس لئے اب انکی توجہ گاؤں والوں کیطرف تھی وہ اپنے کاروبار اور نئی نئی باتوں کے کی اُدھیڑ بن میں لگے رہتے تھے۔

وشو موسی کو گنگا سنان کراکے پانچ دن [illegible] دھر موسی کو [illegible] لگے۔ [illegible] بغیر دکھائے [illegible] لگے۔

وشو کہہ رہے تھے۔ موسی کی طرف [illegible] پوچھا کیوں!

[illegible] کہ ستی ابھی تھی [illegible] کو دکھ ہوتا ہے۔

[illegible]

گنگا نہا کر آئی ہوں۔ اسی لئے ان کی ماں نے مجھے دیکھنے کے لئے بھیجا ہوگا۔"

وشوادر کچھ نہ بولے۔ کھا پی کر اپنے کمرے میں چلے گئے، نہ معلوم وہ کس فکر میں غوطہ زن تھے اور کن خیالات کی الجھنوں میں گرفتار تھے۔

ان پورنا نے کہا، چراغ میں تیل نہیں ہے۔ مجھے اٹھا دے میں تیل ڈال دوں۔

"میں سوتا ہوں۔ اب روشنی کی ضرورت نہیں" یہ کہکر وشو پڑ رہے۔ وہ جس مشکل الجھن میں پھنسے تھے اس سے انہوں نے فضول اور غیر ممکن سمجھ کر دل سے دور کر دیا۔ اور سو رہے۔

صبح ہاتھ منہ دھونے کے بعد وہ اپنے کتبخانہ میں آئے۔ انہیں یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ ایک انگریزی کتاب کو کسی نے سنسکرت ساہتیہ گرنتھ کے اوپر لاکر رکھ دیا ہے۔ یہ علم میرے بات کا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ موسی بھی کبھی اس مکان میں آتی ہے۔ کتاب پر جو دھول جمی ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز اس کے اوپر کئی روز سے رکھی ہوئی ہے۔ کتاب کے اندر ایک کاغذ پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے پڑھا۔ نیچے کسی عورت کے دستخط ہیں۔ لفافہ پر لکھا ہوا تھا۔

"پیاری بہن کی خدمت میں"

یہ کیا؟ یہ خط کس نے لکھا؟ وشو نے دماغ پر زور دیا۔ کچھ یاد آتا ہے۔ اور مختلف قسم کے خیالات دماغ میں چکر کھانے لگے۔ پھر شروع سے پڑھنے لگے۔

"میرے خیال میں آپ کو پہلے سے بتا دینا چاہیے کہ میرا نام ستی ہے!" لکھنے کو تو بہت سی باتیں لکھنی ہیں۔ مگر اب مجھے شرم آتی ہے کہ لکھنے ہوں اور کچھ لکھ جاؤں گی۔ پہلے اس خوف سے کانپ رہی ہوں۔ اس وقت مجھے شرم آتی ہے کہ کچھ لکھ جاؤں گی۔ عبارت چست بنانے کی فکر کون کرے۔ آپ مجھے اس کے لئے معاف کریں گی۔ مجھے امید ہے

نہیں کرنے کیلئے میں کسی سے کچھ بھی نہیں کہے جاتی ہوں۔ آپ میرے لئے دکھ سے کوئی ایسے
بھی نہیں کہ آپ سے میں بات کہے بغیر کام نہیں چلتا۔ دنیا کے روبرو میں بے قصور اور بلزم ہی ہو کر چلی گئی
آپ سے یہ سب باتیں کہے بغیر میں یہاں سے نہ جا سکی۔ کیوں؟ اس کا سبب میں نہ سمجھ سکی۔

پانچ دن ہوئے۔ جس دن آندھی آئی تھی۔ اس دن تیسرے پہر تالاب [illegible] ہوگا
اس دن جسے آپ نے جلتے ہوئے [illegible] کا زمیندار نریندر ناتھ تھا۔ اور تالاب کے
پانی میں جو عورت بیٹھی ہوئی تھی وہ میں تھی۔

یہ تو آپ ضرور سمجھ گئے ہونگے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے آپ نے اس پر غور نہیں کیا۔ کہ اس دن
جیسا موقع کیوں ہوا تھا۔ جس طرح اور لوگ اس قسم کا نظارہ دیکھ کر جیسا نتیجہ اخذ کر لیتے ہیں ویسا
آپ نے کیا ہوگا۔ مگر کیا آپ نے غور کیا ہے۔ کہ ایک شریف گھریلو لڑکی کیلئے یہ کام ممکن ہے۔ یا نہیں؟
میں یہ خط اپنی [illegible] لئے نہیں لکھ رہی ہوں میں موردِ الزام ہوں۔ نے
الحقیقت میں اس پاپی [illegible] کے پھندے میں پھنس گئی ہوں۔ اب مجھ میں طاقت نہیں ہے کہ میں
اس دام سے اپنے کو بچا سکوں۔ لیکن سنئے۔ یہ کیسے ہوا؟ اس نے جو کچھ چاہا تھا میں نے اس سے
بھی کہیں زیادہ اسے دینے کا ارادہ کیا ہے۔ اس نے تو صرف میرے جسم کی خواہش کی تھی۔ مگر میں نے
[illegible] ہے۔ بہت ہوتا تو وہ میرا ایک جنم ایک کرتا خراب کرتا۔ مگر میں نے اس محبت کے
دیوتا کے پیروں پر اپنا جنم جنمانتر سورگ لوک پرلوک سب کچھ دان کر دیا ہے۔ تب کیسے
کیا جا سکتا [illegible] میں نے اس کی امداد بطور احسان قبول کی۔

اب صاف صاف کھول کر کہتی ہوں۔ وہ مجھے بہت روپیہ دینا چاہتا تھا۔ میں نے جس دن سے اسے دیکھا
تھا۔ اس کے بعد سے [illegible] میں نے اگر دروازہ پر نوٹس لگا دیا کہ تین
دن کے اندر مکان چھوڑ کر چلے جانا ہوگا۔ اسدن ..... دوپہر میں وہ مجھے آیا۔ میرے [illegible]
ہزار روپے کے نوٹ رکھ دیئے۔ اور میں نے وہ لے لئے۔ آج [illegible]
[illegible] ..... یہی طے پایا ہے۔ سمجھے علی ..... آج عصر [illegible]
..... لیکن اس کے پاس نہیں ..... اور ہی ایک شخص کے پاس!
نہیں [illegible] یا ظالم! نہیں جانتے کہ [illegible]

جو ہو۔ میں انہیں کے ہاتھوں سے سزا پاؤں گی۔ دنیاوی لوگوں کے ہاتھوں سے نہیں۔ آج اگر پاپی نریندر مجھے اس بلا میں نہ پھنساتا۔ اس طرح تڑپ تڑپ کے دروازے تک گھسیٹ کر نہ لیجاتا۔ میں جسوقت دنیا کے دکھوں اور چوٹوں سے مضمحل [illegible] کیا مجھے کبھی مرنے کا خیال ہوتا؟..... نہیں کبھی نہیں!

کل میرے بھائی بہن اور ماں..... سب بغیر مکان کے راستے کے فقیر ہو جاتے۔ لوگوں کے طعنے تشنے سہتے۔ یا بھوکوں مرجاتے..... بھلا یہ دکھ مجھ سے کیونکر دیکھا جاتا۔ [illegible] مایا کے ایسے میں ان لوگوں کو کیونکر بھول جاتی؟ اور اس لالچ کیلئے [illegible] دکھ پاتی رہے گی۔ کیا اسی خوف سے میں خودکشی کرنے سے باز رہوں۔ دکھ کو تو میں اپنا جم کا ساتھی جانتی ہوں۔ وہ تکلیف کیا اس سے بھی زیادہ سخت ہوگی۔ اگر ہو بھی تو اس سے میں انہیں چھڑا سکتی لوگ میرا نام رکھینگے بلا سے اس سے کیا؟ میرے بھائی بہن ماں۔ یہ تو کل سے سکھی ہو جائیں گے رہنے کچھ دن تو سکھ سے کہ [illegible] پھر اس کے بعد ممکن ہے۔ کہ بھگوان [illegible] دیا لو بھی ہو جائیں۔ یہ میں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ کہ میں [illegible] کرنے کے لائق نہیں جس اس لئے [illegible] دنیا سے رخصت ہونی ہوں بھولی بھالی ساوتری کو میں نے سمجھا دیا ہے۔ کہ یہ روپیہ میں نے کہیں پڑا پایا ہے۔ اور اس کے لینے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ وہ میری بات کو لفظ بلفظ سچ جانتی ہے۔ اس لئے وہ ایسا ہی سمجھ گئی ہے اور سر پر آئی ہوئی مصیبت [illegible] سے۔ اس کے ہونٹوں پر ایک مسرت آمیز مسکراہٹ جھلک رہی ہے۔ میں نے اسے بہت دنوں سے اسقدر خوش نہیں دیکھا۔ وہ بیچاری نہیں جانتی کہ یہ روپیہ [illegible] ہے۔ بدایشور [illegible] مرنے کے بعد [illegible] تم کہو گے۔ کہ اس یکایک آئی ہوئی مصیبت کی [illegible] تم کہہ سکتے کیونکہ تم بہت [illegible] تم نے کئی بار ہم جیسے بیکسوں کی مدد کی ہے۔ مگر اب اور نہیں [illegible] میں [illegible] کی طرح [illegible] میں [illegible] نہیں چاہتی۔

میں بہت باتیں لکھنا چاہتی تھی..... لکھیں بھی بہت سی باتیں..... مگر [illegible]

باتیں باقی ہیں۔ انہیں بھی ختم کر دوں گی۔ نہیں یاد ہوگا۔ تم نے ایک مرتبہ ہم کو روپیہ پیسہ دیا تھا۔ ہم نے آپ سے لئے تھے۔ لیکن میں نے وہ روپے نہیں لئے تھے۔ کیا واقعی تم سمجھتے ہو کہ ہم [illegible] نہیں تھی۔ نہیں یہ بات نہیں ہے۔ مگر تم ہمارے کون تھے جو تمہاری مدد ہم قبول کر لیتیں۔ تمہیں تو یاد ہوگا۔ اگر تم چاہتے۔ تو مجھے سب کچھ دے سکتے تھے مگر یہ سمجھ کے تم ہم لوگوں کی مفلسی دیکھ کر مدد کرنے آئے۔ پھر تمہاری وہ مدد ہم لوگ کیسے [illegible] آج فخریہ کہتی ہوں۔ یہی پہلا اور آخری موقع ہے۔ جبکہ یہ بات میں اپنے منہ سے نکال رہی ہوں۔ میں تمہاری بیوی ہونے کے کسی طرح ناقابل نہیں تھی۔ تم بھی تم نے مجھے قبول نہیں کیا۔ اگر کسی طرح قبول کر لیتے۔ تو میں سمجھتی کہ [illegible] محبت کا [illegible] ہر [illegible] تمہارے قابل بننے سے ترقی ثانوی نہیں کی۔ مگر یہ بات [illegible] سے [illegible] تھیں [illegible] ہم [illegible] تمہیں [illegible] ہے۔ اس کا [illegible] اگر [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] کر [illegible] ہے [illegible] کہ محبت کے اس دلنواز [illegible] سکھ بھرا پڑا ہے۔"

اچھا [illegible] ہوتی ہوں اور اس زندگی میں الوداع کہتی ہوں کیونکہ [illegible] ہوتے ہوگے۔ اور سمجھتے ہوگے کہ [illegible] ہوں۔

عورتیں [illegible] کر سکتی ہیں۔ وہاں تک برداشت کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی [illegible] دنیا میں نے تمام دکھوں کا شوق سے خیر مقدم کیا۔ لیکن دیکھتی ہوں کہ [illegible] سمندر کا کہیں کنارہ نہیں ہے۔ اس لئے اب اس زندگی کے برت کا [illegible] ہے۔ قسمت کے پھیر میں پڑ کر مجھے [illegible] نوکری [illegible] کرنی پڑی ہے۔ شریف گھر کی عورتیں جس بات کو سن کر [illegible] کانوں [illegible] اس بات کو میں [illegible] ہوں۔ ہوشیاری اسی [illegible] ہے۔ بہت پیاری معلوم پڑتی ہے۔ سب لوگ مجھے [illegible] تم مجھے [illegible] جگہ دیتے۔ تو آج میری [illegible]

ہنسنے کی لڑکی ہوں خواہ کتنی مصیبتیں آئیں۔ تو بھی ہم ... میں اپنے کو ...
... حالات کے مطابق بنا لیتی ہیں۔ تمہاری ہوسی کی بچی سیدھی سادھی لڑکی ہے دل میں جو
امید میں جاگ اٹھی تھیں۔ اُسے کوئی مہینے کے اندر ہی میں ... دور کر دیا تھا۔ اگر ہو سکتا۔ تو کملا
کی طرح کی باتیں تمہیں یاد آتی ہے ... کی طرح ... کچھ بھولا بھی سکیں
ایشور نے میری قسمت میں وہ نہیں لکھا تھا مطلق ... یا مجسم منقش ہو جاتا ...
... ہمیشہ ... ہوں۔ آج تم سے سچ کہتی ہوں کہ میں ...
... نکالی کر نہیں دیکھنے کا موقع بھی ... مگر آج ...
... کا نہیں ہے ... کرونگی۔ اسی لئے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم میرے ... آکر ...
... بہت سخت باتیں لکھو گی۔ تم پر زیادہ غصہ کا اظہار کرو گی
لیکن ... آج وہ سب جذبات ... میرے دل سے دور ہو چکے ہیں۔ دنیا کے
کسی شخص پر ... کوئی نہیں کسی پر ... مگر تمہارے ...
استقدر ... ہو گیا تھا ... نہیں کہہ سکتی۔

آج میرے دل میں کسی بات کا غبار نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں۔ کہ میں نے ... جو
تم سے ... نہیں کی۔ کیا تمہارے اوپر مجھے غصہ کرنا چاہئے تھا؟ مگر جو کچھ ہو چکی اب لوٹ کر آ نہیں سکتا
اسوقت صرف ... کھانا جس میں ... کسی طرح آفت نہ
آئے۔ اگر ہو سکے تو ... سدھ پر ... کوشش کرنا ... ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ میرے دنیا چھوڑنے ... کی حالت سدھر جائے گی۔ ان کے ... ہو جائیگی

تم اسپر ... کسی طرح کا ... خط ... کرے تم خوب سمجھتی ہو۔ اگر ... کی
کہ شادی ... ہے ... اچھا تو اب میں چلی۔ پرنام!

شیخ

تیرھویں ترنگ

خط پورا ہو گیا۔ تو بھی وشو تصویر حیرت بنے کھڑے رہے۔ ان میں غور و خوض کی بھی طاقت باقی نہ رہی تھی۔ وہ جتنی دیر تک خط پڑھتے رہے۔ اُتنی دیر تک تو انا ڈی تیراک کی طرح پانی پانی میں تیرتے اور ڈوبتے رہے۔ اور اس وقت اگر یہ [illegible] پاتال میں چلے گئے۔ ہاتھ پاؤں ساکت ہوئے۔ ان میں گویا کوئی طاقت نہ رہ گئی۔ ہلنا جلنا بھی محال ہو گیا۔ گویا وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے تھے۔ [illegible] کچھ نہ دکھائی دیتا۔ وہ بالکل ساکت ہو گیا تھا۔

یکایک کمرے کے باہر اتنی پونا کی آواز سنائی دی۔ وہ گویا [illegible] دشو دشو! اگر دشمنے کچھ [illegible] ہی تھی۔

[illegible] پونا نے گھر کے اندر داخل ہو کر کہا۔ وشو تو گھر ہی میر [illegible]

[illegible]

[illegible] کھڑا ہے [illegible] وڑ جا۔ اب بھی فکر [illegible]

"کیسے بنگا؟"

[illegible] سنا ہے؟ رام شنکر کا مکان مہاجن نے قرق کرا لیا ہے آج [illegible] گھر پر [illegible] کر ماں دیکھ کر آتی ہیں۔ کہ [illegible] نے مکان گھیر لیا ہے تھوڑی دیر میں وہ سب کو باہر پکڑ کر نکال دینگے اور پھر وہ بیچاری گلیوں گلیوں ماری پھرینگی۔ جا [illegible] پیچھے پیچھے [illegible] پہلے پہنچکر ان کو تو روک آ [illegible]

وشو نے آنکھیں پونا کر [illegible] کی آنکھوں سے تیزی کے ساتھ آنسو بہنے لگے۔ [illegible] کی بھی آنکھیں بگوں ہو گئیں۔ [illegible] ہنسکے۔ اس لئے فوراً وہاں سے دوڑ گئے۔

[illegible] اندھیرا ہی گھر میں گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ [illegible] آواز آ رہی تھی۔ پنڈت [illegible] کی آواز

انتہا نہیں ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم میں خودداری اور عزو اسقدر ہے۔ ان کی بھی [illegible]
چاہتے ہم لوگ ہمسایہ تھے۔ کبھی تو ان لوگوں نے ہم سے کچھ نہیں کہا۔ کیا کچھ کہنا نہیں چاہتے تھے
غریب کا ٹوٹا ہوا دماغ اور نشہ کو دیکھ کر ایک شخص نے کہا "کیوں بابو اب ہم لوگوں سے [illegible]
اور یہ بھلے مانس بھی اپنی وقعت کھو نہ سکتے ہیں۔ ہمیں اس میں ہاتھ ڈالنے کی ضرورت نہیں
چلو بابو صاحب مشورے سے بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ ان کے کانوں میں گویا اور ہی طرح کی
آواز آ رہی تھی۔ [illegible] جلدی جلدی دروازہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر ہاجی نے بڑھ کے
ہوئے راستہ چھوڑ دیا۔ اور ایک کنارے ہو گیا۔ ساتھ ہی سپاہی بھی راستہ چھوڑ کر ایک طرف
جس کمرے سے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ وہ شور مسمی کمرے کی طرف گئے۔ وہاں جا کر
انہوں نے دیکھا کہ [illegible] بیٹھی ہوئی مندر روتے چلا رہی ہیں۔ کمرے
میں [illegible] کالی زمین پر پڑے ہوئے۔ بلک رہے ہیں۔ اور کچھ کسی کو زور سے
ہوئے [illegible] آ کر اس جگہ کھڑے ہو گئے اور بجائے [illegible] پکار کر
[illegible] آواز [illegible] ان کی طرف آنکھیں اٹھا کر
[illegible] ہی گیا۔ [illegible]

وشو ناتھ نے [illegible] پوچھا۔ کیا ہوا؟

[illegible] کچھ [illegible]

[illegible] ہو گئے۔ اور [illegible] علیحدہ کرنے لگے۔ اسوقت
[illegible] ہوئی [illegible] ہے؟ [illegible]
[illegible] تجھے تھوڑی دیر [illegible]
[illegible] دیکھتے [illegible]
[illegible] ہوئے [illegible] ہوں؟ [illegible]
[illegible] آج کیا میری [illegible]
[illegible] ہو [illegible]

سمادھی میں سوئی تھی۔ اس سمادھی کو توڑنے سے قصوروار ملزم کی طرح سزا بھگتنی پڑے گی۔ یشو کی یہ حالت دیکھ کر ساوتری اٹھ کر آئی اور دونوں ہاتھوں سے ستی کو پکڑ کر [illegible] آنسو بہاتی ہوئی آواز سے بولی "دیکھئے [illegible] ..... اب کچھ امید نہیں۔ تمام بدن برف کی طرح سرد ہے" وہ بولے ..... بدن بالکل سرد ہو گیا ہے۔ کہیں کچھ نہیں ہے!!

"وشو میٹا! کیوں فضول خواہش کر رہے ہو۔ دیر میں ہستی بہادر نیوالی نہیں ہے۔ [illegible] دن میں [illegible] برداشت کر کے [illegible] کسی سے بھی [illegible] نے اپنی [illegible] اگر [illegible] جب ناقابل برداشت ہو گیا۔ تو وہ چلا [illegible] بھی [illegible] نے کسی کو یہ کہنے کا موقع نہیں دیا کہ ابھی کچھ [illegible] تھوڑی [illegible] ہو چکے۔ آج اس کی [illegible] چھوڑ گئی [illegible] ٹھنڈا دل اپنے [illegible] زندگی بھر [illegible] میری پیاری [illegible] سو رہی ہے [illegible] کریں اسے [illegible] دیکھ لیں [illegible] تمام مکان [illegible] بھر گیا۔ یہ کیا ہوا؟ کیسے ہوا؟ کیسے سری اکیا کھا کر [illegible] کس دکھ سے [illegible] لوگوں [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] سرہانے سے دوا کی [illegible] اور کاغذ اور [illegible] کاغذ میں لکھا [illegible] خودکشی کے متعلق [illegible] ایسے مہاپرش کے [illegible] ہم لوگ جاتے ہیں۔ لیکن کل [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible]

لکھ کر اور وشو کو دے کر وہ چلا گیا۔ وشو نے وہ کاغذ اپنے پاس ہی رکھ لیا۔

انھیں مکان کے اندر آتے دیکھتے ہی لوگ چاروں طرف سے سوال کرنے لگے۔ تب وشو نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ جہاز پر شراب تھا۔ اس وجہ سے کچھ دنوں کے لئے اور ٹھہر گیا ہے۔ مگر لوگوں کو اس سے ایک طرح کی ناامیدی ہی ہوئی۔ وہ بولے "اب ادھر کیا ہوتا ہے۔ خبر داروغہ کو خبر دیئے تو کام نہیں چلیگا۔ کمپنی نے خبر بھیجی ہے۔ داروغہ آتے ہی ہونگے۔" تھوڑی دیر کے بعد داروغہ صاحب بھی پہنچے۔ وشو چپ چاپ بیٹھے رہے۔

ڈاکٹر اور داروغہ کے ساتھ ہی آ پہنچے۔ وشو کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے۔ وشو نے انکے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے ان کے ساتھ مکان کے اندر گئے۔ [illegible] ڈاکٹر صاحب بیٹھ چپ مردہ جسم کا امتحان کرنے لگے۔ [illegible] پھر وشو نے دیکھا کہ ستی کا شانت اور خوددار چہرہ نیلا پڑ گیا اور زہر سے سیاہ ہو رہا ہے۔ چہرے پر ایک خوفناک پیبت کی نیلی حرسی لگی ہوئی ہے۔ [illegible] وشو نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

ڈاکٹر نے وشو کے پاس آکر آہستہ آہستہ بہت سی باتیں کہیں۔ [illegible] وشو نے ہی سمجھنے کو کوئی بات کہنے یا کرنے کی ان میں طاقت نہ تھی۔ [illegible] وشو باہر آ کر وشو پاس بیٹھ گئے۔

مرنیہ کو سب لوگوں نے بہت دیر تک دیکھا۔ دیکھتے ہیں کہ [illegible] زہر کی وجہ سے موت ہوئی ہے۔ خودکشی کی گئی ہے۔

داروغہ صاحب بولے "یہ دوا کس کے دواخانے سے آئی ہے۔ دیکھتے ہیں۔ ہرے بابو کے دواخانہ کا نام ہے۔ کہاں سے آئی کیونکر آئی"

ڈاکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ [illegible] اس لئے یہ دوا منگائی گئی تھی۔ دوا کو کھا کر ہو گیا۔ اس لئے پڑی رہ گئی۔ [illegible] تو تھوڑی [illegible] تھی۔

وشو سمجھ گئے [illegible] کاشنی سکتے گئے۔

[illegible] وشو کے پاس آ کے کھڑے ہو گئے اور وشو سے پوچھا۔ فرض تو ہمارا یہی ہے۔ کہ مرد ہسپتال میں بھیجا جائے آپ کیا کہتے ہیں وشو نے آنکھ اٹھا کر تیز لہجہ میں بولے۔ جہاں تک ممکن ہوگا میں آپ کی خوشی کرنے کی کوشش کروں گا آپ اسے میرے گھر [illegible] سمجھیں کہ آپ اس مصیبت میں میری مدد نہیں کریں گے؟" کرشنا "مجھے کوئی انکار نہیں۔ میں تو معمولی موت کی [illegible] کہنے کو تیار ہوں" [illegible] وشو کو مٹھی میں کرتے دیر نہیں لگی "ہیضہ سے موت ہوئی ہے" یہی کہہ دیا گیا۔ ہاروشو اور ڈاکٹر چلے گئے۔ گاؤں کے لوگ اپنا اپنا کیا ہوا کہہ کر طرح طرح کی باتیں کرتے چلے گئے۔ بعض بعض بہت بیمار ہو کر اپنی ہمدردی و پاک نفسی کے ثبوت میں وشو کی بڑی تعریف کرنے لگے۔ اور اس بات کا ثبوت دینے لگے۔ کہ اسوقت [illegible] بہت تنگ تھا اگرچہ ہمارے پاس [illegible] یہ تھیں وشو [illegible] تھے۔ ہاروشو کو کچھ [illegible] کرتے۔ کوئی کانوں کان بھی [illegible] بعض کہتے تھے "یہ سب اسکی موت کا نوشت ہے۔ [illegible] ضرور ہے وہ [illegible] اس تنہائی میں کس سے لڑکے سے بھلا کیا ہو سکتا تھا۔ بعض بعض کچھ اور ہی سوچتے وچارتے نہایت [illegible] ہاروشو کے جنازے کو سر جھکاتے ہوئے چلدیئے اور سیدھے اپنے اپنے گھر پہنچے۔ کیونکہ وہاں رہتے سے شاید مردہ اٹھانے کے جھنجھٹ میں پڑنا پڑتا۔

وشو اپنے تین برہمن نوکروں کو [illegible] انہیں آنگن میں کھڑے کر کے آپ مکان کے اندر [illegible] ہاروشو کی لاش پر نظر پڑی اسکے منہ کی طرف دیکھ کر چپ چاپ کھڑے ہو گئے۔ [illegible] سمجھ گئی [illegible] نے تیز اور تلخ لہجہ میں [illegible] کے پیچھے [illegible] پہنچا ہوگا۔ ہم لوگ اسکی [illegible] کے لئے بھی موقع نکالیں [illegible] لوگوں کو [illegible] نہیں ہے۔ [illegible] گھر کی چیز ہے۔ [illegible] کے پاس.....

[illegible] میں نے اس کی شادی [illegible] گاؤں [illegible] کاموں [illegible] کرتے [illegible] بنانے [illegible] لے لئے [illegible] کے بھیس میں [illegible] جانے [illegible] کہیں گے؟.....

[illegible] پرانے دیکھا کہ اسوقت سمجھانا بجھانا سب فضول ہے۔ اس [illegible] ساوتری سے کہا۔ ساوتری آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ ساوتری دوڑی ہوئی آئی۔ اور ستی کے مُردہ جسم سے لپٹ کر بڑی حسرت آمیز لہجہ میں بولی۔ ہُوا ایسی بات مت کہو۔ میری چچی کو اٹھا جائے گی۔ وہ تو کبھی کہیں نہیں گئی۔ پھر آج کیوں جانے گی۔ ہم لوگوں کو چھوڑ کر وہ کہاں جائے گی!

یہ دیکھ کر برہمن اور پرانے نے کہا۔ ہُو کیا کرتی ہو۔ جوگی سو گئی۔ اب اس کو آرام کرنے دو۔ اور انہیں بجاؤ گنگا کے کنارے بیٹھ گئی۔ اُس نے گھونگھٹ کھینچکر مُنہ ڈھانپ لیا۔ اور ساوتری کو ایک طرف ہٹا دیا۔ پھر وہ ستی کی نعش کو گود میں لے کر اُس کے مُنہ کی طرف [illegible] نگاہوں سے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگی۔ [illegible] جس پر موت کا زبردست سایہ پڑا ہُوا تھا۔ [illegible] اور اس کے ہونٹوں کو چومتے ہوئے کہنے لگی۔ ہائے ستی! ہائے تو جاتی ہے۔ اچھا تو جا! میرے پاس رہ کر [illegible] اب [illegible] گود میں جا۔ اور چھوٹی سی ستی بن کر سو جا۔ میں [illegible] ایک [illegible] مرتبہ تجھے بھی ماں کہکر پکارتی جا! ہائے اکل رات کو میرے پاس [illegible] تجھے [illegible] چھوڑ کر کہاں چلی جائے گی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو مجھے چھوڑ کر چلی جائے گی۔ [illegible] تجھے [illegible] کبھی [illegible] ہمیشہ کے لئے مجھ [illegible] بچ مچ ہی وشو کے چرنوں میں لڑکی کو [illegible] ساوتری [illegible] اور تینوں برہمن [illegible] ساوتری روتی ہوئی آئی۔ اور [illegible] کی [illegible] کر [illegible] وشو کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ [illegible] ساوتری کو پکڑ کر کسی [illegible] اسے سنبھالو۔ اور [illegible] کے ساتھ [illegible] جب تک [illegible]

گنگا نے ساوتری کو سینہ سے لگا کر کہا۔ ساوتری! ساوتری!!"

"ہاں اجی جی!! جو کچھ کہنا ہے"

وشوکالی کو لئے ہوئے لاشہ کے ساتھ دریا کے کنارے پہنچے۔ چتا سہائی گیند بان نے آگ دی دشوا یک ٹک کھڑے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے۔ چتا سے آگ کے شعلے نکل نکل کر ہوا دھو دھو کا ناچ ناچ رہے تھے۔

چودھویں ترنگ

[illegible] نے گنگا سے کچھ دنوں کے واسطے [illegible] چلنے کے لئے بہت اصرار کیا مگر چمپا [illegible] ملیک کی بھی [illegible] بولی "[illegible] دن [illegible] اس گھر [illegible] ستی مری پیری [illegible] کی [illegible] ہوں [illegible] ہوں [illegible] چلاؤں گی [illegible] ہولی [illegible] کچھ دنوں [illegible] دور کے [illegible] لڑکے کے یہاں [illegible] تھیں۔

[illegible] نے [illegible] طرح [illegible] معلوم کیوں [illegible] نے [illegible] عزت [illegible] اکبان کی [illegible] اسی گھر میں [illegible] ہمیشہ کی [illegible] چوتھے دن کالی [illegible] نہ [illegible] ہوا [illegible] بغیر [illegible]

وشو [illegible] کبھی [illegible] ہوتی ہے [illegible] ہوئے وہ [illegible]

سادتری نہیں جانتی کہ اُس روپیہ کی قیمت کتنی ہے۔ ایک دن وشوندی کے کنارے گھومتے گئے تھے۔ وہاں سے اُنھوں نے ایک بار شمسان کی طرف تحیر [illegible] سے دیکھا۔ اُنھیں ایسا معلوم ہوا گویا وہ نہ بجھنے والی آگ اب بھی بیدرد دُنیا کو سُنا کر صفحۂ [illegible] چیلتی ہوئی سخت گرم سانس لے رہی ہے۔ ہُو۔ ہُو۔ ہُو!

وشو کو خوف معلوم ہوا۔ وہ ندی کا کنارہ چھوڑ کر گانوں کی طرف چلے گئے۔ اور بہت دیر تک گانوں کی گلیوں میں ہی چکر لگاتے رہے۔

اُس دن اُس گانوں کے بابو لوگ [illegible] کر رہے تھے۔ وہ لوگ سنگ مرمر کے چبوترے پر بیٹھے ہوئے اُجلے پاکھ کی دسمی کی چاندنی میں کھلے ہوئے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے مست ہو رہے تھے۔ طبلہ اور ہارمونیم کے ساتھ ساتھ بیلا بھی بج رہا تھا۔ گانے کا سماں بندھ رہا تھا۔ وشو نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا کہ زمین [illegible] کوئی تو سکھ کے سمندر میں غوطے لگا [illegible] تشنہ کام رہ کر جان دیتا ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ [illegible] کیوں نہیں دیکھتا؟ ایک دوسرے کا دکھ کیوں نہیں سمجھتے۔ تب تو [illegible] تند۔ شوبھا۔ ایشوریہ۔ [illegible] سب بے سود ہے۔ بے سود ہی بے سود ہے۔ اُنھیں گانا بجانا اچھا معلوم ہوا۔ اس لئے وہ اُلٹے پاؤں لوٹ پڑے۔ بہت [illegible] باجے کی آواز دل کو نہیں بھر ماتی تھی۔ ایسی جگہ آنے پر اُنھیں ایک جذباتی سُریلی تان سُنائی پڑی۔ اُس آواز میں درد بھی تھا۔ اور سوئے ہوئے جذبات کو جگانے کی طاقت بھی مضمر تھی۔ آواز کی دلکشی [illegible] وہیں ہی گاڑ دیئے۔ وہ کھڑے ہو کر کان لگا کر سُننے لگے۔ آواز صاف اور سُریلے سُروں میں سُنائی دے رہی تھی۔ کانوں میں امرت رس ڈال رہی تھی۔ کوئی گا رہا تھا۔

راگ دیش

آؤ۔ او ہو۔ سوارگ سے آؤ

جلتے ہوئے [illegible] کو دیں لے جاؤ

بار بار [illegible] اس [illegible]

[illegible]

وشو کا دماغ جیسے چکرانے لگا۔ یہ گانا کون گاتا ہے۔ وہ اس سہانی اور دلفزا رات میں ایسا دردآمیز راگ کیوں گاتا ہے؟ جو گا رہا ہے۔ وہ کیا سمجھ رہا ہے۔ کہ اُس کے گانے کے شربتی سُر ملا کر اور بھی نہ جانے کتنی جہان آتمائیں رو رو کر پرتھوی کو سُنا رہی ہیں کہ.....

مٹی نہ سادھے نہ پوری آشا ✦ سب کچھ گیا۔ وہ دیکھلاؤ
اس پرتھوی پر پریم نہیں ہے ✦ پریم رہت ہو مت بھٹکاؤ
جہان پریم ہی پریم بھرا ہو ✦ [illegible]
آؤ۔ او ہو۔ سورگ سے آؤ۔

اب تو وشو کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ سچ مچ کیا اس [illegible] ہے؟ کون کس کے چرنوں میں [illegible] کہ [illegible] ہستی نے جو اس طرح اپنے آپ کو قربان کر دیا ہے۔ اس کی مجھے کیا خبر تھی؟ مجھے پرنام کر کے وہ چپ چاپ اس دُنیا سے چل بسی۔ مگر اُس کی آتما نے کونسی مرغوب [illegible] یہ میرے [illegible] کیا وہ اب کو جانتی تھی؟ نہیں کیا وہ یہ [illegible] ایسی سوشیلا۔ مائے استقلال دیوی [illegible] کے صرر رساں [illegible] کہ [illegible] زندگی کو [illegible] میں اس [illegible] محض ایک کتاب کی چند سطریں پڑھ کر دل رنج و غم سے بیتاب [illegible] ایسے [illegible] حقیقت اس دُنیا میں پریم نہیں ہے؟

[illegible] پرسکون سناٹے میں وہی دلکش آواز جو [illegible] سے کانپ رہی تھی۔ وہ آواز جو جذبہ سے کانپ رہی تھی۔

مہاکشٹ سے مٹی ہاہنا ✦ اب نہ بلنبھ کرو اپناؤ
[illegible] ✦ [illegible]
آؤ۔ او ہو۔ سورگ سے آؤ

جلتے ہوئے جگت سے مجھ کو اپنی گود میں لے جاؤ

وشو اس طرح آہستہ سے بول اٹھے۔ تو نے اچھا کیا ستی! جو اس دنیا سے ہاتھ سمیٹ کر بھاگ گئی؟

گانا بند ہو گیا۔ ۔۔۔ میرا ۔۔۔ پانی پر ۔۔۔ طرف درد کا احساس پھیلا رہی تھی۔ اس درد کو دوری نے تاثیر بنا دیا تھا۔ سر پر آسمان اور چاند کی صاف شفاف کرنوں نے ایک رس بخشا تھا۔ ایسا معلوم ہوا۔ گویا ستی کی پاک روح دریا کے کنارے پر بیٹھی ہوئی پانی کی لہروں سے چاند اور ان سے اور پر سکوت خاموشی برخاست سے اپنی پچھلی داستان غم سنا رہی تھی۔ اس درد آمیز آواز اور دکھ کے مٹیالی تصور سے وشو کا کلیجہ پانی پانی ہو رہا تھا۔ قوت متخیلہ جاتی رہی۔ جب کسی طرح نہ رہا گیا تو وشو آہستہ آہستہ آگے بڑھے۔ ذرا دور جانے پر انہوں نے دیکھا کہ ۔۔۔ نے ہی رام شنکر کا ۔۔۔ مکان اور ۔۔۔ چاند کی صاف شفاف تھرکتی ہوئی چاندنی میں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کوئی بیوہ سفید ساڑی پہنے ہوئے پڑی ہے۔ آہستہ آہستہ ۔۔۔ پہنچ گئے ۔۔۔ رکھ کر گھٹنے ٹیکے ہاتھ جوڑے ہوئے۔ کوئی عورت بیٹھی ہے ۔۔۔ کی ستی ہے۔ ہوا ہوا اس طرح معلوم ہوتی ہے ۔۔۔ ویسے ہی خشک بال ۔۔۔ نے پھرتے سانولا سا چہرہ۔ سب کچھ ویسا ہی ہے۔ وشو کے جی میں آیا کہ زور سے چلا کر رو دیں۔ لیکن قوت درد کے امڈے ہوئے دریا نے آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہا دیا۔ اور دل اسی سیلاب میں غوطے کھا کھا ڈوبنے اور تیرنے لگا۔ زبان بند ہو گئی۔ منہ سے ایک حرف نہ نکلا۔ چپ چاپ تصویر بنے کھڑے رہ گئے۔

جو عورت تلسی چبوترے کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور وشو کو اس طرح چپ چاپ ۔۔۔ دیکھ کر متحیرانہ انداز سے بولی "کون ہے!

اب وشو نے چھپانا پرستی نہیں سادتری ہے!

کون ہے؟ ..... وشو بھیا! ۔۔۔ کیسے آئے؟ ہیا ماں کی بلاؤں؟ سادتری کی وہ حسرت بھری آواز سنکر وشو کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ انہوں نے بھرائی ہوئی آواز سے کہا "نہیں تمہیں سے کام ہے" سادتری چپ ہو رہی۔

وہ ۔۔۔ کچھ ۔۔۔ گئے ہیں!

[illegible] ہوئے ہیں یا کچھ خرچ بھی ہو گئے ہیں؟"

"ایک بھی نہیں۔"

"اچھا وہ سب مجھے دیدو۔"

[illegible] ان نوٹوں کو ہاتھ میں لیتے ہوئے بھی [illegible] اگر کہیں ساوتری کے دل میں شک نہ ہو۔ اس لئے انہوں نے چشمہ اتار کر لئے اور پھر پوچھا۔

"تم نے ان نوٹوں کے بارے میں کسی سے کچھ کہا تو نہیں؟"

"نہیں میں [illegible] کہ ایک سادھو نے [illegible] نہیں کہا۔ اچھا ہی کیا [illegible] سے سنا تھا کہ ساوتری [illegible] کسی سے بات چیت کرنے [illegible] اس لئے اس وقت وشو نے مناسب سمجھا۔ "ساوتری تم وہاں بیٹھی کیا کر رہی تھیں؟"

"تلسی چبوترے پر چراغ رکھنے گئی تھی۔"

"وہاں [illegible] کہہ رہی تھیں؟"

ساوتری [illegible] حسرتناک لہجہ میں [illegible] خودکشی کرنے سے [illegible]

[illegible] کر کے کہا۔ "ساوتری [illegible] تمہیں اسے [illegible]

"آپ کہتے ہیں کہ جی جی سورگ گئیں ... جیسے طریقے سے ہوئی؟"

"ہاں"

ساوتری نے دونوں گھٹنے ٹیک کر شو کو پرنام کیا۔ اس کے بعد اس نے کھڑے ہو کر نرم لہجہ میں کہا۔ "تو اب میں نہیں روؤں گی سوامی ہم لوگوں کو چھوڑ کر چلی گئی ہیں بھول گئی۔ اس سے ... اگر وہ جہاں ہے سکھ سے ہو تو!"

ساوتری کی آنکھوں سے موتی کی طرح آنسو ... ٹپک پڑے۔ شو کے پیچھے پر ایک گہری چوٹ لگی ہو۔ اسے اس حالت میں چھوڑ کر جاتے ہوئے بہت تکلیف محسوس ہونے لگی شاید یہ اب پڑی پڑی رویا ہی کرے گی۔ کچھ سوچ کر وہ بولے "تمہاری ماں کہاں ہے؟"

ماں اس کو سلا ... جی گئی ہیں۔

تم بھی روتی ہو۔ رونے سے کیا ہوگا پھر جاگ جائیگی۔" رو رو کر میفایدہ ماں کو تکلیف نہ دو۔"

ساوتری ... چھوٹا کیسے کبھی نہیں ہوتا ہے۔ جو جاتے ہیں۔ دنیا کا یہی قاعدہ ہے۔"

مگر میں ... آج جی جی کی سکھی کملا آئی تھی۔ جی جی کا ساتھ چھوٹے مدت ہو گئی۔ تو بھی ... کرتی ہے۔ اور سوکھ کر وہ کانٹا ہو گئی ہے۔ وہ بھی اب زیادہ دنوں تک نہیں ... ہو کر وہ تب جی جی کو نہیں بھولتی۔ تو میں کیسے بھولوں؟"

کون آئی تھی۔ نریندر کی بیوی ... کملا بہن کو بڑا دکھ ہے۔

ماں میں نے سنا ہے۔ کہ کملا بہن کو بڑا دکھ ہے۔ اس کے شوہر اچھے آدمی نہیں ہیں۔ ... جی جی کی آنکھیں کملا کا نام لیتے ہی ڈبڈبا آتی تھیں۔ کملا کو وہ بہت پیار کرتی تھی۔"

یہ سنکر شو کو ایک بہت پرانی بات یاد آ گئی۔ ... اسے ... کی خواہش کی تھی۔ ... کہ ایک لڑکا ... پہنچا۔ اتنے میں گنگا نے دروازہ پر آکر پکارا۔ "ساوتری تو کس سے باتیں کر رہی ہے؟"

ساوتری نے ... شو جی سے۔"

"وشوکرمے اندر آؤ بیٹا!"

وشو نے نزدیک جاکر چپ چاپ انھیں پرنام کیا۔ اُن کے سامنے آتے ہی پر گیا اُس کا سانس بند ہوا جاتا تھا۔ اُن سے وہاں زیادہ دیر تک نہ ٹھہرا گیا۔ فوراً ہی چل دیئے۔

دوسرے دن علی الصباح نریندر کی طرف چل دیئے۔ کیونکہ صبح سیر کرنے کے وقت سے پہلے ہی انہیں نریندر کو پکڑنا تھا۔

کچھ ہی دیر میں انہیں زمیندار بابو کا بے رونق گھر دکھائی پڑا۔ وشو آنکھیں نیچے کئے ہوئے پھاٹک کی طرف جا پہنچے۔ باہر باغ میں نریندر ایک بنچ پر بیٹھا ہوا صبح کی فرحت اثر ہوا کے جھونکوں کا لطف اٹھا رہا تھا۔ اس کا چہرہ غمگین تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی مرض میں مبتلا ہے۔ وشو اس کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔ اس نے متحیر ہو کر پوچھا "آپ کون ہیں؟"

"مجھے لوگ وشیشور متر کہتے ہیں۔ تمہارے مکان میں راس ہی جوت پوجن ہے۔"

"مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے۔ اچھا۔ بیٹھئے۔"

"دیکھا ہوگا۔ اس میں تعجب ہی کیا ہے۔ آپ نے ہوا خوری کے لئے دو گھنٹے باغ میں ٹہلے۔ میں بھی آدمی ٹھہرا آپ نے کبھی کہیں دیکھ لیا ہوگا۔"

"نریندر نے ذرا چونک کر پوچھا۔ آپ کا آنا کس غرض سے ہوا؟"

"غرض ہے لیکن میں اسے تخلیہ میں کہنا چاہتا ہوں۔"

"اسے تخلیہ ہی سمجھئے۔ یہ کہنا ہے کہئے۔"

بغیر کسی تمہید کے وشو نے پاکٹ سے نوٹوں کا پیکٹ نکال کر نریندر کے ہاتھ میں دیکر کہا "آپ ان کے نوٹ ہیں۔ گن کر دیکھ لیجئے۔ ہزار روپیہ کے ہیں۔"

نریندر حیرت زدہ رہ گیا۔ اپنی حیرتناک آنکھیں وشو کے چہرے پر گاڑ کر پوچھا "اگر آپ برا نہ مانیں تو میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کو یہ نوٹ کہاں سے ملے؟"

"جنھیں آپ نے دئے تھے۔ انہی نے دے دیئے ہیں۔ وہ میری....."

"انھوں نے ہی آپ کو دیئے ہیں۔ سنا ہے کہ وہ مر گئی ہیں۔"

"مرنے کی بات ٹھیک نہیں ہے۔ انھوں نے خودکشی کی ہے۔"

"ہاں۔ ہاں اسی طرح کی افواہ سُنی ہے..... اچھا تو آپ اُن کی خودکشی کا سبب جانتے ہیں؟"

"ہاں ضرور جانتا ہوں۔ ہے کچھ بات میں یہ جو نوٹ ہیں یہ بھی اُن کی موت کے سبب ہیں یہ نوٹ انھیں مجبوراً لینے پڑے تھے۔ اسی سے [illegible] انھوں نے اپنے آپ کو بچا لیا۔"

تب تو ہاشے! آپ اس معاملہ میں بہت کچھ جانتے ہیں۔ آپ سے اب چھپانا فضول ہے۔ مگر آپ میرے اوپر جھوٹا کلنک لگا رہے ہیں۔ وہ نوٹ نہ لیتیں۔ تو میرا کیا قصور تھا۔ میں نے تو زور ظلم نہیں کیا۔

..... چپ چپ۔ چپ رہو۔ تم پاپی ہو۔ باتیں کرتے ہوئے تمہاری زبان نہیں کانپتی۔ بتاؤ تو تمہیں بار بار پھسلانے کون جاتا تھا۔ تم بھلے آدمی کے [illegible] نفرت۔ بدچلن۔ عورتوں کو لیکر دن گذارتے ہو۔ اسی لئے کیا ماں بہن اور بیوی کی طرف نہیں دیکھتے۔ یہ نہیں دیکھتے کہ بھلے گھر کی عورت ایسا بُرا کام کرنے کو کب رضی ہو سکتی ہے۔ مجبوریاں ہوتی ہیں۔ وہ بڑے ہی دُکھ سے ہوتی ہیں اپنی ماں بہن بھائی کی حفاظت کرنے کے لئے اس دیوی نے تمہارے جیسے پاپی کا رُخ کیا لیکن وہ سوُرگ کی دیوی تھی۔ اسی وجہ سے سوُرگ کی راہ لی۔ یہ نوٹ بندھے پیسے اس دھن سے دُکھی کا دُکھ دور کیا جاتا ہے غریبوں کی مدد کی جاتی ہے مفلسوں کو آرام دیا جاتا ہے۔ اسی دھن نے تمہارے ہاتھ [illegible] بے کس و بے بس معصوم لڑکی کی [illegible] اور تمہاری دولت کو لیکن یہ بھی سمجھو۔ کہ تم نے نفسانیت کے دام میں پھنس کر ایک دیوی کی خودکشی کا پاپ اپنے سر لیا ہے۔ اس لئے اس زندگی میں تمہیں کبھی شانتی نہیں ملے گی۔ ایک خبیث روح تمہارے پیچھے پیچھے گھوما کریں گی۔ ہمیشہ تمہیں نرک میں گھسیٹنے [illegible] تمہارے لئے [illegible] اور جال [illegible] سے خودکشی کرائی ہے ..... تمہارے پیچھے پیچھے خودکشی کی [illegible]

نریندر حیرت زدہ ہو کر [illegible] اس کے [illegible] کانپ رہا تھا۔ اور عضو عضو کانپ رہا تھا۔ منکسر [illegible] میں [illegible] کیا [illegible] ہرگز نہیں سوچا تھا۔ کہ یہ معاملہ [illegible] کا پہلے ہی پتہ ہوتا۔ تو کیوں اس کو ہاتھ میں قلم رکھتا۔

شریف خاندان کی اولاد ہو کر اگر شریفوں کی بہو بیٹیوں کا مزاج نہیں سمجھتے۔ تو تم اصل حیوان [illegible] بہادر ہو بھائی کی حفاظت کے لئے جو اپنی جان اس طرح سے دے سکتی ہے ذرا غور کرو کہ اس [illegible] دگا؟ نریندر اس زندگی میں کیا تمہارا کبھی [illegible] کیا گیا [illegible] نیت کے پرجوش سیلاب میں [illegible] بڑے پاپی ہو"

نریندر چپ ہو رہا۔ اور کچھ کہنے [illegible] کے ہاتھ [illegible] اس کی موت کی خبر سن کر دل ہی دل میں کڑھ رہا تھا۔ اس [illegible] سوشیلے کہا "میں نے [illegible] کہ ہی شکر تمہارے ہی [illegible] بڑی کرتا پھرتا [illegible] تو سہی"

نریندر نے کانوں سے [illegible] کی طرح [illegible] کی موت کی خبر ایک ایک آدمی سے [illegible] چہرہ [illegible] دشمنے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نریندر سے کہا: "یہی تم عورتوں کی [illegible] بیکار [illegible] چھوڑ دینا پڑیگا اس کی ماں بہن اس کے لئے ہی رویا کرتی ہے۔ اگر تم [illegible] تو [illegible] آنسوؤں کے [illegible] خاک و خون میں ملا دینگے۔ اسے تم آج ہی اپنے گھر [illegible]

"آپ [illegible] ہیں [illegible] مرہٹی [illegible] ہیں [illegible] کے ہی [illegible] کیا۔ ورنہ [illegible] شخص نہیں تھا"

"میں جانتا ہوں، تمہاری [illegible] کو میں برابر اپنی بہن کی طرح مانتا ہوں۔ مگر ہر شخص سے آنکھ [illegible] ہوں۔ کہ تمہارے سلوک سے تمہاری سادھوی ستی پتی ورتا استری کملا بہت [illegible] ہے۔ وہ بھی کسی دن خودکشی کر کے تمہارے پاپ کی کشتی کے بوجھ کو دونا کر دیگی۔ اب تمہاری [illegible] ڈوبنے میں بہت دیر نہیں ہے۔

نریندر [illegible] چپ [illegible] سوشیلے [illegible] کہا "تمہیں میرے ساتھ [illegible]

ہرکارے [illegible] سے نریندر کا [illegible] دیکھا [illegible] مجھے [illegible]

تم لوگ نے جو بتک کیا۔ اچھا ہی کیا۔ اب میں تانک منڈلی توڑ دوں گا۔ تم میرے یہاں سے چلے جاؤ"
ہری کا چہرہ اس غیر متوقع بیعزتی سے سُرخ ہو گیا۔ وہ فوراً ہی باہر چلا گیا۔ وشو نے کہا۔ نرمند
بابو اب میں جاتا ہوں۔ اور زیادہ کیا کہوں۔ جس ستی کا تم نے ناش کیا ہے [illegible] بہت پیاری اور
خیر خواہ سکھی تھی۔ اس لئے اگر تم ستی سے معافی لینا چاہتے ہو۔ تو اس کی سکھی کملا کو سکھی کرو۔
اس کے بعد وشو نے باہر آکر ہری سے پوچھا "کہاں جاتے ہو ہری؟"
"اب اور کہاں جاؤں گا۔ اب بڑے آدمیوں کے سایہ میں نہیں رہنا چاہتا۔ اُن کی منڈلی
کے لئے میں نے سب کچھ کیا۔ مگر آج انھوں نے مجھے بیعزتی سے نکالدیا۔ اب میں گھر میں جاؤں گا
اور ماں سے ملاقات کر کے جہاں [illegible] گا۔
"نہیں..... تمہیں اس طرح مارا مارا نہ پھرنا پڑے گا۔ ماں کو سکھی کرو۔ تم اُس گاؤں میں
آدمی بن کر رہ سکتے ہو۔ اب میروں کی مصاحبت [illegible] بھلے آدمیوں کی [illegible]
..... [illegible] بہت آدمی کی [illegible]

پندرھویں ترنگ (۱۵)

رنتر رفتہ رام شنکر کے پرانے مکان کی مرمت ہو گئی۔ جب سے یہ مکان بنا تھا اس وقت
سے اب تک صرف ایک ہی مرتبہ چونا لگایا گیا۔ اس لئے مرمت میں بہت کچھ مصالحہ لگ گیا۔ گنگا
نے وشو کو مرمت کرانے سے منع کیا۔ مگر پرانے [illegible] مگر یہ منظور نہیں [illegible]
رہو۔ نہ معلوم یہ کب گر پڑے۔ جمنا نے مجبوراً مرمت کرانی منظور کر لی۔
بھٹا چارج [illegible] والوں کی قسمت چمکتے ہوئے دیکھ کر بستی کے بعض [illegible]
ہری سدھر گیا۔ اور [illegible] وشو [illegible] لوگ [illegible] آنکھ کہتے تھے کوئی
کہتا [illegible] ہے۔ وشو [illegible] بنیں گے۔ اسی سے اُس کا رجحان
اس طرف [illegible] لیکن جب لوگوں نے سنا کہ وشو ساوتری کے لئے کسی قابل ور کی
[illegible] اس مرتبہ ساڑھے [illegible] شادی ہو جائیگی۔ تب سب کی زبانوں پر

پریشانی چھا گئی۔ سب دل مسوس کر رہ گئے

اتنے پورنانے دشو سے کہا۔ بیٹا اب دیر نہ کرو۔ دیکھتے ہی دیکھتے لڑکی پندرہ سال کی ہو گئی ہے۔ اس کے لیے کوشش کرو۔

"موسی! میں کہاں کہاں کوشش نہیں کرتا ہوں۔ جہاں کہیں بھی اچھا لڑکا ہے بہت تلاش و تجسس کے بعد پتا چلا ہے ایک جگہ سے خط آیا ہے۔ لڑکا خوب لکھا پڑھا ہے۔ گھر بھی اچھا ہے مالت بھی اچھی ہے۔ لڑکے کا باپ بھی ہے۔ کیوں دشو! تمہاری رائے کیا ہے؟

دشو سے تو اپنا کام معلوم ہوتا ہے۔ لیکن خوب جانچ پڑتال کر لو تاکہ بعد میں نہ پچھتانا پڑے

"پچھتانا نہیں پڑے گا۔ اس سے تم بے فکر رہو"

"ہاں تو لڑکے جہیز کتنا دینا ہوگا؟"

دشو نے جھنجھلا کر کہا۔ ایسا لالچی لڑکا تم نے کہاں دیکھا ہے۔ جتنا بھی ہو روپیہ تو دینا ہی پڑے گا۔ اس کے لیے فکر نہ کرو۔ شادی کے دن سن لینا۔ ہاں اتنا تو کہہ دیا کہ صرف اپنے کپڑے اور اپنا حصہ تم سے حوالہ کر دینا

موسی نے غصہ ہو کر کہا۔ بیٹا! تو ہر کام میں لڑائی ہی کرتا ہے لیکن وہ لڑکا تجھ سے اچھا ہے۔ چل جا۔

رام دھن کی ماں اور پورنا کے پاس ہی بیٹھی تھیں۔ وہ اپنا کام چھوڑ کر بولیں کیوں ماں جی! اور تمہارے دشو کی شادی کب ہوگی؟ کوئی شادی کرنے کے ہی نہیں؟

موسی نے پہلے دشو کی طرف دیکھا اور پھر گردن جھکا کر کہا۔ میں کیا جانوں! یہ دشو جانے یا اللہ

رام دھن کی ماں بولی۔ اپنے بیٹے کی شادی تو بڑے آدمیوں کی بیٹی سے ہوتی ہے۔

ایسے موقع پر دشو اور رام دھن کی ماں کی ہنسی مذاق سے نہ رہتے مگر وہ موسی کی نظر بچا کر کھو گئے۔ ایک مرتبہ موسی کی بات سے ان کے دل کو بڑی چوٹ پہنچی ہے اور مجھے بھی اس واقعہ سے کوفت ہے کہ ان کے بعد سے میں نے کوئی بات نہیں کی۔ میں نے کوئی بات نہیں کی۔ میں نے کوئی بات نہیں کی۔

اُس کے ساتھ اسی قاعدہ سے چلنا چاہئے۔ مال برابر بھی اِدھر اُدھر ہونے سے اس چکّی میں پس جانا پڑیگا لیکن اب کیا ہو سکتا ہے؟ جو بات منہ سے نکالی جا چکی وہ لوٹ کر مُنہ میں نہیں آ سکتی۔ اب اُس پانسے کی چال سے چلنا پھرنا اُٹھنا بیٹھنا ہوگا۔ جو چال چلی جا چکی وہ واپس نہیں لی جا سکتی۔ افسوس کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اسوقت وشوکوستی کی بددُعا یاد آگئی۔ اُس خط کا ایک ایک لفظ اُن کے دلپر نقش ہے "تم ایک عورت کو اپنی بیوی بنا ؤگے اور سکھی ہو کر سمجھو گے۔ کہ دُنیا میں محبت ہی میں سکھ ہے" یہی اُس کی بددُعا ہے۔ مگر نہیں میں ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ اس پاپ کو کبھی سپھل نہیں ہونے دوں گا۔ دُنیا میں خواہ جسقدر بے اطمینانی ہو خواہ کتنا ہی دُکھ ہو کتنی ہی مصیبتیں اُٹھانی پڑیں مگر میں اپنا عہد کبھی نہیں توڑونگا۔ جس ہستی سوُرگ میں بھی میری کمزوری پر نفرت کی ہنسی ہنستے۔ اُس کی بددُعا لے اُترنے کی کوشش کروں گا۔

چند ہی دنوں بعد ویکے اور رکے۔ الفت۔ سب بات چیت سُنچتہ ہو گئی۔ اَن پُورنا نے کہا۔ اب دیر کرنے کا کام نہیں ہے۔ اِسی ہی ساعت میں شُبھی نام نوچی کو اچھی ساعت بتا کر [illegible] کرو مرشو نے کہا۔ آج دو ج ہے۔ کل سات ہی دن اور باقی ہیں۔ اتنے قلیل تر عرصہ میں سب [illegible]

"ہاں! اچھی [illegible] جو جو کہوں تو لکھتا جا۔ [illegible] دیکھ سب کام ہو جاتا ہے۔ یا نہیں"

وشو کرمکرس کرتا ہو گئے بھنڈار گھر کے مکان کی [illegible] کرتا گیا۔ [illegible] کا آنگن صاف ہو گیا۔ اور وہاں [illegible] گئے آنگن میں بانس گاڑ کر برسات کی حفاظت کے لئے شامیانہ کھینچا گیا۔ اَن پُورنا ساکشات اَن پُورنا دیوی کی طرح بھنڈار خانہ سجانے لگی۔ گنگا کاٹھ کی پُتلی کی طرح دیکھ کر [illegible] اور اَن پُورنا جو حکم دیتی تھی صرف اُس کی تعمیل کرتی تھی۔ بہت [illegible] کر ساوتری نے اپنے تئیں چُپ [illegible] کی حفاظت کی تھی۔ اور اُس [illegible] ٹھیک وقت پر کھلا پا کر اَن پُورنا کے ساتھ بڑی رات تک اپنی شادی کی تیاری کے لئے کام کاج کرتی تھی۔ [illegible] کی [illegible] جو کبھی کبھی [illegible] پر مضحکہ اُڑایا کرتی تھیں۔ مگر وہ ایسی باتوں پر کچھ توجہ نہیں دیتی تھی۔ [illegible] تھیں۔

تھا۔ پاس پڑوس والی عورتیں بڑے پیار سے ساوتری کو کنوارتھ کا بھات کھلانے آئیں۔ پھر اَن پُورنا اُسے اپنے ماں لے گئی۔ اور وہیں دونوں نے ملکر کھانا پکایا۔ وشو نے متعجب ہوکر پوچھا۔ "موسی آج تم دونوں اس گھر میں کیا کرنے آئی ہو؟"

اَن پُورنا نے ہنسکر کہا۔ "آج میں بھی ساوتری کو کنوارتھ کا بھات کھلاؤنگی۔ ذرا دیکھو تو سہی نیا سی ساڑی اور کانوں میں جھمکے پہنکر ساوتری کیسی اچھی معلوم ہوتی ہے۔"

وشو نے دیکھا کہ یہ تو بہت بے میل شہر نگار ہے۔ اس کی نسبت تو وہی لڑکے بال۔ پھیکا چہرہ اور پھٹے ہوئے کپڑے کہیں اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ نہ معلوم کیا سوچتے سوچتے وہ اپنے کمرے میں چلے گئے۔

جب کھانا تیار ہوگیا۔ تب وشو کی پکار ہوئی۔ وشو سے اَن پُورنا نے کہا۔ "ساوتری نے اپنے کنوارتھ کا بھات" خود ہی بنایا ہے۔ ایسی پاگل لڑکی بھی میں نے کہیں نہیں دیکھی۔"

کھا پی کر ساوتری اَن پُورنا کے اصرار سے سونے کے کمرے میں آئی۔ وہاں اُسنے وہ کپڑے جو اُتار رکھے کانوں کے جھمکے بھی نکال کر تکیئے پر رکھدیئے۔ موسی کے بستر پر پڑی ہوئی وہ اپنا [illegible] اُس نے پڑھنے کے لئے جیسے ہی سر اُٹھایا۔ ویسے ہی دیکھا۔ کہ سامنے وشو کھڑے ہیں۔

وشو پاس آگئے۔ [illegible] بولے۔ "کیا دیکھتی تھیں؟ بھابھارت؟"

اُسوقت ساوتری بستر سے کچھ ہٹ کر کھڑی تھیں۔ اُس نے سر ہلاکر کہا۔ "ماں!"

ساوتری! [illegible]

دیکھو اشرمانا نہیں [illegible] نہیں ہے۔ میں نے جو لڑکا تمہارے لئے تجویز کیا ہے۔ میرا بھی بہت چاہتا ہے۔ لیکن میں [illegible] کہ تمہارے میں تمہاری کیا رائے ہے

ساوتری نے سر جھکا لیا۔ اور اپنی نگاہیں زمین میں گاڑ دیں۔

وشو نے پھر کہا۔ "اگر تم [illegible] تو اس معاملہ میں ابھی [illegible] کر سکتا ہوں۔ [illegible]

چوتھی دن کے ایک دن پہلے دن کنواری لڑکیوں کے لئے بھات کھانا کہا جاتا ہے۔ یہ ایک رسم ہے۔ (مترجم)

نہ معلوم کیوں میرے جی میں آیا کہ میں تم سے پوچھ لوں۔ مجھے یقین ہے کہ شادی سے تمہیں بہت سکھ ہوگا۔ بولو ہوگا کہ نہیں؟"

یہ آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں۔ آپ جب کہتے ہیں۔ تو یقیناً ہوگا۔

میرا کہنا نہ کہنا چھوڑو۔ تمہارا دل کیا کہتا ہے؟"

ہاں! آپنے جب سب کچھ کیا ہے تو یہ یقینی بات ہے۔ کہ میری بھلائی کے لئے کیا ہے!"

سچ مچ یہی بات ہے ساوتری! تمہاری بھلائی کیسے ہوگی۔ میں یہی سوچتا رہتا ہوں...

یہی....."

ساوتری نے بات کاٹ کر کہا۔ میں جانتی ہوں۔ آپ انسان نہیں ہیں دیوتا ہیں یہ کہتے کہتے ساوتری نے گھٹنے ٹیک کر وشو کو پرنام کیا۔ وشو نے شرمندہ ہو کر کہا۔ یہ کیا کرتی ہو؟ ساوتری یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور متحمانہ انداز سے بولے۔ مجھے تم نہیں پہچانتی ہو۔ اس لئے تم ایسا سمجھتی ہو۔ [illegible] ایک کمزور انسان ہوں۔ یہ کہتے کہتے وشو کے ہونٹوں پر پھیکی ہنسی جھلک آئی۔ اس کے کچھ دیر بعد انہوں نے سر جھکائے کھڑی ہوئی ساوتری سے کہا۔ ساوتری! تم مجھ سے کچھ کہو گی۔ اگر کچھ کہنا ہو تو کہو۔

ساوتری نے ان کی طرف ایک نظر دیکھ کر پھر [illegible] نیچی کر لیں۔ اس کے بعد محبت آمیز لہجہ میں کہا۔ "میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔ شادی کے بعد کیا دولہا دلہن کو بھی [illegible]

"ہاں! لے تو ضرور جائینگے۔ اور یہ بات تم کیوں پوچھتی ہو۔ تمام عورتیں کو شوہر کے گھر جانا پڑتا ہے

اس لئے پوچھتی ہوں۔ کہ میرے چلے جانے پر ماں کے پاس کون رہیگا؟ جی جی نہیں ہیں۔ میں بھی نہیں رہوں گی۔ تو ماں اور کالی کو کون دیکھے گا؟ کیا آپ شادی کے بعد کم از کم تھوڑے دن بھی یہاں نہ رہنے دینگے؟"

وشو کو ہنسی آگئی۔ معلوم ہوتا کہ یہ ہنسی انھیں کچھ تو ساوتری کی بے تری پر آئی۔ اور کچھ افسوس سے بھی! وہ ہنسکر بولے۔ ساوتری! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا [illegible]

ساوتری ذرا سوچ میں پڑ گئی۔ اس نے ایک ہلکا سا [illegible]

رہتے ہیں۔ بیٹا! ابھی اب ماں کی بات سنتے ہیں۔ اس لئے اب میرا یہ کہنا ایک طرح سے فضول ہی ہے۔ کہ ماں کو کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔

وشو نے پھر ہنسکر پوچھا۔ ساوتری! تمہیں شادی کی بات کرتے ہوئے شرم نہیں معلوم ہوتی؟

ساوتری نے گردن ہلا کر کہا "نہ"

وشو نے پھر پوچھا سب عورتیں شرماتی ہیں۔ تم کیوں نہیں شرماتیں؟

"شرمیلی جو شرماتی ہیں۔ وہ کیا میرے ہی طرح فکر سے اپنے اور دوں کے دل کا خون خشک کیا کرتی ہیں۔ اور سب کے بوجھ اور فکر کی مورتی بنی رہتی ہیں"

"ایسی بات نہ کہو۔ ساوتری! تم کیا ہم لوگوں کے لئے بوجھ ہو؟"

میں اسے تکلیف نہیں سمجھتا۔ ساوتری! مجھے صرف یہی فکر ہے۔ کہ تمہیں سکھی کیسے کروں؟ تمہیں لوگوں کو سکھی دیکھ کر مجھے سکھ ہوگا۔ میرے جوار کا بھاٹا کیا ہے۔ وہ اگر تمہیں کسی وجہ سے بھی پسند نہ ہو۔ تو میں اسی وقت اس کا خیال چھوڑ دوں گا۔ اس سے اچھا لڑکا ڈھونڈوں گا۔ کہو کیا ایسی تمہارا وصلاح ہے۔

آپ اپنے دل میں ایسا خیال نہ آنے دیں۔ آپ لوگ جسے سب سے بُرا سمجھتے ہیں۔ اس شخص کے ساتھ بھی اگر میری شادی کر دینگے۔ تو یہ یقین رکھئے۔ کہ میں اس سے سکھی ہونگی۔ میں تب بھی سمجھونگی۔ کہ آپ دیوتا ہیں۔ آپنے میری ماں کو بڑی مصیبت سے بچایا ہے۔ یہ بھی ہم لوگوں کو آپ ہی کے ہاتھ کا دان ہے۔

ساوتری عقیدتمندانہ انداز سے سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے۔ وشو اپنے کو بھول گئے۔ اور بیحد زود ہو کر دل میں کہنے لگے۔ ایسی پاک دیوی کیا ایسے گھر میں پیدا ہو سکتی ہیں۔ کیا صرف دکھ بھوگنے کے لئے ہی ایسا جنم ہوتا ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہر جنم کا پھل ہے۔ جنم کا شیر ساوتری کی پیشانی پر ہے۔ اس لئے وہ حسن و سکھی ہوگی۔

دوسرے دن پرات آگئی۔ ساوتری کو دیکھنے کے لئے بہت سے لوگ آئے۔ لڑکے کے باپ کا پیغام اور بھیجا کچھ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ آخر وشو نے نہایت خاموشی سے کام لیا۔

ہوئے شادی کے گھر میں جا پہنچے۔ اسوقت شہنائی والا صبح کا دلکش راگ چھیڑ رہا تھا۔
ساوتری تلسی چبوترے کے پاس گئی۔ اور پرنام کرکے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسوقت گنگا کو کوئی
آدمی نہیں دکھائی دیا۔ وہ شوکو دیکھنے لگی کہ خواہش ہوئی۔ کہ آج ساوتری کی آنکھ اتنے سویرے
کیوں کھلی؟ مگر ان کے منہ سے آواز نہیں نکلی۔ اس مایوس دل گرفتہ ساوتری کے چہرے کی طرف ٹکٹکی لگا کر
دیکھتی رہی۔ جانتا نہ معلوم وہ دیوی کس دیوتا کے تصور میں ڈوبی ہوئی تھی؟

سولھویں ترنگ (۱۶)

شام ہو گئی تھی۔ مکان آدمیوں کی بھیڑ سے بھرا ہوا تھا۔ چاروں طرف ہل چل مچی ہوئی تھی
گاؤں کے تمام لوگوں کو دعوت دی گئی تھی۔ سب لوگ آ آ کر کچھ نہ کچھ کام کر رہے تھے۔ شادی کے
[illegible] سرگرمی سے مصروف تھیں۔ گنگا سب کی نظروں سے دور ہو گئی تھی۔ جہاں آتی جاتی تھی۔ وہ چپ
چاپ وہاں جا کر سو رہی تھی۔ کچھ دیر بعد ساوتری بھی اس کے پاس جا بیٹھی تھی۔ وہ دلہن
بنی ہوئی تھی۔
گنگا گھبراہٹ کے ساتھ اٹھ بیٹھی۔ اور بھرائی ہوئی آواز سے بولی "بیٹی تو یہاں کیوں آئی!
اسوقت تو چوکی پر بیٹھنا پڑتا ہے۔ جا بیٹی جا!
جاتی ہوں ماں! تھوڑی دیر تک میرے پاس بیٹھ لو۔
نہیں نہیں تو جا [illegible] بہن کہاں گئیں؟"
ساوتری کو چوکی پر نہ دیکھ کر ان پر نادر دی آئیں۔ اور گنگا پر خفا ہونے لگیں۔ تب
گنگا ساوتری کو لے کر چلیں۔ اور اسے انہوں نے شادی کی چوکی پر بٹھا دیا۔ اسوقت وشو دھکا جا
جوڑا [illegible] کی انگوٹھی وغیرہ لینے کے لئے آئے تھے۔ اور دروازے کے پاس کھڑے تھے
اسی وقت ایک شریف شخص نے آکر کہا۔ وشوا بابو! آپ تو بہت [illegible] کرتے ہیں۔ یہ سب چیزیں تو

بعد میں بھی لی جا سکتی ہیں ادھر آئیے" اچھا چلتا ہوں" یہ کہہ کر وشو نے اندر کی طرف نگاہ کی اُس وقت ساوتری کا چہرہ کپڑے اور سہرے سے ڈھکا ہوا تھا۔ آخر وشو بھا کی طرف چلے۔ نہ معلوم کس ناگہانی خوف سے اُس وقت اُن کے پاؤں کانپ رہے تھے۔

لڑکا سبھا میں آپہنچا۔ [illegible] چیت۔ بحث مباحثہ ہنسی دلگی اور شاستارتھ ہونے لگا۔ لڑ[illegible] طرف کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے ایک مرتبہ لڑکے کے چہرے پر نظر ڈالی اکھڑ دماغ سمدھی صاحب منہ نکالے افسوسناک لہجہ میں کہہ رہے تھے کہ بہت کم جہیز لے کر ہم نے یہ شادی کی ہے۔ اور اس کے لئے بھی یخیر [illegible] اس پر گاؤں کے نیچ اور دس شخاص [illegible] بہت کچھ سمجھا بجھا کر مختلف قسم [illegible] رہے تھے۔ اور امیدوار کے [illegible] کرا رہے تھے۔

نائن نے آکر کہا [illegible] دیر کیوں کر رہے ہیں [illegible] ہو چکی۔ وشو نے ہری کو بلا کر [illegible] کہنا [illegible] جوڑ کر کہا۔ آپ لوگ نوشہ کو منڈپ [illegible] اور صبر دیجئے [illegible]

لوگوں کے ہاں ہاں ضرور" کہنے کے ساتھ ہی [illegible] ڈھولی کی طرف گرج کر بولے پہلے [illegible] آئیے۔ تب یہ سب ہوگا۔"

"لیجئے..... گن لیجئے اب تو نوشہ کو منڈپ میں لیجا سکتے ہیں؟"

سمدھی صاحب نے روپے گنتے گنتے ہائیں ہاتھ سے نوشہ کو لیجانے کے لئے منع کیا۔ وشو اور ہری چپ چاپ [illegible] کھڑے کھڑے کڑھ کر رہ گئے۔

روپے گن کر سمدھی صاحب بولے "ہاں یہ تو تین ہزار ہو گئے۔ اب نوشہ و نوشہ [illegible] کپڑے دکھائیے بعد میں یہ جھگڑا [illegible] دولہن کو [illegible]"

وشو نے ذرا غصہ ہو کر کہا "آپ ہم لوگوں کو ایسا اچھوٹا [illegible] سمجھئے لڑکی یہاں نہیں آسکتی یہ [illegible] ہے۔ اندر چلئے۔ وہیں چلکر دیکھ لیجئے۔"

[illegible] کی کونسی بات ہے [illegible] لینے کی [illegible] صفائی ہی [illegible] ٹھیک ہے۔ لڑکی یہاں بلا لانے [illegible] [illegible] ہے [illegible] کر

سمدھی صاحب کی بات پر نفرین کہا۔ اور حقارت آمیز نظروں سے دیکھا۔

وشو نے سنجیدہ لہجہ میں کہا:۔ آپ کے دیس کی چال یہاں نہیں چل سکتی۔ لڑکی یہاں کسی طرح نہیں دی جا سکتی" "لاچار ہو جو ہو" بی حضور" ہاں بیٹھے تھے۔ سمدھی صاحب کو چپ کراتے ہوئے بولے" پڑے رکھ لیجئے جھگڑا کرنے سے کیا فائدہ؟ اندر ہی چلے چلئے۔ وہاں جو دیکھا سنا ہوگا۔ دیکھ سن لیجئے گا۔

آخر ذوشہ۔ سمدھی صاحب اور دونوں طرف کے چیدہ چیدہ اشخاص اندر منڈپ میں پہنچے ذوشہ کے کپڑے وغیرہ دیکھ کر سمدھی صاحب نے گدھے کی طرح رینکتے ہوئے فرمایا یہ تو ہوا۔ اب دلہن کو لیئے دلہن کو"

اندر سے عورتوں نے پکار مچائی۔ کہ پہلے تو کرسیں ہو جائینگی۔ تب کنیادان ہوگا۔

"یہ سنکر ہری نے جھنجھلا کر کہا:۔ رہنے دو اپنی رسمیں۔ پہلے تو سمدھی کو خوش کرو۔ یہ شادی کرنے نہیں آئے۔ لڑکی کرنے چلے ہیں۔

ہری نے سادوتری کو سمدھی کے [illegible] سمجھا ہوا تھا۔ سمدھی جی نے جب ایک ایک کرکے سب زیور دیکھ لئے۔ تب انھیں کسیقدر تسلی ہوئی۔ اور وہ خوش ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے یہ [illegible] لیجاؤ۔ یہاں ہی بٹھا کر جو ضروری رسمیں ہوں ادا کی جائیں۔ ہاں یہ تو مجھے معلوم ہی نہ ہوا کہ ہمارے سمدھی صاحب کون ہیں؟

ہری [illegible] دیکھکر وشو نے ہری کی طرف اشارہ کیا یہی ہیں لڑکی کے بڑے بھائی ہیں؟

"اچھا ٹھیک ہے۔ ہاں ہاں آپ سے ایک بات کہنی ہے۔ یہ اسرار آپ لوگوں کو مجھ سے پہلے ہی ظاہر کر دینا چاہئے تھا۔ اگر میں جانتا کہ شادی ہرگز نہ کرنا جو ہو۔ ایک [illegible] روپیہ لاتے تو شادی ہوگی۔ آپ شہ [illegible] آدمی ہیں۔ اس وجہ سے میں آپ کی ذات میں [illegible] چاہتا ہے پیچھے میں ہو [illegible] اٹھے "اب کیسا روپیہ؟ آپ تو بڑے [illegible] بیٹھے ہیں شادی کون [illegible] کیا؟

تم کون ہو جو [illegible] تم کیوں [illegible] کرتے ہو؟ تم سے کیا [illegible]

گھبرا گئی اور کہا "کیا کہہ رہے ہو؟ ہوش میں تو ہو؟ کیا کہہ رہے ہو؟ کچھ معلوم ہوتا ہے۔ تم کچھ جھلا گئے ہو۔ کون ہے؟ کیا ٹھیک ٹھکانا نہیں۔ جیسا شریف خاندان سے ویسا ہی جملا ہوا ہے۔ ہائے رام ایسے گھر میں بھی کوئی شریف شادی کرنے آئے گا۔"

وشو نے بڑی مشکل سے غصہ روک کر کہا۔ "کہئے کیا کہتے ہیں۔ میں ہی مالک ہوں!"

ہاں! تب اتنی دیر تک مجھے دھوکے میں کیوں ڈالے ہوئے تھے؟ یہ جعلسازی کیوں کر رہے تھے اور ہزار روپیہ لاؤ ورنہ شادی نہ ہوگی۔

کیوں؟ آپ جس قدر مادرا کہا تھا۔ سب آپ پا چکے ہیں؟"

میں کیا جانتا تھا۔ کہ تم لوگوں کا خاندان اس قدر ناپاک ہے۔ لڑکی کی بہن اچھے چال چلن کی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔ سنتے ہیں وہ زہر کھا کر مر گئی تھی۔"

وشو گرج کر بولے "چپ رہئے۔ یہ کون کہتا ہے؟ ذرا زبان سنبھال کر بات کہئے۔"

زبان کیا سنبھالوں اچھا ہٹو۔ میں شادی نہیں کرتا۔ دیکھوں تم لوگ کیا کرتے ہو۔ حکام تک جاتے ہو؟ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ سب لوگ اسے روکنے لگے۔ "جی کیا کرتے ہو؟ کہاں جاتے ہو؟" کسی نے فوشہ کے پاس جا کر کہا۔ "مہاشے آپ کیا کرتے ہیں۔ ذرا صبر کیجئے۔ میں صلح صفائی کرا دیتا ہوں۔ آپ ایسا کام نہ کریں۔"

لڑکی والے چلے ہیں۔ "ہاں! کچھ قدر۔ اتنی دھمکی کسے دیتے ہیں۔" کہتے ہوئے ایک بڑے بوڑھے شخص آئے۔ اور کانٹے کے پتلے کی طرح چپ چاپ کھڑے ہوئے وشو کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگے۔ "جی کیا بچہ ہے۔ گھبرا گیا ہے۔ جانے دیجئے۔ وہ اس تھوڑے سے کیلئے کیوں کام بگاڑتے ہو؟ ایک ہی ہزار اور مانگتا ہے۔ دیکر جھگڑا رفع کرو۔ ساعت گذری جاتی ہے۔"

عورتیں جرأتے میں تصویر کی طرح کھڑی تھیں۔ ان کی ریت رسم گئی۔ سب ہنسنے لگے۔ وشو نے دیکھا پاس ہی کوئی عورت [illegible] روپے لے جا رہا ہے [illegible]

وشو سمجھ گئے کہ غش کھائی عورت سوائے گنگا کے اور کوئی نہیں ہے۔ ہری پاس ہی کھڑا گھبرائی ہوئی نگاہوں سے انھیں دیکھ رہا تھا۔ پلک مارتے ہی انہوں نے ایک مرتبہ ساحرہ کی طرف دیکھ لیا..... وہ ویسے ہی گھونگٹ نکالے ہوئے چپ چاپ کھڑی تھی۔ اس کے بعد وشو نے مضبوط لہجے میں کہا..... سنئے! میری یہ آخری بات ہے۔ لڑکی کی بہن دیوتاؤں کی طرح تھی۔ وہ سورگ گئی۔ اس کے متعلق کچھ بُرا بھلا کہنا پاپ ہے۔ آپ کو اب میں کسی طرح روپیہ نہیں دے سکتا۔ آپکا جو مزاج چاہے کیجئے!"

سب لوگ چاروں طرف سے ایک ساتھ کہہ اُٹھے "ہیں یہ کیا کہتے ہو؟ یہ کیا کرتے ہو؟"

ہری لجاجت آمیز لہجہ میں بولے "وشو بھیّا! آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟" وشو نے پر استقلال لہجہ میں کہا۔ "ہری! تم چپ رہو۔ آپ لوگ یقین کیجئے۔ کہ اب میں روپے نہیں دے سکتا۔ ہاں اڑکے سے ایک بات اور کہتا ہوں آج جو رتن میں انہیں دینا چاہتا ہوں۔ اُن میں اگر سمجھ ہو تو اس کی قیمت کا اندازہ کریں۔ اور سمجھ کر اپنی خوش قسمتی پر غور کریں۔ دیکھیں تو سہی ایسے رتن کس قیمت پر خریدا جا سکتا ہے۔

یہ کہہ کر وشو سادھو کے قریب آئے۔ اور اس کا گھونگھٹ ہٹا کر اور نوشہ کی طرف اُسکا منہ پھیر کر بولے۔ "دیکھو! اس رتن کی کیا قیمت ہو سکتی ہے۔ یہ رتن ہے۔"

نوشہ بولا۔ "جب پتاجی موجود ہیں۔ تو مجھ سے کچھ کہنا سننا بے سود ہے!"

نوشہ کے باپ نے کہا۔ "اُٹھ اُو بیٹا۔ اُٹھ آؤ۔ انہیں شادی نہیں کرنی ہے مکاری دکھائی ہے چلو ہم لوگ جاتے ہیں۔"

جو لوگ حقیقت میں خیر خواہ تھے۔ کہنے لگے۔ وشو! کیا کرتے ہو۔ اب بھی سمجھ بوجھ کر کام کرو۔"

میں نے خوب سمجھ بوجھ لیا ہے۔" یہ سُنکر جو ہوشیار شخص تھے۔ وہ پیشتر نوشہ کے باپ سے آنکھ سے اشارہ کر کے آہستہ سے بولے "اب منہ نہ کیجئے۔ یہ داؤں تو آپ کا چوک گیا۔ موقع چوکا۔ وہی کا فی سمجھئے۔ سمجھ بوجھ کر [illegible] بولے "پھر زور سے بولے "اچھا آؤ بیٹا گھر چلیں۔ [illegible] آپ ہی کچھ کمی برداشت کیجئے۔ [illegible] ہو چکا ہے۔ اسی پر راضی ہو جائیے۔ [illegible]

چہکی پر بیٹھا اور نوشہ کو بھی [illegible]

دشو بولے نہیں اور پتھر کی طرح اٹل بیٹھا رہا۔ کٹ کٹ پر استقلال لہجہ میں بولے۔ اب آپ لوگ مجھ سے کچھ بھی نہ کہیں۔ نوشہ کو اٹھا کر لیجائیے۔ ایسے دولہا کے ساتھ کے ہاتھ ایک لڑکی کو سونپنے [illegible] مورکھ ہی ہوگی [illegible] سب کے ہوش اڑ گئے۔ یہ سب کو معلوم تھا۔ کہ دشو جو کہتے ہیں۔ [illegible] یہ بیٹی کیسے گھر میں [illegible] ہمدرد اور بھی خواہ مخواہ تو بولے "دشو! تم نے یہ کیا کیا؟ اب بھی کہہ دو۔ [illegible] ورنہ اس [illegible] کی ذات گئی"

ذات کیوں جائے گی؟ دوسرے لڑکے کے ساتھ [illegible] گی"

دوسرا لڑکا کہاں [illegible] کا کہاں سے لاؤ گے؟

تلاش کرنے کے لئے بہت دور نہیں [illegible] میں [illegible] سنیئے [illegible] اگر [illegible] تو بھی کسی کو اتنا تعجب [illegible] کے لوگوں کی خوشی میں رخنہ پڑ گیا۔ وہ ادھر ادھر سے آکر اکٹھے ہونے لگے۔ اور کیا [illegible] دشو کیا [illegible] لینی پڑتی ہے۔ آپ لوگ [illegible] ایک ذی حیثیت شخص آگے آکر [illegible] دشو سب کو پرنام کر کے موسی کے پاس چلے اور دور سے پکارا..... موسی!

[illegible] سے باہر نکل کر دشو کو چھوٹے سے بچے کی طرح کلیجے سے لگا لیا۔ [illegible] دشو سے دشو گنگا کے پاس گئے [illegible] جہاں شو وہاں ہی کھڑے ہوئے تھے۔ ان سے دشو نے کہا آپ لوگ یہ سارا [illegible] میں بیٹھنا چاہیں ہاں ہاں اس کی فکر مت کرو۔ ہم لوگ سب کام کر لینگے۔ تمہیں جو مناسب معلوم ہو کرو"

دشو نے [illegible] پیچھے لیا اور [illegible] بولے بھلے [illegible] سمجھ کر لیتے [illegible] گیا؟

جب سب سو چکیں تو ہری نے لینا دان دیا۔ وستو نے دھیں بات میں لڑکی کا ہاتھ لے کر چپکے سے ہری کو دکھایا۔ وہ بڑی دیر سے دیکھ رہے تھے۔ کہ ساوتری کو خبر آرہا ہے۔ ذرا ہلتی جلتی بھی نہیں۔ ہری نے ساوتری کی حالت دیکھی۔ اور تب گھبرا کر پوچھا۔ اب کیا کیا جائے؟ کیا تمہیں ہوں؟ پروہت جی نے پوچھا "کیا ہوا کس کی تدبیر؟"

لڑکی کی طبیعت خراب معلوم ہوتی ہے"

یہ تو ہونا ہی چاہئے۔ طبیعت خراب نہ ہوتی۔ تو تعجب ہوتا۔ یہ کیا کوئی معمولی واقعہ ہے لیے نازک وقت میں بڑے بڑے باستقلال لوگوں کا حوصلہ پست ہو جاتا ہے۔ یہی ہڑبڑا اور تو کچھ نہیں ہے۔ اخر اب دیر نہ کرو جلد منتر پڑھ ڈالو"

شادی ہو گئی۔ ہری نے ڈرتے ڈرتے پکارا اندر سے کوئی شخص بولا "نہ" فوراً ہی گنگا آئیں اور ساوتری کا ہاتھ اپنی گود میں لے کر بیٹھ گئیں۔ ان پوروناچپ۔ چاپ پنکھے سے ہوا کرنے لگیں اور منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ کچھ دیر بعد ساوتری کو ہوش آگیا تھا میں نے تو آج سمندر کو اچھا کر ڈرا دیا تھا۔ تم بچ گئے" وہ دن ماتوں سے ماں سے سینہ سے لپٹ کر ساوتری رو کر بولی۔ ماں! میری جی ہی کہاں گئی۔ اسے بتا دو"

سترہویں ترنگ

پچھلے سال کی طرح اس سال بھی وشنو کے مکان کے پاس والے باغیچہ میں آم کے درختوں میں خوب بور لگے تھے۔ سرخ سبز پتیوں اور بور والے وہ پیڑ خوب نظر آتے تھے۔ شہر کی کوئل کو خبر تھی۔ ہر بلبل نارنگی کے درخت نئی بہو کی طرح سرخ آویزے پہنے ایک گھنے میں بکھرے تھے۔ نسیم اوھ کھلی کلیوں سے جھوٹ کر [illegible] تھی۔ نئی جھولا جھولاتی تھی نیچے گراتی [illegible] کو شہ دیوے لے کر اور [illegible] بھاگتی پھرتی تھی۔ شہر میلی نو تخذ الڑکی کی طرح۔ بیلا۔ جوہی۔ اور مالتی اپنی اپنی دلربائی اور خوشبو سے [illegible] تھیں۔ وہ اپنی خوشبو کو چھپاتی تھیں کہ ان لوگوں کو نہ دیکھ پائے۔ اسی کوشش میں سرکی ہوئی تھیں۔ یہ تمام نظارے کچھ نئے نہ تھے مگر صبح کے وقت ہاتھ میں کتاب لیے نئے۔ اس درخت کے نیچے گھومتے ہوئے وشنو کو ایسا معلوم

معلوم ہوا کہ یہ تبدیلی ہوتے ہوتے کہاں تک پہنچ گئی ہے۔

بہت سے کاغذات ہاتھ میں لئے ہوئے اُن کے کارندہ نے ان چند بولے "آپ ذرا ان حسابوں کو دیکھ لیجئے" پنچایت مندر کے لئے جتنا تخمینہ ہوا تھا۔ اس سے زیادہ خرچ ہونے کے آثار نظر آتے ہیں۔ وشوناتھ کی کتاب بند کرکے بولے "تخمینہ سے کچھ زیادہ تو ہوا ہی کرتا ہے۔ اچھا یہ سب گھر لے چلئے۔ وہاں ہی دیکھوں گا"

ایسا دلفریب وجاہ نواز نظارہ اور اس کا سر چھوڑ کر وہاں جانا انہیں ناگوار معلوم ہوا بات میں جو شاعری کی کتاب تھی اُسے بیچ کے اوپر رکھ کر دونوں آدمی حساب کتاب والے کمرے میں گئے۔ وشوناتھ نے پوچھا "مندر تیار ہونے میں اور کتنے دن لگینگے؟"

تقریباً آدھا کام ہو چکا ہے۔ ہو رہا ہے۔ آہستہ آہستہ ہو رہا ہے۔ ہاں ہری بابو کہتے تھے کہ آپنے جو حساب تیار کرنے کے لئے کہا تھا۔ وہ تقریباً تیار ہے دیکھینگے؟"

اچھا موسی نے اگلے سال شکرانت کو مندر اور مورتی کی پرتشٹھا کرنے کا ارادہ کیا ہے؟"

اس سے پیشتر ہی سب کام ہو جائیگا"

سب کچھ وہاں شکر وشو نہانے کے لئے اُٹھے۔ گھر کے اندر جاکر بولے "موسی تھوڑا سا تیل دیجاؤ"

موسی بہو سے کہہ رہی تھیں۔ بہو پاس بیٹھی ہوئی ہلدی پیس رہی تھی۔ انہوں نے کہا "بہو تیل لے آؤ"

بہو پہلے تو کچھ ادھر ادھر کرتی رہی۔ پھر گھبرا کر اٹھی۔ گھونگھٹ نکال کر اور تیل لیکر باہر آئی۔ وشوناتھ کو دیکھ کر بہو نے کوئی کام کر رہی تھی اُس کی نظر سے بچانے کے لئے وشو برآمدے میں جاکر کھمبے کے پاس کھڑے ہو گئے۔ بہو نے ذرا گھونگھٹ ہٹا کر کہا کہ انہوں نے تیل مانگا تھا۔ وہ یہاں نہیں ہیں اس لئے وہ تیل کی ہانڈی وہاں ہی رکھ کر رسوئیں خانہ میں لوٹ آئی۔ وشو نے پوچھا۔ وشو کہاں ہے؟"

بہو نے سر نیچا کئے ہوئے جواب دیا "نہیں"

کہاں گیا۔ جاکر دیکھ تو آؤ۔ اس کی جو حالت ہے اس سے تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بغیر تیل لگائے ہی نہانے چلا جائے گا۔ کیا تم نے اتنے دنوں میں بھی اس کا مزاج نہیں پہچانا؟"

بیکنٹھ برہمنے اُن کا مزاج موسی کی نسبت اچھی طرح پہچان لیا تھا۔ وہ منگن سے ہوتی ہوئی خوابگاہ میں پہنچی تھی کہ کسی نے ستون کی آڑ سے اس کا آنچل کھینچ لیا۔ پھر اگر اُس نے چاروں طرف دیکھا کہ کوئی ہے تو دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی مزیدار بات ہے۔ سنو!"

ساوتری نے گھونگھٹ کے اندر سے ہی التجا آمیز نگاہوں سے شوہر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ابھی کام ہے۔ سننے دو!"

جاوند بھیم کون ہوتے گیا تھا؟ رہیا اتنا۔ "گھونگھٹ کیوں؟ ذرا اور نیچے لٹکاؤ۔" یہ کہکر وہ شوہر کا اشارہ سمجھ گئی اور گھونگھٹ کو نیچے کر لیا۔ بھوپچاری جلدی سے جا چھپڑ کر بھاگ گئی۔

سنو! ذرا ہنستی جاؤ۔ پھر ایسا موقع ہو تو جاؤ۔ مگر اس کا بدلہ پاؤ گی۔"

وشو دیو نہا کر آئے۔ اور کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ کھانا کھاتے ہوئے موسی بہت سی ادھر ادھر کی باتیں پوچھنے لگی۔ "ہر [illegible] دیکھنے گئے تھے۔ وہ کیسی ہے؟ تمہاری ساس نے تم لوگوں کو بہت ستایا ہے۔ بہو کو میں دو چار دن کے لئے اُس کی ماں کے پاس بھیجونگی۔ یہاں بیچاری کی بوڑھی ساس اکیلی نہیں ہے۔ یہاں ہر دم گھونگھٹ نکالے منہ چھپائے رہنا پڑتا ہے لیکن وہاں [illegible] دن کیسے رہے گی۔ میرا کام کیسے چلیگا۔ بس تین ہی چار دن میں بلا لوں گی۔ ہری کہتا تھا۔ کہ تمہاری دوکان میں بڑا منافع ہو رہا ہے۔ وشو اُن کی ان باتوں [illegible] بہت خوب وغیرہ الفاظ میں دیتے جا رہے تھے۔ اور رہ رہ کر حیرت زدہ نظروں سے کبھی رسوئی خانہ کی طرف اور کبھی [illegible] کی طرف دیکھ لیتے تھے۔

کچھ دیر بعد انہوں نے [illegible] کر دیکھا۔ کہ چٹائی کے اوپر پانی کا گلاس۔ پان کا ڈبہ اور تولیہ رکھ کر ساوتری چلی گئی۔ وہ عمدہ سے بغیر پان کھائے ہوئے ہی سو رہے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں یاد آیا کہ ایک دن میں نے اسی طرح پان کر کے پان نہیں کھایا تھا۔ تو ساوتری کس طرح [illegible] سے میری طرف دیکھتی رہی تھی۔ اس لئے انہوں نے پان کے ڈبے سے دو پتے نکال کر کھائے۔ اور ساوتری کو اشارے سے بتا دیا کہ آئندہ سے اگر ایسا [illegible] گی۔ تو میں معلوم نہیں کروں گا۔

تقریباً دو گھنٹہ سونے کے بعد وشو اٹھے اور اپنے کام پر چلنے لگے۔ چلتے چلتے انہوں نے دیکھا

کہ موسیٰ ساوتری سے مہابھارت پڑھا کر سُن رہی ہیں۔ شام سے کچھ دیر پہلے وشو گھر لوٹ آئے دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ اُن پُونم اگیما کے گھر گئی ہے۔ اُنہوں نے تب سوچا۔ کہ اس موقع کو ضائع کر دینا حماقت ہے۔ چپ چاپ اٹھ کر وہاں آئے۔ جھانک کر دیکھا کہ ساوتری ایک ٹوکری میں بہت سے پھول رکھے ہوئے ہار گوندھ رہی ہے۔ وشو نے پریم بھری نظروں سے پہلے دیوی کی مورتی کی طرف اور پھر ساوتری کی طرف نگاہ کی۔ دیکھا کہ پتھر کی دیوی کے چہرہ پر ایک عجیب غریب جذبہ جھلک رہا ہے سنگھاسن پر بیٹھی ہوئی انسانی دیوی کے چہرے پر بھی اُسی کا عکس لطیف نمایاں ہے۔ وشو نے آہستہ قریب جاکر پوچھا۔ یہ ہار کس کے لئے گوندھا جا رہا ہے؟

چونک کر ساوتری نے اُن کی طرف دیکھا۔ اور گھونگھٹ سرکا کر محبت آمیز لہجے میں جواب دیا۔ دیوتا کیلئے"

کس دیوتا کے لئے؟"

ساوتری سر اٹھا کر شوہر کی طرف دیکھنے لگی۔ وشو نہایت ہی سنجیدگی سے بولے "تم کتنے دیوتاؤں کے مندر جاتی ہو۔ دیوتا بدلتی ہو میں دیکھتا ہوں۔ تمہیں دیوتا کا درجہ دینے اور واپس لینے میں دیر نہیں لگتی" ساوتری نے اس مرتبہ آہستہ سے مسکرا کر اپنا سر نیچا کر لیا۔ وشو کی خواہش ہوئی کہ اُسکا منہ اوپر اٹھا کر اس جذبہ آمیز چھپی ہوئی ہنسی کو دیکھ لوں۔ وہ اُس کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ اور اُس کے ہاتھ سے آدھا گوندھا ہوا ہار چھین کر بولے "میں یوں آسانی سے اپنا اعزاز نہیں چھوڑ دوں گا۔ ہار میرا ہے"

ساوتری نے بناوٹی لہجے میں پوچھا "کیا کیا؟ اس سے اپرادھ پڑھیگا۔ مہاراج نے تو اسے دیوتا پر چڑھانے کے لئے....."

"تو پہلے ہی کیوں نہیں کہا؟ کہ کس دیوتا کے لئے ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب تم میں اُن دونوں کی سی پنڈتائی آ رہی ہے"

ساوتری نے روٹھنے کا بہانہ کر کے پھول کی ٹوکری جھٹ پٹ ایک طرف سرکا دی۔ وہ دیوتا کے مقصد میں شوہر کا گستاخانہ ساوک دیکھ کر ڈر گئی۔ اس لئے گلے میں آنچل ڈال کر اُس نے موتی کو پرنام کیا۔ اور تب تک وشو نے اُس ہار کو اُٹھا کر اپنے گلے میں ڈال لیا۔ یہ دیکھ کر ساوتری نے جیسے سہم کر پھر پھول چننے شروع کر دیئے۔ وشو ایک اور دیوتا چپ چاپ دیوار پر لگائے کھڑے ہیں۔ کہ دیکھیں بھی تم ارادت آمیز منہ کا کرتی ہو۔ مگر اُن کی طرف متوجہ نہ ہوئی۔

ساوتری نے اپنی شوخ نگاہوں سے شوہر کے چہرہ پر نظر ڈالی۔ اس کے دل میں طرح طرح کے خیالات آ رہے تھے۔ اسے ایسا محسوس ہوا۔ گویا سچ مچ وشو نے سینہ سے لگا لیا۔ بیتابانہ انداز سے وشو نے کہا۔ یہ کیا یہ کیا کرتی ہو؟ شرمائی ہوئی ساوتری نے دوسری طرف منہ پھیر کر کہا۔ کیوں پرنام کرنے میں کچھ دوش ہے؟

"دوش تو ہے ہی یوں گورکھ پیلے کی طرح صرف نمسکار اور شیر باد کرنے کرانے میں کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟"

"شرم کیوں معلوم ہوگی۔ دیوتا کو پرنام کرنے میں کیا شرم ہوتی ہے؟"

وشو کی بانہوں میں لگائے ہوئے ساوتری کی طرف دیکھنے لگا۔ گویا اس نگاہ میں غرور۔ نفرت اور خودداری بھری ہوئی تھی۔ وشو یہ نظارہ کب تک دیکھ سکتا تھا۔ اس نے سر نیچا کر لیا ہے وشو سنجیدہ لہجے میں بولے۔ ساوتری! اب بھی ویسے ہی باتیں کرتی ہو حقیقت تو یہ ہے۔ تمہارا دل اتھاہ ساگر ہے۔ اس کی تھاہ مجھ جیسے معمولی غوطہ زن کو نہیں مل سکتی۔ اب بھی تم مجھے اتنی دور کا اور اتنا پرایا سمجھتی ہو۔

ساوتری یہ اثر انگیز تقریر سن کر ساوتری کو بڑا دکھ ہوا۔ وہ التجا آمیز نگاہ سے وشو کے چہرے پر نظر ڈال کر بولی۔ ذرا میری طرف دیکھو میری اشتیاق آلود مضطرب نگاہیں۔ ہمیشہ تمہیں ڈھونڈا کرتی ہیں۔ میں تمہارے پریم میں اس قدر متوالی ہو رہی ہوں کہ اپنے آپے سے بھی بیخبر ہوں۔ تم نے اپنے پرائے کا جھگڑا کیوں چھاتے ہو؟

"تم مجھے دیوتا کہتی ہو۔ پرایا کیوں نہیں ہوا۔ یہ تاڑ دیوتا کیسے کہتے ہیں؟"

"جو انسانوں کو سہارا دے۔ دکھیوں کا دکھ دور کرے اور رستہ رستہ بھٹکنے والوں کو گھاٹ پر بٹھائے۔۔۔۔۔۔"

ساوتری کی اس جذبہ آمیز تقریر سے متاثر ہو کر وشو نے اسے سینہ سے لگا لیا وہ سینہ جو ساوتری کی محبت کا آرام گاہ تھا۔ اور جس میں بڑی خوبی اور لطافت کے ساتھ ساوتری کی محبت کا رکھا تھا۔ ساوتری کو سینہ سے لگائے ہوئے وشو نے آہستہ سے کہا۔ اور جو پریم کرتا ہے وہ پریم ہی چاہتا ہے۔ اسے انسان کہتے ہیں۔ اور کوئی خاص کچھ کہنے سننے کو نہیں تم ایسا مت کہو پاس کر بھی تم سمجھے نہیں

پہچانا۔ سادتری! اگر نزدیک رہ کر بھی کیا ہم تم اتنی دور رہیں گے؟"

سادتری نے اس مرتبہ شوہر کے دل پر اپنا سر رکھ دیا۔ اس نے کہنا چاہا کہ جو کچھ تم نے دیا ہے کیا خواب میں بھی اس کی امید کر سکتی تھی۔ آج بھی کیا میں اپنے کو تمہارے قابل سمجھ سکتی ہوں آندھی میں پرے جیسے نامعلوم کہاں سے کہاں اڑ کر چلا جاتا ہے۔ ویسے ہی ابتک ہم لوگ بھی اڑ گئے تھے دنیا میں کہیں پتہ نہ لگتا۔ مگر تم نے ہم لوگوں کو پناہ دی ہے اور اپنے سے بھی زیادہ اپنے آپ میں جگہ دی ہے..... اس سے زیادہ کوئی اور بات مت کہو مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی یہ کہتے کہتے سادتری کی سیاہی آنکھوں نے موتیوں کی جھڑی لگا دی۔"

یکایک باہر سے کسی لڑکے نے آواز دی "چھوٹی جی جی!"

[illegible] سادتری چٹ پٹ چلی گئی۔ وشو وہ سے [illegible] نکل کر بھاگے اور اپنے کام پر چلے گئے۔ کیونکہ سادتری کے جاتے ہی انہیں حکم ہو گیا تھا۔ کہ دسی [illegible] کچھ دیر بعد سادتری۔ [illegible] لگا کر چراغ جلایا۔ وشو لوٹ کر آئے تھے۔ انھوں نے [illegible] ہاتھ میں لے کر سادتری کو دکھاتے ہوئے کہا۔ "یہ اور تمہارے درمیان میں جو جھگڑا ہے اسکو میں نے دبا کر رکھ دیا ہے۔ مگر تم یہ نہ سمجھ لینا کہ میں اسے بھول گیا ہوں۔ کل رات کسی ان کہی کیلئے سادتری دم بخود میں دل مخاطب ہو گئی۔

وشو ایک کتاب لے کر اس کی ورق گردانی کرنے لگے وہ [illegible] پڑھتے جاتے تھے۔ ان کی آنکھوں میں مسرت آمیز چمک۔ کبھی کبھی صرف خیالات کی رنگینی اور جسم میں ایک گدگدی پیدا کرنے والا جذبہ دوڑ رہا تھا۔ یکایک کتاب میں سے ایک خط نکل پڑا یہ وہی ستی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ..... (اپنی آخری جھلک) ..... تھا۔ وشو دل ہی دل میں تمام داستان خط پڑھ گئے [illegible] بہت دنوں کی بات یاد آ گئی۔ اس وقت ستی کی وہ [illegible] دل کی [illegible] معلوم ہوتی تھیں۔ مگر آج ویسی نہیں تھیں۔ انہیں معلوم ہوا کہ وہ [illegible] محبت آمیز اشیر باد تھے ستی نے لکھا ہے "کہ ایک دن آئیگا۔ جب تم اسی ادھم عورت ذات کو پیار کرو گے۔ اور اس کو بحیثیت بیوی قبول کرو گے۔ تم اس وقت اپنے دل کے پردے پر [illegible] اس بات کا [illegible] کہ یہ ادھم ذات اپنے دل کے اندر کتنا بڑا [illegible] چھپائے بیٹھی ہے۔ [illegible]

قبول کرنا پڑے گا کہ دنیا میں محبت کے اس دلنواز شب میں نے [illegible] جرا پایا ہے کیا یہ بڑا ہے۔ یہ تو دیر یا وہ شے [illegible] ہے جو تو قف تھا۔ کہ اس کا اسرار نہیں سمجھ سکا۔ پھر انہوں نے پڑھا کہ تم کسی [illegible] ہو تے اس مرتبہ اس خط کو [illegible] اس کے بعد انہوں نے سوچا کہ اس خط کو پھاڑ کر پھینک دیں یا چھپا دیں۔ اگر یہ بھی ساوتری کے ہاتھ پڑ گیا تو بڑا غضب ہوگا۔ اس کے پڑھتے ہی اسے بہت دکھ ہوگا۔ ایک تو یونہی وہ اپنی کے لئے رویا کرتی ہے پھر خط تو آگ میں کا کام کرے گا۔ ساوتری سے یہ بات چھپاتے ہوئے انہیں بڑا دکھ ہوتا تھا مگر اس اسرار کے چھپانے میں خیریت نہیں تھی۔ لاچار انہوں نے وہ پاک صاف خط اسی وقت چراغ کی اس منور روشنی میں اسی کی لو کے حوالہ کر دیا۔

اٹھارھویں ترنگ

ان پھر ساوتری کی خواہش تھی کہ شروع سال میں چیتر کے مہینہ میں ہی نئے مندر میں دیوتا کی پرتشٹھا ہو جائے لیکن مختلف وجوہ کے باعث اس وقت پرتشٹھا نہ ہو سکی۔ اس کی شادی کے ٹھیک دو برس بعد جب ان کی شادی ہوئی تھی [illegible] پرتشٹھا کا دن مقرر ہوا۔

اتنے میں ساوتری کے دل میں ایک چوٹ لگی۔ کنکا دیوی پر وہ دنیا پر گویا کسی طرح سے آرام نہیں پاتی تھیں۔ اس لئے ایک دن یکایک ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور ہمیشہ کے لئے راحت مل گئی۔ ساوتری پہلے تو بہت روئی [illegible] ہوا۔ ماں جی کے پاس چلی گئیں۔ وہاں دونوں ماں بیٹی بہت سکھ سے رہیں گی۔ ہم لوگوں کو ہر طرح سے سکھی دیکھ کر ماں اپنی بدنصیبی [illegible] دیتے گئی ہیں۔ یہ سوچ کر ساوتری نے اپنی آنکھیں پونچھ ڈالیں۔

ہری شنکر کا بیاہ ہو گیا تھا۔ وہ اپنی گرہستی [illegible] تھا۔ کالی کو بغیر بہو کے [illegible] وہ زیادہ تر وشنو کے ساتھ ہی رہتا [illegible] جی کے گھر میں تنہا آدمیوں کو لے کر نئے گھر کے جگر میں گھومنا شروع کر دیا۔

مندر بن کر تیار ہو گیا تھا۔ [illegible] دیوی کی مورتی کی پرتشٹھا ہونے کا دن [illegible] ایک [illegible]

[illegible] بھی چلے ہیں۔ [illegible] کہا۔ بیٹا ایشور سب کا رازق ہے ہمارا بھی اسی نے پیٹ بھرا ہے مگر لوگ انسان کی [illegible] سے نکلی ہوئی [illegible] کیوں [illegible] ہمارے ملک میں دودھ پیتی بچیاں ماں باپ کی [illegible] گیرے اس تھوڑے سے [illegible] اپنے آپ کو [illegible] سمجھیں گی۔

وشو نے چپ چاپ سب کی باتیں سنیں اور [illegible] دیکھتے ہوئے [illegible] اس عالم [illegible] ان پر [illegible] توجہ [illegible]

[illegible] مندر کے [illegible] پجاری [illegible] ہوئے تھے [illegible] مندر کے اندر [illegible] پہنچ گئی [illegible] کہنے لگی [illegible] دیکھتی ہوں [illegible] اس [illegible] متاثر ہو کر [illegible] اس [illegible] دروازہ پر آ کر پکارا "اندر کون ہے؟ ذرا ماتا کا چرن [illegible] اس [illegible] ہے۔"

جب وشو نے دیکھا کہ [illegible] مندر کے اندر داخل ہوئے [illegible] اپنے آنچل سے [illegible] کرنے لگی [illegible] کہ تم کیوں اتنی محنت کر رہے ہو؟"

وشو نے کہا [illegible]